تذکرہ

نکات الشعراء

مرتبہ

ڈاکٹر محمود الٰہی
صدر شعبۂ اردو، گورکھپور یونی ورسٹی
گورکھپور

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

نکات الشعراء

Marfat.com

Marfat.com

تذکرہ

نکات الشعراء

مصنفہ

میر تقی میر

محمود ولید ذخیرہ

مرتبہ

ڈاکٹر محمود الہی
صدر شعبۂ اردو
گورکھپور یونیورسٹی

Marfat.com

130001

نکات الشعراء :- .... مصنفہ میر تقی میر

مرتب :- .... ڈاکٹر محمود الٰہی

اشاعت اوّل :- .... جنوری ۱۹۷۲ء

تعداد :- .... پانچسو ۵۰۰

ناشر :- .... ادارۂ تصنیف ڈی، ماڈل ٹاؤن دہلی ۹

مطبع :- .... جمال پرنٹنگ پریس، دہلی ۶

قیمت :- .... [redacted] روپے ۱۲/-

لکھنؤ میں ملنے کا پتہ :-

دانش محل، امین الدولہ پارک لکھنؤ

Marfat.com

ترتیب

مقدمہ مرتب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹

مقدمہ مصنف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳

تراجم شعراء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۴

خاتمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۳

ترقیمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۶۴

Marfat.com

فہرست شعراء

آبرو، نجم الدین (عرف مبارک شاہ) ۳۰
احسن اللہ ۴۴
احمد گجراتی ۹۹
آرزو، سراج الدین علی خاں ۲۵
آزاد ۹۵
اشتیاق، شاہ ولی اللہ.. ۲۸
اشرف ۱۰۳
اُمید، قزلباش خاں... ۲۸
انسان، اسدیار خاں... ۱۲۴
بسمل ۱۴۴
بہار، لالہ ٹیک چند ۱۳۰
بھید، میر میران سید نوازش خاں ۱۰۶
بیتاب، محمد اسمٰعیل .. ۸۲
بیچارہ...... .. .. ۱۰۵
بیدار، محمد علی (میر محمدی) ۱۲۶
بیدل، مرزا عبدالقادر... ۲۴
بیرنگ، دلاور خاں .. ۱۴۶

بے نوا ۴۵
پاکباز، میاں صلاح الدین ۸۱
پیام، شرف الدین ۴۳
تاباں، میر عبدالحی ۱۰۹
تجرد، میر عبداللہ ۱۰۷
تمکین، میاں صلاح الدین ۱۳۴
ثاقب، میاں شہاب الدین ۸۹
جعفر.. .. .. .. ۱۰۴
جعفر زٹلی.. .. .. .. ۴۶
جگن ۳۴
حاتم، شیخ محمد حاتم .. ۷۷
حزیں، میر محمد باقر ۱۰۸
حسن، میر حسن ۱۳۲
حسن ۱۰۶
حسیب ۱۰۶
حشمت، محمد علی ۱۰۹
حشمت، میر محتشم علی خاں ۷۴

Marfat.com

خاکسار، محمد یار ... ۱۱۴
خسرو، امیر خسرو ... ۲۴
خوشنود ... ۱۰۴
دانا، فضل علی ... ۱۴۳
داؤد، مرزا داؤد ... ۱۰۶
درد، خواجہ میر ... ۶۰
درد، کرم اللہ ... ۷۵
دردمند، محمد فقیہ ۱۱۶
راقم، بندرابن ... ۱۳۸
رسوا ... ۱۱۹
زکی، جعفر علی خاں ... ۱۴۳
سالک ... ۱۰۱
سجاد، میر سجاد ... ۶۶
سراج ... ۹۵
سعادت، سعادت علی ۱۴۴
سعدی ... ۱۰۵
سلام، نجم الدین ... ۱۲۹
سودا ... ۴۸
شاغل ... ۱۴۶
شعوری ... ۱۰۰
شوق، میاں حسن علی ۱۱۷

صبائی ... ۱۰۱
ضیا، میاں ضیاء الدین ... ۱۳۷
ضیا، مرزا عطا بیگ ۹۹
عاجز، عارف علی خاں ۹۷
عاجز ۱۴۲
عارف، محمد عارف ۱۲۵
عاصمی، خواجہ برہان الدین ۱۱۷
عبدالبر ... ۱۰۴
عبدالرحیم ... ۱۰۴
عزلت، سید عبدالولی ۹۳
عزیز اللہ ... ۱۰۵
عشاق ... ۱۴۳
عطا ... ۴۶
غریب، محمد امان اللہ (محمد زماں) ۱۳۴
غواصی ... ۱۰۳
فخری ... ۱۰۲
فضلی ... ۱۰۰
فغاں، اشرف علی خاں ۷۵
قاسم، مرزا ... ۱۰۰
قائم، محمد قائم ۱۲۰
قدر ... ۱۴۱

Marfat.com

قدرت، قدرت اللہ ۱۴۷
کافر، میر علی نقی... ... ۱۴۱
کلیم، محمد حسین ۵۵
کمترین... ... ... ۱۴۰
گرامی، مرزا... ... ۲۹
لطفی ۱۰۲
محسن، محمد محسن... ۱۳۵
محمود ۱۰۱
مخلص، رائے آنند رام ۲۹
مضمون، شرف الدین ۳۴
مظہر، مرزا جان جاں ۲۶
معز، فطرت، موسوی ۲۶
ملک ۱۰۲
موزوں، خواجم قلی خاں

میر گھاسی... ... ... ۱۴۳
میر، (میر سوز)... ... ۱۴۴
میر، میر محمد تقی... ... ۱۴۷
ناجی، محمد شاکر... ... ۴۰
نثار، عبدالرسول ... ۱۳۱
ولی... ... ... ۹۱
ہاتفی... ... ... ۱۰۳
ہاشم... ... ... ۱۰۳
ہدایت، ہدایت اللہ... ۱۲۵
یکدل، میر عزت اللہ ۱۴۷
یکرنگ، مصطفے خاں ۳۶
یکرو ۸۱
یقین، انعام اللہ خاں ۸۲
یونس، حکیم یونس ۱۰۷

Marfat.com

مقدمۂ مرتّب

شعرائے اُردو کے ان دستیاب تذکروں میں جو شمالی ہند میں لکھے گئے ہیں، نکات الشعرا، تذکرہ ریختہ گویاں اور مخزن نکات کو قدامت کے لحاظ سے اوّلیت حاصل ہے۔ جہاں تک مخزن نکات کا سوال ہے، اس میں ایسے واضح اشارے موجود ہیں جن سے تیقن ہوتا ہے کہ یہ سنہ ۱۱۶۸ھ سے پہلے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا۔ نکات الشعرا اور تذکرہ ریختہ گویاں میں تقدم زمانی کسے حاصل ہے۔ موجودہ مواد کی روشنی میں اس سلسلے میں کوئی حتمی بات نہیں کہی جاسکتی۔ تذکرہ ریختہ گویاں میں ترقیمہ موجود ہے جس پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہنا چاہیے کہ یہ پانچ محرم الحرام سنہ ۱۱۶۶ھ کو مکمل ہو گیا تھا۔ نکات الشعرا میں نہ تو ترقیمہ ہے اور نہ کوئی دوسری داخلی شہادت، جو اس کے زمانۂ تکمیل کی نشاندہی کرسکے۔ ہم زیادہ سے زیادہ اتنا کہہ سکتے ہیں کہ سنہ ۱۱۶۵ھ میں یہ تذکرہ زیر تسوید تھا اور اگر بعض اہم قرائن کے پیش نظر ہم سنہ ۱۱۶۵ھ کو اس کا نقطۂ تکمیل تسلیم کرلیں تو یہ حقیقت بھی سامنے آئے گی کہ نکات الشعرا کو تذکرہ ریختہ گویاں پر جو تقدم حاصل ہے وہ چند یوم یا چند ماہ سے زیادہ نہیں۔ نکات الشعرا سنہ ۱۱۶۵ھ میں زیر تسوید تھا اور تذکرہ ریختہ گویاں اس وقت مکمل ہوا۔ جب سنہ ۱۱۶۶ھ کو گزرے ہوئے صرف چار دن ہوئے تھے۔ ان دونوں تذکروں کے ضمن میں تقدم زمانی کی بحث کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے۔ اہمیت ہے اس طرز فکر کی جس کے عمل اور ردعمل سے یہ دونوں

Marfat.com

تذکرے مظاہر ہیں !!

گردیزی نے بڑے معصوم اور نیاز مندانہ انداز میں اپنی تذکرہ نگاری کے محرکات سے دیباچے میں بحث کی ہے۔ ان کی نظر سے بعض تذکرے گزرے تھے جن میں معاصرین کے ساتھ ستم ظریفی روا رکھی گئی تھی اور ہم سروں کی نکتہ چینی کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اچھے شاعروں کو ان میں جگہ نہیں ملی تھی، انھیں ایک ایسا تذکرہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو انصاف پر مبنی ہو۔ میر نے بھی نکات الشعراء کے سبب تالیف پر روشنی ڈالی ہے لیکن انھوں نے ذہانت سے کام لیا اور کہا کہ وہ تذکرہ اس لئے لکھ رہے ہیں کہ صفحۂ روزگار پر ریختہ گویوں کا نام اور کام باقی رہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ان کا تذکرہ کسی اور جذبے کی غمازی کر رہا ہے —— وہی جذبہ جس پر گردیزی بھیں بہ جبیں نظر آتے ہیں۔

میر نے جس زمانے میں دہلی کو اپنا وطن ثانی بنایا۔ وہاں کے شعراء ذہنی طور پر دو الگ الگ حلقوں میں تقسیم ہو رہے تھے۔ ایک حلقہ خان آرزو کے تلامذہ پر مشتمل تھا اور دوسرے حلقے میں وہ لوگ شامل تھے جو یا تو مرزا مظہر جانِ جاں کے شاگرد تھے یا ان کے معتقد۔ مرزا مظہر کو ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے جو مقام حاصل تھا، اس کا علم سب کو ہے۔ اس حلقے میں شعر گوئی کا کیا معیار تھا، یہ الگ بات ہے۔ کہنا صرف یہ ہے کہ اس حلقے کو حسنِ قبول حاصل کرنے کے لئے مرزا مظہر کی نسبت ہی کافی تھی۔ ایسے قرائن نہیں ملتے جن سے ہم یہ شبہ بھی کر سکیں کہ یہ حلقہ میر کی حوصلہ افزائی کرتا تھا۔ اس کے برعکس، اس حقیقت کے جگہ جگہ اشارے ملتے ہیں کہ میر اور حلقۂ تلامذۂ مظہر ایک دوسرے سے کشاں کشاں رہے۔ میر جنھیں اپنے ملکۂ شعر گوئی کا عرفان اور اپنے حسنِ فکر کا بجا طور پر ناز تھا، اسے کیونکر برداشت کر سکتے تھے کہ ان کی شاعرانہ عظمت نہ تسلیم کی جائے۔ انھیں مرزا مظہر جانِ جاں

Marfat.com

جیسے کسی بزرگ کی پشت پناہی تو حاصل نہیں تھی لیکن خان آرزو کی "قرابت قریبہ" بھی کمتر درجہ کی چیز نہیں تھی۔ خان آرزو کا شمار عمائدین میں ہوتا تھا ان کے بارے میں خود میر کا یہ خیال تھا کہ "ہمہ اُستادان مضبوط فن ریختہ شاگرد آں بزرگوار اند"۔ میر نے اپنا رشتہ خان آرزو کے حلقۂ تلامذہ میں سے جوڑا۔ وہ اپنے گھر شعر گوئی کی مجلسیں منعقد کرنے لگے اور رفتہ رفتہ اس حلقے کے سربراہ بھی ہو گئے۔ یہ صرف مراختہ کی مجلسوں میں بلکہ نجی کی ملاقاتوں میں بھی معاصرین کے افکار پر نکتہ چینی کی جاتی تھی اور یہی نکتہ چینی ان دونوں تذکروں کو وجود میں لانے کا سبب بنی۔

یہ دونوں تذکرے معاصرانہ چشمک کے مظاہر ہیں اور ایک کا مطالعہ دوسرے کے مطالعے کے بغیر نامکمل رہے گا۔ ان دونوں کو صدائے احتجاج کی حیثیت حاصل ہے۔ میر نے نکات الشعراء کے ذریعہ انعام اللہ خاں یقین اور مرزا مظہر جانِ جاں کے دوسرے تلامذہ کو ان کی حیثیت سے بلند مقام دیے جانے پر احتجاج کیا ہے، اور گردیزی نے تذکرۂ ریختہ گویاں میں حلقۂ میر کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے کی کوشش کی ہے۔ ہمعصروں پر اظہار رائے کرنا یوں بھی بڑا نازک کام ہے اور جب اظہار رائے میں معاصرانہ چشمک کا عمل دخل ہو تو اس میں عدم توازن کا راہ پا جانا ناگزیر سا ہو جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ نکات الشعراء اور تذکرۂ ریختہ گویاں دونوں میں اعتدال و توازن کی کمی ملتی ہے۔ فرق اتنا ہے کہ میر کا موقف بڑی حد تک صحیح تھا اس لئے عدم توازن کے باوصف ان کے تذکرے میں ایک وقار ملتا ہے۔ گردیزی کا احتجاج انفعال آشنا ہے اور یہ اپنی شکست کی آواز معلوم ہوتا ہے۔ وہ شاعری کی بساط پر جن مہروں کی مدد سے میر کو مات دینا چاہتے تھے وہ درماندہ و پاشکستہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ گردیزی کے تذکرے کی قدر و قیمت کم سے کمتر ہوتی گئی اور میر کا نکات الشعراء زیادہ سے زیادہ اہمیت حاصل کرتا گیا

Marfat.com

اس اجمال کی تفصیل کہ یہ تذکرے معاصرانہ چشمک کا نتیجہ ہیں، یہ ہے۔ میر نے صرف یہی نہیں کیا کہ احسن اللہ بیاں، خواجہ محمد ظاہر خاں ظاہر، شیو سنگھ ظہور، سیتا رام عمدہ اور سلسلۂ مظہر جان جاں کے بعض دوسرے شعراء کا ذکر نہیں کیا بلکہ انعام اللہ خاں یقین، میر محمد باقر حزیں اور محمد فقیہ دردمند کے ساتھ جو مظہر جان جاں کے ارشد تلامذہ میں تھے اور جن کی شاعرانہ حیثیت مسلّم ہو چکی تھی، انصاف نہیں کیا۔ اس زمانے میں مظہر جان جاں شاعری ترک کر چکے تھے اور ان کے حلقۂ تلامذہ کی قیادت انعام اللہ خاں یقین کے حصّے میں آ چکی تھی۔ میر نے سخت ترین حملہ یقین ہی پر کیا کہ میر کارواں کو زیر کرنا سب سے بڑی جیت ہوا کرتی ہے۔ میر نے چن چن کر اس حلقے کے شعراء کو ہدفِ طعن و تشنیع بنایا۔ خاکسار جو براہِ راست جان جاں کے شاگرد نہیں تھے لیکن ان کے معتقدوں میں تھے، ان کے ذکر میں بڑے لطیف پیرایے سے مظہر جان جاں کا نام شامل کر لیا گیا ہے تاکہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ مظہر جان جاں کی تقلید خاکسار جیسے لوگ کرتے ہیں! اسی طرح قدرت اللہ قدرت کے ترجمے میں "عاجز از سخن است" کا جملہ لکھ دیا گیا۔ مصطفیٰ خاں یک رنگ جو تذکرے کی تسوید کے وقت زندہ نہیں تھے، میر نے ان کو بھی نہیں چھوڑا۔ چونکہ ان کا تعلق مظہر جان جاں سے رہ چکا تھا اس لیے ان کے بعض اشعار کی اصلاح کر دی۔ جب یک رنگ موردِ عتاب ٹھہرے تو ان کے شاگرد کیوں بخشے جاتے، میر صلاح الدین عرف کھن پاکباز کے ترجمے میں "مزاجش خالی از وحشت نیست" کا جملہ بھی جگہ پاتا ہے۔

نکات الشعراء میں میر نے ان شعراء کو بھی اچھے الفاظ سے یاد نہیں کیا جن سے بوجوہ وہ خوش نہیں تھے۔ محمد علی حشمت کے ترجمے میں "اشعار پا بیانی گفت گہا دارد" جیسے جملے ملتے ہیں کیونکہ یہ اکثر میر جیسے شاعروں پر بیجا اعتراضات کیا کرتے تھے۔ کمترین سے ان کی نہیں بنتی تھی (کمترین نے میر کی ہجو بھی لکھی ہے)

Marfat.com

اس لئے ان کے ترجمے میں یہ جملہ لکھا گیا" بندہ شعر معقول او نہ شنیدہ ام"۔ عاجز اپنے اُستاد کمترین کی وجہ سے ہدفِ ملامت بنتے ہیں۔

میر نے جن شعراء کی تعریف کی ہے یا جن کے ساتھ ہمدردانہ رویہ اختیار کیا ہے، انھیں مندرجہ ذیل گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :۔

(الف) خان آرزو کے تلامذہ

(ب) میر کے اعزا اور تلامذہ

(ج) میر پر جن کے احسانات تھے

(د) جن سے میر کے ذاتی روابط تھے اور جو میر کے مدّاح تھے۔

ٹیک چند بہار اور حسن علی شوق خان آرزو کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کر چکے تھے اس لیے ان کی تعریف کی گئی۔ محمد حسین کلیم اور محمد محسن محسن میر کے قریبی رشتہ داروں میں اور عبدالرسول نثار اور میاں جگن ان کے تلامذہ میں تھے اس لئے ان کے ساتھ اچھا رویہ اختیار کیا گیا۔ ہاں بندرا بن راقم ان کی شاگردی سے نکل گئے تھے اس لئے بڑے اچھے انداز میں ان پر سرقے کا الزام عائد کیا گیا اور انھیں نومشق کہا گیا۔ میر درد کے حلقے میں ان کے شاندار مستقبل کی بشارت دی گئی، اس لیے ان کی تعریف کی گئی۔ اسی بنیاد پر درد کے شاگرد ہدایت اللہ ہدایت بھی تعریفی کلمات کے مستحق قرار پائے۔

اسد یار خاں انسان، سعادت علی سعادت، شرف الدین پیام، اور نجم الدین سلام میر کے محسنوں میں تھے، اس لئے ان کو اچھے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ کرم اللہ درد، اشرف علی فغاں، میر حسن اور عارف وغیرہ سے ان کے ذاتی مراسم تھے، اس لئے ان کی مدح لازم تھی۔ یہی نہیں میر کا اس کے ساتھ بھی ہمدردانہ رویہ روا رکھا گیا ہے کیونکہ خود ان کے الفاظ میں میر گمنامی

Marfat.com

"بامن آشنا است"۔

اس تفصیل سے یہ واضح کرنا مقصود نہیں ہے کہ میر نے جن کی مذمت کی ہے وہ لائق تحسین تھے یا جن کی تعریف کی گئی ہے وہ مذمت کے قابل تھے میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی تحسین و تنقیص کا محرک صحیح جذبۂ تنقید نہیں بلکہ یہ تذکرہ محض معاصرانہ چشمک کی وجہ سے منصۂ شہود پر آیا ورنہ میر کی تنقیدی بصیرت ایسی نہیں تھی کہ وہ میاں جگن اور میر گھاسی کی تعریف کرتے اور رند، راب، راقم اور قدرت اللہ قدرت کی تنقیص! نکات الشعرا میں شمالی ہند کے صرف چند شعرا ملتے ہیں جن کی میر نے تحسین کی ہے لیکن سبب تحسین واضح طور پر نہیں معلوم ہوسکا۔ یا جن کی تنقیص کی گئی ہے مگر محرک تنقیص کا پتہ نہیں چلتا۔ جب تک تنقیص و تحسین کے واضح اسباب کا علم نہیں ہوجاتا، انھیں مستثنیات میں شمار کرنا چاہیئے۔

اسی طرح کی افراط و تفریط گردیزی کے یہاں بھی ملتی ہے مگر ذرا سنجیدہ لب و لہجہ میں۔ چونکہ گردیزی فکر و نظر کے لحاظ سے میر کے عشر عشیر بھی نہیں تھے اس لیے نہ تو ان کی تحسین میں کوئی وقعت ہے اور نہ تنقیص میں کوئی وزن۔ ان کا سارا زور عبارت آرائی میں صرف ہوکر رہ گیا۔ یہی کیا کم ہے کہ وہ مسجّع اور مقفّٰی جملوں میں اُن شعرا کی تعریف کر لیتے ہیں جنھیں میر نے ہدفِ ملامت بنایا تھا۔ گردیزی کے یہاں اگر کوئی خوبی ہے تو یہی لب و لہجہ کا اعتدال۔ وہ میر کی طرح جارح اور حملہ آور نہیں، وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر پاتے کہ میر کے لئے ہلکے قسم کے تعریفی جملے استعمال کریں اور ان کا صرف ایک شعر مثال میں پیش کر سکیں یا انعام اللہ یقین کے لئے خوب صورت الفاظ صرف کر کے ان کے کلام کا طویل اقتباس پیش کرلیں۔ دراصل میر نے اپنی پسند اور ناپسند کو جیتی جاگتی صورت میں اور مؤثر طور پر صفحۂ قرطاس پر منتقل کر دیا، گردیزی اپنے دل کی بھڑاس بھی نہیں نکال سکے۔

Marfat.com

ـــــ اور جن کے پاس تخلیقی صلاحیت نہیں ہوتی، ان سے اس سے زیادہ کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی!(۱)۔

قرائن یہ بتاتے ہیں کہ نکات الشعرا اور تذکرہ ریختہ گویاں بیک وقت زیر تسوید تھے اور دونوں کے مصنفین کو ایک دوسرے کے مجوزہ مشمولات کا کسی نہ کسی ذریعے سے علم ہوتا رہتا تھا۔ ختم پہلے کس نے کیا، یہی سوال اب تک حل نہیں ہوا لیکن میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ اس سوال کی چنداں اہمیت نہیں۔

میر نے یہ تذکرہ بڑی رواداری میں لکھا۔ ان کے سامنے شعرا کی ترتیب کا کوئی اصول نہیں تھا۔ انھوں نے نہ تو شعرا کی تقسیم طبقات کے لحاظ سے کی اور نہ ان کا ذکر حروف تہجی یا حروف ابجد کی ترتیب سے کیا۔ شعرائے دکن کا ذکر یکایک ایک مختصر سی تمہید کے ساتھ وسط کتاب میں آجاتا ہے اور پھر اس کے بعد کسی تمہید کے بغیر شمالی ہند کے شعرا جگہ پاتے ہیں۔ شعرائے دکن والے حصے کی بات کسی قدر سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ حصہ عبدالولی عزلت کا رہین منت معلوم ہوتا ہے۔ عزلت ۱۱۶۴ھ کے وسط میں دہلی آئے۔ ان کی ملاقات میر سے بھی ہوئی۔ میر نے ان کی بیاض سے بھرپور استفادہ کیا۔(۲) جوں ہی میر کو عزلت کی بیاض ملی ہوگی انھوں نے

(۱) یہاں اس حقیقت کا اعادہ بے محل نہ ہوگا کہ صاحب مجموعۂ نغز قدرت اللہ قاسم کا سلسلۂ تلمذ و تتبع (شاعری میں بھی اور مسلک میں بھی) مظہر جان جاں سے ملتا ہے۔ خود گردیزی سے قاسم کا تعلق بڑا گہرا رہا ہے۔ ایسی صورت میں میر کے نکات الشعرا کے سلسلے میں قاسم کے بیانات کی اہمیت ختم ہوجاتی ہے۔ یہ خیال حقیقت سے قریب ہے کہ میر کے خلاف جو غبار گردیزی نکالنا چاہتے تھے وہ قاسم نے نکالا۔

(۲) میر نے سعدی کے ترجمے میں اس کی وضاحت کی ہے کہ ان کا تعلق دکن سے ہے، شیراز سے نہیں، بہت ممکن ہے کہ یہ بات میر کو اور گردیزی کو بھی عزلت کی بیاض سے معلوم ہوئی ہو۔

Marfat.com

اس کی مدد سے اپنے تذکرے میں شعرائے دکن کا حصہ شامل کر لیا اور پھر شمالی ہند کے باقی شعراء کا ذکر مکمل کیا۔ میر کی اس روش سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ وہ جلد از جلد اس کام کو جیسے تیسے ختم کر لینا چاہتے تھے۔ ذکر میر میں انھوں نے اپنی جن مصروفیات اور مہمات میں شرکت کی تفصیل فراہم کی ہے۔ اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ زیر بحث زمانے میں انھیں دہلی میں جم کر کام کرنے کا موقع نہیں ملا۔

نکات الشعراء کی خصوصیات پر اہلِ نظر نے بہت کچھ کہا ہے، یہاں ان کا اعادہ تحصیل حاصل ہوگا۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت تو یہی ہے کہ یہ ہمارے ایک ایسے شاعر کے رشحات قلم ہیں جس نے غزل کی تقدیر بدل دی۔ ایسے شاعر کا ایک ایک جملہ بلکہ ایک ایک حرف ہمارے کام آ سکتا ہے اور پھر نکات الشعراء میں تو میر کی شخصیت بھرپور طریقے سے جلوہ گر ہوئی ہے اس لئے اس کے مطالعے کی اہمیت کبھی کم نہیں ہوگی۔ یہ دراصل دوسرے شاعروں کا تذکرہ کم اور خود میر کا اپنا تذکرہ زیادہ ہے۔

نکات الشعراء کو اگرچہ قبول عام ملا لیکن اس کے قلمی نسخے تعجب خیز حد تک کمیاب ہیں۔ انجمن نے اسے دو بار شائع کیا۔ پہلی بار ۱۹۲۲ء میں مولوی حبیب الرحمن خاں شیروانی کے مقدمے کے ساتھ اور دوسری بار ۱۹۳۵ء میں مولوی عبدالحق کے حواشی اور مقدمے کے ساتھ۔ شیروانی مرحوم کے مقدمے میں اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ یہ نسخہ انجمن کو کہاں سے ملا تھا اور اس کی کتابت کب اور کہاں ہوئی تھی۔ مولوی عبدالحق نے اپنے مقدمے میں نسخے کی تفصیل دی ہے لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اشاعتوں کا متن ایک ہی خطی نسخے پر مبنی ہے۔ ناکمل اور مبہم عبارتیں بھی دونوں میں مماثل ہیں۔ ہاں کہیں کہیں ایسے اختلافات ضرور ملتے ہیں جن سے شبہ ہو سکتا ہے کہ دونوں اشاعتوں کا متن دو مختلف خطی نسخوں

Marfat.com

مبنی ہے لیکن یہ اختلافات الفاظ کے حذف و اضافہ تک محدود ہیں جنھیں سہو کتابت پر بھی محمول کیا جا سکتا ہے، یہاں دوسری اشاعت کے چند جملے نقل کیے جاتے ہیں۔ جن الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے، وہ نسخۂ شیروانی یعنی اشاعت اول میں محذوف ہیں :-

ص ۱ :- مسمی بہ نکات الشعرا است

ص ۸ :- پسر غنی بیگ

ص ۱۸ :- بندہ از احوال او

ص ۵۰ :- حُسنِ سلوک آں عام

اسی طرح نسخۂ شیروانی کے بعض الفاظ اشاعت ثانی میں محذوف ہیں مثلاً اس کے ص ۲۴ پر "باری یک دو ملاقات کردہ بودم" ہے اور اشاعت ثانی میں "باری یک ملاقات کردہ ام" ہے۔ اس طرح نسخۂ شیروانی کے ص ۱۴۳ پر "شعر بمشورت من می گوید" ہے اور اشاعت ثانی میں لفظ شعر محذوف ہو گیا ہے۔

کہیں کہیں کئی جملے محذوف ہو گئے ہیں لیکن یہ سارے محذوفات سہو کتابت کے ذیل میں آجاتے ہیں۔ دونوں اشاعتوں میں ایک ہی مفہوم کی دو مختلف روایتوں کی مثالیں نہیں ملتیں اور نہ جملوں کی ساخت اور ترتیب کا کوئی فرق ملتا ہے۔ اس لیے یہ گمان ہوتا ہے کہ دونوں اشاعتیں ایک ہی خطی نسخے پر مبنی ہیں، ہاں اگر دونوں اشاعتیں دو الگ الگ نسخوں پر مبنی ہیں تو اتنی بات یقینی ہے کہ ان میں سے ایک کو منقول عنہ اور دوسرے کو نقل کی حیثیت حاصل ہے۔ بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ نکات الشعرا کے خطی نسخوں کی کمی کی وجہ سے اب تک ان عبارتوں کی تصحیح نہیں ہو سکی جو متداول اشاعتوں میں مبہم تھیں (۱)۔

---

(۱) رضا لائبریری رام پور میں نکات الشعرا کا ایک ناقص نسخہ موجود ہے آزاد لائبریری علیگڑھ میں

(باقی حاشیہ صـ ۱۸ پر)

Marfat.com

پیرس کے قومی کتب خانے میں نکات الشعراء کا ایک خطی نسخہ موجود ہے۔ اگر
اس کے کاتب نے دکن کے اکثر شعراء کا ذکر جان بوجھ کر حذف کر دیا ہے۔ پھر بھی
کئی حیثیتوں سے اہم ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں ترقیمہ موجود ہے
جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی کتابت ۱۱۶۸ھ میں سورت میں ہوئی تھی۔
نکات الشعراء کی اشاعت ثانی جس خطی نسخے پر مبنی ہے، اس کی کتابت ۱۱۶۲ھ
میں ہوئی تھی، نسخۂ پیرس کی کتابت اس کے چھ سال بعد ہوئی۔ ۱۱۶۲ھ والا
نسخہ سید عبدالولی عزلت کی فرمائش پر لکھا گیا تھا، ان کا سورت سے گہرا تعلق تھا
یہ بعید از قیاس نہیں کہ نسخۂ پیرس کی کتابت کے سلسلے میں عزلت کا تعاون و مشورہ
شامل رہا ہو۔ نسخۂ پیرس کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے مطالعے سے
وہ بیانات واضح ہو جاتے ہیں جو مطبوعہ نسخہ میں کسی وجہ سے مبہم اور غیر واضح
رہ گئے ہیں۔ اس طرح مطبوعہ نسخہ کی تصحیح و توثیق کے لئے اسے قدیم ترین آخذ کی
حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔ دونوں نسخے کے متن میں کہیں کہیں معمولی اختلافات
بھی ہیں جو اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ میرے تذکرے پر نظر ثانی کی تھی
لیکن ان دونوں میں اصل متن کی نقل کون ہے اور کون اصلاح شدہ متن کی نقل،
اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

نسخۂ پیرس میں ۵۰ اوراق ہیں۔ پہلے ورق کا بالائی حصہ ضائع ہو گیا ہے مگر
اچھی بات یہ ہے کہ اس کی وجہ سے کتاب کا متن متاثر نہیں ہوا۔ پہلے صفحے پر دو
عبارتیں ہیں، ایک ناقص اور ایک مکمل۔ پہلی عبارت سے کتاب کا نام واضح ہوتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) ایک تذکرے کے چند اوراق ملتے ہیں لیکن ان نسخوں کو متن کی تصحیح کے لئے
ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

Marfat.com

کتاب کے مصنف کا نام ضائع شدہ حصے میں رہا ہوگا مگر "تلمیذ قدوۂ اہل معانی، سراج الدین علی خاں صاحب آرزو" کا فقرہ واضح ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ کاتب میر کو خان، آرزو کا شاگرد سمجھتا تھا۔ دوسری عبارت سے اس کتاب کی ملکیت واضح ہوتی ہے۔ عبارت یہ ہے:

"ایں کتاب تذکرہ میر را حاجی میر جعفر محمد قبلہ میر گوہر علی مرحمت نمود، بتاریخ بست یکم ماہ شعبان ۱۲۱۴ھ ہجری کہ از گجرات آمدہ بودند"۔

صفحہ ۲ سے اصل کتاب شروع ہوتی ہے۔ اس صفحے پر مقدمہ ہے اور امیر خسرو کے ترجمے کے ابتدائی فقرے۔

اس کا ورق نمبر ۲ (صفحات ۳ و ۴) غائب ہے۔ ورق نمبر ۳ سے آخر کتاب تک اوراق مسلسل ہیں۔ آخری صفحے پر یہ ترقیمہ ہے:

"بتاریخ ہفدہم شہر شوال روز چہارشنبہ ۱۱۶۸ھ ہجری در بندر سورت بموجب خواہش جمیع دوستاں بہ اتمام رسید"

نسخۂ انجمن میں ۱۰۳ شعراء کا ذکر ملتا ہے۔ اس میں صرف ۷۷ شعراء کو جگہ ملی۔ کاتب نے دکن کے اکثر شعراء کا ذکر یہ کہہ کر حذف کر دیا:

"واکثر مذکور شعرائے متقدمین و آیہ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ در شانِ شاں ست۔ مؤلف ایں تذکرہ اذکار شاں را معہ شعرہائے بے مزہ پوچ لایعنی نوشتہ بود۔ چوں کاتب را تصدیع بود، اوقات عزیز خود را ضائع ننمود و ہمیں احمد گجراتی و تاہم گجراتی اکتفا نمود بقول قدیم مشتے نمونہ خروارے"

کاتب نے جن شعراء کا ذکر حذف کیا ہے، ان کی فہرست یہ ہے:

Marfat.com

شعوری ، فضلی ، صبائی احمد آبادی ، محمود ، سالک ، ملک ، لطفی ، فخری ، ہاشم ، ہاتفی ، اشرف ، غواصی ، خوشنود ، جعفر ، عبدالرحیم ، عبدالبر ، عزیزاللہ ، سعدی ، بیچارہ ، حسن ، مرزا داؤد ، خواجم قلی خاں ، میر گھاسی ، عشاق ۔

ان کے علاوہ ورق ۲ کے غائب ہوجانے سے عبدالقادر بیدل، سراج الدین علی خاں آرزو اور مرزا معز فطرت موسوی کے ترجمے بھی معدوم ہو گئے۔ گویا ۱۰۳ شاعروں میں ۲۰ شعرا، کا ذکر نسخۂ پیرس میں نہیں ہے۔ اس میں ایک نئے شاعر عطا بیگ ضیا کے ترجمے کا اضافہ ہے[1]۔ اس طرح شامل تذکرہ شعراء کی تعداد ۷۷ ہو جاتی ہے۔

اس ترتیب نو میں نسخۂ انجمن ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے، کیونکہ یہ مکمل بھی ہے اور قدیم تر بھی۔ نسخۂ پیرس سے متن کی تصحیح کی گئی ہے۔ متن کی تصحیح و توثیق میں کہیں کہیں تذکرۂ شورش کے اس خطی نسخے سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو کتب خانہ رشیدیہ جون پور میں محفوظ ہے۔ شورش نے میر کے بیانات کو کہیں کہیں من وعن نقل کر لیا ہے اور اس کا حوالہ بھی دے دیا ہے۔ اس طرح اس کی مدد سے نکات الشعراء کے

(۱) صاحب "گلشن سخن" کے ایک بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ ان کے سامنے تذکرۂ میر کی کوئی ایسی روایت تھی جس میں جنوں کا ترجمہ بھی شامل تھا لیکن جو شعر انھوں نے تذکرۂ میر کے حوالے سے جنوں کی طرف منسوب کیے ہیں وہ دراصل جنون الہ آبادی کے ہیں (دیکھیے ریاض الفصحا، گلزار ابراہیم، تذکرۂ عشقی) عشقی نے جنون الہ آبادی کے بارے میں لکھا ہے کہ "جوانے طالب العلم مستعد است"، ص ۷۰ — ۱۶۹

ان تذکروں کے بیانات کی روشنی میں صاحب گلشن سخن کا بیان قابل اعتنا نہیں رہ جاتا۔

Marfat.com

بعض حصّوں کا متن تیار کیا جا سکتا ہے۔ نسخۂ شورش میں میرؔ کے جو بیانات نقل ہوئے ہیں وہ مطبوعہ نسخوں کے متن سے زیادہ مماثل ہے۔ اگرچہ نسخۂ انجمن کے متن کو بنیاد بنایا گیا ہے لیکن کہیں کہیں نسخۂ پیرس کے الفاظ کو متن کے لئے ترجیح دی گئی ہے اور نسخۂ انجمن کے الفاظ حاشیے میں لکھ دیے گئے ہیں۔

متن کی ترتیب میں ذیل کا طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے:۔

(الف) جو حروف یا فقرے یا جملے نسخۂ انجمن میں ہیں لیکن نسخۂ پیرس میں نہیں ہیں ان پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔

(ب) نسخۂ پیرس کے اہم اضافوں کو متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔ امتیاز کے لئے یہ اضافے قلابین ( ) میں درج کئے گئے ہیں۔

(ج) اختلافِ نسخ کی وضاحت حاشیے میں کی گئی ہے۔ مختلف نسخوں کے لئے یہ علامتیں کام میں لائی گئی ہیں:

نکات الشعرا کی پہلی اشاعت = شیروانی

نکات الشعرا کی دوسری اشاعت = انجمن

نکات الشعرا کا نسخۂ پیرس = پیرس

تذکرۂ شورش نسخۂ جون پور = شورش

(د) نسخۂ انجمن اور نسخۂ پیرس کے اشعار کا متن بھی کہیں کہیں مختلف ہے لیکن اصل کتاب میں نسخۂ انجمن کا متن دیا گیا ہے۔

(ہ) دونوں نسخوں کے اشعار کی تعداد میں بھی اختلاف ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ نسخۂ پیرس میں جن اشعار کا اضافہ ہے، انھیں متن میں شامل کر لیا گیا ہے اور امتیاز کے لئے ان کا اندراج قلابین میں ہوا ہے۔

Marfat.com

جو اشعار نسخۂ انجمن میں لیکن نسخۂ پیرس سے غیر حاضر ہیں، ان کے شروع کے الفاظ پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔

میں اپنے عزیز دوست مرزا سعید الظفر چغتائی، استاد شعبۂ طبعیات مسلم یونی ورسٹی علیگڑھ کا شکر گزار ہوں۔ ان کی کوششوں سے اس نسخے کا عکس مجھے ملا۔ موصوف ۱۹۶۳ء میں گورکھپور یونیورسٹی چھوڑ کر اعلیٰ تعلیم کے لئے فرانس روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچتے ہی انھوں نے پیرس کے قومی کتب خانے میں محفوظ اُردو مخطوطات کا مطالعہ کیا اور ان کی تفصیلات سے مجھے مطلع کیا۔ میری درخواست پر انھوں نے نکات الشعرا کا عکس بھی فراہم کر دیا۔

اس کتاب کی ترتیب و اشاعت میں میرے رفیق کار ڈاکٹر احمر لاری اور شعبۂ اُردو، دہلی یونیورسٹی کے اُستاد ڈاکٹر عبدالحق صدیقی کا خلوص بھی شامل رہا ہے۔ میں ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب نسیم احمد، مالک دانش محل، لکھنؤ کا شکریہ ادا کرنا میرے فرائض میں داخل ہے جن کی توجہ سے اس کتاب کی اشاعت کی نوبت آئی۔

محمود الٰہی

شعبۂ اُردو، گورکھپور یونی ورسٹی
۲۷ دسمبر ۱۹۷۰ء

13000 ا

Marfat.com

مقدّمۂ مصنّف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمدِ سخن آفریں کہ اوست سزاوارِ تحسین و درودِ نامحدود بر آں شفیعُ المذنبین و علیٰ آلہ اجمعین کہ مقصود بود از آسمان و زمین۔

پوشیدہ نماند کہ در فنِ ریختہ کہ شعریست بطورِ شعرِ فارسی بزبانِ اُردوئے معلّیٰ شاہ جہان آباد دہلی، کتابے تا حال تصنیف نشدہ کہ احوالِ شاعرانِ ایں فن بصفحۂ روزگار بماند۔ بناءً علیہ ایں تذکرہ کہ مسمّٰی بہ نکات الشعرا است، نگاشتہ می شود۔

اگرچہ ریختہ از دکن(۱) است، چوں از آں جا یک شاعرِ مربوط برنخواستہ، لہذا شروع بنام آنہا نکردہ و طبعِ ناقص مصروفِ ایں ہم نیست کہ (از) احوالِ اکثر آنہا ملال اندوز گردد مگر بعضے از آنہا نوشتہ خواہد شد، اِن شاء اللہ تعالےٰ۔

امید کہ بدست ہر صاحب سخنے بیاید، بنظرِ شفقت بگشاید۔

---

(۱) انجمن : در

Marfat.com

امیر خسرو

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ[۱]۔ مجمع کمالات و صاحب حالات (و) فضائل او اظہر[۲] من الشمس است۔ احوال امیر تذکرہ ہا مسطور، نوشتنِ ایں احقر العباد فضولیست۔

اشعار ریختہ آں بزرگ بسیار دارد۔ دریں خود تردّدے نیست۔ ازانجملہ یک قطعہ تیمناً نوشتہ آید:۔

زرگر پسرے چو ماہ پارا کچھ گھڑیئے سنواریئے پکارا
نقدِ دل من گرفت و بشکست پھر کچھ نہ گھڑا نہ کچھ سنوارا

بیدل

مرزا عبدالقادر بیدل۔ شاعر پر زور فارسی، صاحب دیوان پنجاہ ہزار بیت و مثنویات وغیرہ۔ اوائل[۳] جوانی نوکر شاہزادہ محمد اعظم شاہ بود۔ بعد از چندے ترک روزگار گرفتہ فرد کش کرد۔ از مذاق شعراو دریافتہ می شود کہ بہرۂ کلی از عرفان داشت۔ احوالش مفصلاً در تذکرہ ہا مرقوم است۔ دو شعر ریختہ بنام او شنیدہ می شود، شاید بتقریبے گفتہ باشد، از وست:۔

---

(۱) پیرس: قدس سترہ۔

(۲) اس فقرے پر نسخہ' پیرس کا صفحہ ۲ ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد کی عبارت نہیں ملتی' کیونکہ اس نسخے سے ورق ۲ غائب ہے۔

(۳) شورش: دراوائل۔

Marfat.com

مت پوچھ دل کی باتیں وہ دل کہاں ہے ہم میں
اس تخم بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم میں
جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا
پردے سے یار بولا بیدل کہاں ہے ہم میں

آرزو

سراج الدین علی خاں آرزو۔ آب ورنگ باغ نکتہ دانی، چمن آرائے گلزار معانی۔ متصرف ملک زور طلب بلاغت، پہلوان شاعر عرصۂ فصاحت، چراغ دودمان صفائے گفتگو کہ چراغش روشن باد، سراج الدین علی خاں آرزو سلمہ اللہ تعالے ابداً۔ شاعر زبردست قادر سخن عالم وفاضل تاحال ہمچو ایشاں بہند وستاں جنت نشان ہم نرسیدہ بلکہ بحث در ایران می رود۔ شہرۂ آفاق، در سخن فہمی طاق، صاحب تصنیفات دہ پانزدہ کتب ورسالہ ودیوان ومثنویات۔ حاصل کمالات اوشاں از حیزۂ بیان بیروں است۔ ہمہ استاداں مضبوط فن ریختہ ہم شاگردان آں بزرگوارند۔ گاہے برائے تفنن طبع دو سہ شعر ریختہ فرمودہ۔ ایں فن بے اعتبار کہ ما اختیار کردہ ایم، اعتبار دادہ اند، تبرکاً نوشتہ آمد:۔

جان تجھ پر کچھ اعتماد نہیں   زندگانی کا کیا بھروسا ہے

مے خانہ بیچ جا کر شیشے تمام توڑے
زاہد نیں آج اپنے دل کے پھپھولے توڑے

رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

وعدے تھے سب خلاف جو تجھ لب سے ہم سُنے   یعنی تبسل نے دیکھو، جھوٹا نکل گیا

Marfat.com

ہر صبح آ دتا ہے تیری برابری کو　کیا دن لگے دیکھو خورشید خاوری کو

معز فطرت موسوی

مرزا معز فطرت موسوی خاں کہ موسوی خاں خطاب است۔ معز و فطرت و موسوی ہر سہ تخلص می کند۔ احوال او من وعن در تذکرۂ سراج الدین علی خاں صاحب کہ استاد و پیر مرشد بندہ است، مسطور ہمچو مسموع است کہ این شعر ریختہ شاعر مرقوم گفتہ، واللہ اعلم۔

از زلف سیاہ تو بدل دھوم پڑی ہے
در خانۂ آئینہ گھٹا جھوم پڑی ہے

مظہر جانجاں

مرزا جانِ جاں، مظہر تخلص، مرد یست مقدس، مطہر، درویش، عالم، صاحبِ کمال، شہرۂ عالم، بے نظیر، معزز، کرم۔ اصلش از اکبر آباد است، پدرِ او مرزا جان نام داشت۔ از فرط[1] شفقت (پدری) مرزا جانِ جاں می گفت۔ از یں سبب ہمیں اسم موسوم است[2]۔ بندہ بخدمت او (شاں) رفتہ سعادت اندوز گشتہ است۔ اکثر اوقات در یاد الٰہی صرف می کنند[3] (و) خوش تقریر بمرتبۂ است کہ در تحریر نمی گنجد۔ دیوان مختصر شعر فارسی او (شاں) بنظر فقیر مؤلف آمدہ است۔ از (شعر) سلیم و (کلام) کلیم پایے کمی ندارد۔

---

(۱) نسخۂ پیرس کا ورق ۳۲ یہاں سے شروع ہوتا ہے

(۲) پیرس : گشت

(۳) پیرس : می کنند

Marfat.com

اگرچہ شعر (ہندی) گفتن دون مرتبہ است لیکن گاہے متوجہ ایں فن بے حاصل نیز می شود[1]۔ (و) انعام اللہ یقین وحزیں کہ شاعر (ان) ریختہ اند، شاگردان اوینَد[2]۔ غرض مرزا (جانِ جاں مظہر) عجب کسے است، (من کلامہ):۔

خدا کے واسطے اس کوں نہ ٹوکو   یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے

جواں مارا گیا خوبوں کے اوپر میرزا مظہر

بھلا تھا یا برا تھا، زور کچھ تھا، خوب کام آیا

(غزل)

(اوس گل کو بھیجنا ہے مجھے خط صبا کے ہات

اس واسطے لگا ہوں چمن کی ہوا کے ہات)

(کب چھوٹتا ہے، پھر کے جو مفلس گرو رکھے

اب تو پھنسا ہے آن دل اس بیوفا کے ہات)

مرتا ہوں میرزائی گل دیکھ ہر سحر

سورج کے ہات چونری و پنکھا صبا کے ہات

(آزاد ہو رہا ہوں دو عالم کی قید سے

بینا لگا ہے جب سیتیں مجھ بے نوا کے ہات)

(مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کتیں ترے

یو شیشہ بیچتا ہے کسی میرزا کے ہات)

کسی کے خون کا پیاسا، کسی کی جان کا دشمن

نہایت منہ لگا یا ہے سجن نے بیڑہ پان کو

---

(۱) پیرس: می شدہ اند

(۲) پیرس: اوشان اند

Marfat.com

ہم نے کی ہے توبہ اور دُھومیں مچاتی ہے بہار
ہائے کچھ چلتا نہیں کیا مفت جاتی ہے

آتش کہو، شرارہ کہو، کوئلا کہو مت اس ستارہ سوختہ کو دل ک
گر گل کو گل کہوں تو ترے رو کوں کیا کہوں
بولوں نگہ کو تیغ تو ابرو کوں کیا

اشتیاق

شاہ ولی اللہ اشتیاق۔ مردے بود ذی علم۔ از اولاد شیخ (
الف ثانیست۔ نبیسۂ شاہ محمد گل، مولد او سرہند است۔ در کوٹاہ فیرو
سکونت داشت۔ درویش متوکل، گاہے فکر ریختہ می کرد (وایں اشعار) از و
لڑکوں کے پتھر دل کی لگے کیونکہ اس کو چوٹ
ہر ایک گرد باد ہے مجنوں کو ڈھول کو
چھوڑ کر تجکو ہمیں اور سے جو لاگ لگی
نہیں مہندی یہ ترے تلووں سیتی آگ
بتاں جو ہجر کی باتیں ہمیں سناتے ہیں پھر ان کا دوس نہیں یہ خدا کی باتیں

اُمید

قزلباش خاں اُمید۔ مردے مغلے بود۔ شاعر غرّاے فارسی، نکتہ پرداز، بذا
کوچک دل، عزیز دلہا، یار باش، خوش اختلاط، ہمیشہ خنداں و شگفتہ رو (.. (۲) امر تات عز

(۱) نسخے میں مجد ہے۔

(۲) نسخہ میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔

Marfat.com

خود را بخوشی و خرمی) بسر (می) برد۔ داخل ذیل امرا (دخوانین) برد۔
در ہر سیر و تماشا می رفت و صحبتہا (بایاران یک دل و صاحب طبع) می داشت۔
چنانچہ یک روز در عرس سید حسن رسول نما صاحب قدس سرہ العزیز بندہ نیز بتحریک
یاران موافق رفتہ بود (م)۔ واو ہم تشریف می داشت۔ چوں مرا از دور دید،
گفت کہ خوش باشد کہ من ہم دریں ایام دو شعر ریختہ موزوں کردہ ام بشنوید، از وست:۔

در و دیوار سے اب صحبت ہے ۔۔۔ یار بن گھر میں عجب صحبت ہے
تیری آنکھوں کو دیکھ ڈرتا ہوں ۔۔۔ الحفیظ الحفیظ کرتا ہوں

مرزا گرامی

مرزا گرامی۔ پسر غنی بیگ کشمیری است کہ قبول تخلص می کرد۔ نقل احوال او
در تذکرۂ خاں صاحب مرقوم است۔ چوں دید کہ ہنگامۂ ریختہ گرم شدہ خودش
نیز شعر ریختہ گفت و بطور سے کرداشت و آں اینست:۔

حاضری بن محل نہیں کھاتا
بیگمی سے ہے پنیر منعم کا

مخلص

رائے آنند رام مخلص تخلص مشہور۔ از شاہ جہان آباد ست۔ (و)
وکیل نواب وزیر اعتماد الدولہ مغفور و مرحوم۔ شاعر مقررے فارسی۔ در عنفوان
جوانی مشق سخن بخدمت مرزا بیدل می کرد (و) دریں ایام اشعار خود را از نظر
خاں صاحب سراج الدین علی خاں می گزرانید (و) از مدت آزار نفث الدم
داشت۔ قریب یک سال است کہ درگذشت۔ احوالش در تذکرۂ خاں صاحب

Marfat.com

مذکور مفصل مسطور است :-

دھوم آونے کی کس کی گلزار میں پڑی ہے
ہاتھ از گُچھے کا پیالہ نرگس لئے کھڑی ہے

آبرو

میاں نجم الدین عرف شاہ مبارک متخلص بآبرو متوطن گوالیار نبیسۂ حضرت محمد غوث گوالیاری است، نور اللہ مرقدہ(۱)۔ از ابتدائے جوانی در شاہجہان آباد آمدہ۔ چنانچہ مشق سخن ہم اینجا کردہ۔ شاگرد خاں صاحب سراج الدین علی خاں است از چشم پوشی روزگار دجّال۔ شعر یک چشمش از کار رفتہ بود۔ شاعر نادرہ گوئے ریختہ۔ می گویند کہ طبعے شوخے داشت۔ غرض مستغنی(۲) وقت خود بود کہ عہد محمد شاہ(۳) پادشاہ باشد۔ خدا اش مغفرت بہ کند (چند اشعار متفرق) از دست:-

آیا ہے صبح نیند سے اُٹھ رسمسا ہوا
جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا

جوانی کے زمانہ کی میاں کیا زیادتی کہیے
کہ اس ظالم کی جو ہم پر گھڑی گذری سو جُگ بیتا

بوسہ لبوں کا دینے کہا، کہہ کے پھر گیا
پیالہ بھرا شراب کا افسوس گر گیا

قول آبرو کا تھا کہ نہ جاؤں گا اس گلی
ہو کر کے بے قرار دیکھو آج پھر گیا

مشتاق عذرخواہی نہیں آبرو تو کیا ہے
یہ روٹھ روٹھ چلنا چل چل کے پھر ٹھٹھکنا

فرہاد کا دل کوہ کو مے کا بھرا پیالا ہوا
مستی سے جس کے شوق کی ہر سنگ متوالا ہوا

---

(۱) پیرس : قبرہ

(۲) پیرس : مستثنیٰ

(۳) پیرس : در عہد محمد شاہ بادشاہ باشد

Marfat.com

دل کے اوپر بہار میں احوال سخت دیکھ دے مارتی ہے باغ میں سر کو کلی اٹھا
یہ سبزہ اور یہ آب رواں اور ابر یہ گھرا دوانا نہیں کہ میں گھر میں رہوں اب چھوڑ کے صحرا
گریہ ہے مسکرانا تو کس طرح جئیں گے تم کو تو یہ ہنسی ہے پر ہے مرن ہمارا
یارو ڈرو کمر سے مروڑو نہ بھر کے انگ
آجا کہیں لچک تو ابھی لاگ جائے لنگ

دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں اس طرح حال دل کا کہتا ہوں
سر سے لگا کے پاؤں تلک دل ہوا ہوں میں
یہاں لگ ہنر میں عشق کے کامل ہوا ہوں میں
دل کب آوارگی کو بھولا ہے چاک اگر ہو گیا بگولا ہے
آغوش میں بھواں کی کرتی ہیں قتل آنکھیں
کوئی پوچھتا نہیں ہے مسجد میں خوں ہوا ہے
کرتے تو ہو تغافل پر حال آبرو کا دیکھو تو تم بھی پیارے بے اختیار کو دو
نہیں یہ تارے بھرے ہیں شک کے نقطے اس قدر نسخۂ فلک ہے غلط
اگر بجائے اس قدر، کس قدر می گفت، ایں شعر بآسماں می رسید۔
مجھ ناتواں کی حالت وہاں جا کے ہے اوڑ کر

میرا یہ رنگ رو ہے گویا کھی کبوتر

عالم آب سیں آساں نہیں اے شیخ گزر
خوف سے غرق کے یہاں بحر ہے کشتی میں سوار
خوب تیری شکل آسکتی نہیں تصویر میں
مدتیں گزریں مصور کھینچتا ہے انتظار

Marfat.com

کریں جو بندگی ہو ویں گنہگار بتوں کی کچھ نرالی ہے خدائی

آبرو کے قتل پر حاضر ہوا کس کر کمر خوں کرنے کوں چلے عاشق پہ تہمت باندھ کر

زندگی ہے سراب کی سی طرح باؤ بندی حباب کی سی طرح

تجھ اوپر خون بے گناہوں کا چڑھ رہا ہے شراب کی سی طرح

کون چاہے گا گھر بسے تجھ کو مجھ سے خانہ خراب کی سی طرح

کیوں چھپا ظلمت میں گر تجھ لب سے شرمندہ نہ تھا جان کچھ پانی ہوے ہے چشمۂ حیواں کے بیچ

مجلس زنداں میں مت لے جا دل بے شوق کو
شیشۂ خالی کو کیا عزت ہے میخواروں کے بیچ

کچھ ٹھہرتی نہیں کہ کیا ہوے گی اس دل بے قرار کی صورت

نہ تھا کچھ اور میرے شوق کا حسن و صفا باعث
یہی پیاری طرح موجب یہی کافر ادا باعث

تم اور گل رعناں سے اب آنکھ جو لگائے
بادام کو پیارے پھولوں کے بیچ باسا

دل تو دیکھو آدم بے باک کا عشق سے پتلا بھرا ہے خاک کا

سجن اوروں کا تشنہ ہو کے سنتا اور سب کہتا
مگر ایک آبرو کی بات جب کہتے تو پی جاتا

انسان ہے تو کبر سے کہتا ہے کیوں انا
آدم کو تو سنا ہے کہ ہے خاک سے بنا

رہتے ہیں جیو میں مصرع دلچسپ کی طرح گھر بار ہو ہے سروقدوں کا برلے بیت

کیوں ملامت اس قدر کرتے ہو بے حاصل ہے یہ
لگ چکا اب چھوٹنا مشکل ہے اس کا دل ہے یہ

Marfat.com

(قطعہ)

زلف کی شان لکھ اوپر دیکھو — کہ گویا عرش میں لٹکتی ہے

کیا ہوا مر گیا اگر فرہاد — روح پتھر سے سر پٹکتی ہے

تمہاری لوگ کہتے ہیں کمر ہے — کہاں ہے، کس طرح کی ہے، کدھر ہے

بول آبرو بناوے دل میں ہزار باتیں — جب رو برو ہو تیرے گفتار بھول جاوے

اب دین ہوا زمانہ سازی — آفاق تمام دہریا ہے

جیونا مثل حباب اس جگ میں دم کا پیچ ہے

یہ گرہ کھل جا تو دیکھو زندگانی ہیچ ہے

زندگانی تو ہر طرح کاٹی — مر کے پھر جیونا قیامت ہے

اٹھ چیت کیوں جنوں سستی خاطر بخنت کی

آئی بہار تجکو خبر ہے بسنت کی

جہاں تجھ خو کی گرمی تھی نہ تھی کچھ آگ کو عزت

مقابل اس کے ہو جاتی تو آتش لڑیاں کھاتی

لٹک چلنا سجن کا بھولتا نہیں اب تلک مجکو

طرح وہ پانوں رکھنے کی مری آنکھوں میں پھرتی ہے

اس کی کنجی زبان شیریں ہے — دل مرا قفل ہے بتاشے کا

حسن ہے پر خوبرویاں میں وفا کی خو نہیں

پھول ہیں یہ سب پر ان پھولوں میں بو ہرگز نہیں

قیامت کیا تم ٹک ایک ہنس کے بولے

مجھے بات کی بات میں مار ڈالا

Marfat.com

مضمون

میاں شرف الدین، مضمون تخلص، مردے بود نوکر پیشہ۔ متوطن جاجمؤ کہ قصبہ است متصل اکبرآباد۔ حریف (و) ظریف، ہشاش (و) بشاش ہنگامہ گرم کن مجلسہا، ہر چند کم گو بود لیکن بسیار خوش فکر و تلاش لفظ تازہ زیادہ۔ دیوانش ہمہ جہت دو صد بیت خواہد بود۔

از شروع جوانی بہ شاہ جہان آباد آمدہ در زینت المساجد سکونت داشت۔ آخر الامر ہمیں[1] جا فوت کرد۔ از احفاد حضرت شیخ فرید شکر گنج بود، نوراللہ مرقدہ، چنانچہ خود میگوید (فرد)

کریں کیوں نہ شکر لبوں کو مرید
کہ دادا ہمارا ہے بابا فرید

شاگرد خان صاحب سراج الدین علی خاں است۔ چوں دندان او بسبب نزلہ ہمہ افتادہ بودند، خان صاحب مذبور[2] او را شاعر بیدانہ می گفتند (فقیر[3] او را در اواخر زمان او دریافتہ بودم) بسیار گرم اختلاط (بود) اگرچہ برودت پیری غلبہ داشت۔ اغلب کہ خدا آلش بخیر مبدل کردہ باشد۔ (درین[4] ولا از دیوان او منتخب نمودہ، نوشتہ شدہ)۔ از وست:۔

---

۱ - پیرس: ہمیں

۲ - پیرس: مرقوم

۳ - انجمن: فقیر زمان آخر او را دریافتہ بودم۔

۴ - یہ عبارت پیرس سے لی گئی ہے۔ انجمن کی عبارت مبہم ہے۔ مولوی عبدالحق نے حاشیہ میں لکھا ہے کہ کتابت کی غلطی سے اصل عبارت مسخ ہو گئی ہے۔ بہر حال نسخۂ پیرس کی عبارت واضح اور با معنی ہے۔

Marfat.com

جو دو پیالہ سحر کو بھر کے اور دو شام کو لے گا
وہ تخت اپنے میں جوں خورشید چاروں جام کو لے گا

ہم نے کیا کیا نہ ترے غم میں اے محبوب کیا　　صبر ایوبؑ کیا، گریۂ یعقوبؑ کیا

(ایہام)

ایک تو تھا ہی وہ مہرو خود پسند　　ہو گیا دیکھ آرسی کے تین دو چند

ہنسی تیری پیارے پھلجھڑی ہے　　یہی غنچہ کے دل میں گل جھڑی ہے

(ایہام)

میکدہ میں اگر سراسر فعل نامعقول ہے　　مدرسہ دیکھا تو واں بھی فاعل و مفعول ہے

(ایہام)

ناحق ستم کسی پر وہ شوخ کد کرے ہے
دیتا ہے ٹانگ اس کو جو فعل بد کرے ہے

(ایہام)

جھوٹے سینوں سے یوں ہوا معلوم　　تیری آنکھوں کے (ٹک) دو پلکے ہیں

میرا پیغام وصل اے قاصد　　کہیو سب سے اسے جدا کر کر

اتفاقاً من اشعار ایشاں را انتخاب می زدم، میاں محمد حسین کلیم کہ احوالِ او شاں نیز خواہد آمد، ان شاء اللہ تعالیٰ، او شاں نیز نشستہ بودند۔ من ایں شعر را پیش مشارٌ الیہ خواندم و شعر ایں قسم (در دیوانش نوشتہ) بود:

میرے پیغام کو تو اے قاصد　　کہیو سب سے اسے جدا کر کر

(گفتند کہ اگر بجائے 'پیغام'، کو 'پیغام وصل' می گفت، ایں بیت رتبہ'[1]

---

(۱) انجمن میں یہ عبارت ناقص ہے جس کی وجہ سے یہ گمان کیا گیا ہے کہ اس شعر پر بھی میر کی اصلاح ہے لیکن اب اس مکمل عبارت سے صحیح بات سامنے آگئی ہے۔ تذکرہ نورشش سے بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ اصلاح محمد حسین کلیم کی ہے۔ نورشش کے الفاظ یہ ہیں: "میاں محمد حسین کلیم اصلاح نمودہ انداز نوشتہ نعتی یہ معلوم شدہ"۔

Marfat.com

اعلیٰ بہم می رسید[1]) چوں ایں حرف موافق سلیقۂ اشعرا بود، لہذا ہمچناں نوشتہ آمد[2]۔

کرے ہے دار بھی کامل کو سرتاج ہوا منصور سے نکتہ یہ حل آج

کیا سمجھ بلبل نے باندھا ہے چمن میں آشیاں
ایک تو گل بے وفا اور تس پہ جورِ باغباں

اگر پاؤں تو مضموں کو رکھوں باندھ کروں کیا جو نہیں لگتا میرے ہاتھ

مہ رو نے بوجھ پکڑا مشکل ہوا ہے جینا
یارو خدا کرے خیر بھاری ہے یہ مہینا

خط آگیا ہے اس کے میری ہوئی سفید ریش
کرتا ہے اب تلک بھی وہ ملنے میں شام و صبح

چلا کشتی میں آگے سے جو وہ محبوب جاتا ہے۔
کبھی آنکھیں بھر آتی ہیں کبھی جی ڈوب جاتا ہے

مرا یہ اشک قاصد کی طرح یک دم نہیں تھمتا
کسی بے تاب کا گویا لئے مکتوب جاتا ہے

مضمون تو شکر کر کہ ترا اسم سن رقیب غصہ سے بھوت ہو گیا لیکن جلا تو ہے

شاعر مسطور بجائے 'اسم' 'نام' موزوں کردہ بود۔ اسم اصلاح خاں صاحب است (وچہ[3]) اصلاح زیرا کہ اہل دعوت اسم می خوانند نہ نام، فافہم۔

یکرنگ

مصطفیٰ خاں، یک رنگ (تخلص) شاعر ریختہ، معاصر میاں آبرو۔

---

(۱) نسخے میں می رسند ہے۔ (۲) پیرس: شد

(۳) انجمن: وہ چہ (کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے)

Marfat.com

می گویند کہ بسیار چسپاں اختلاط و آشنائے درست بود۔ از احوال او خوب اطلاع ندارم۔ از وست:

(قطعہ)

لب شیریں سے بے زبانوں کو · بولنا تلخ کام ہے تیرا
ہاتھ اٹھا جور اور جفا سے تو · یہی گویا سلام ہے تیرا
ترک عاشق نیں ننگ و نام کیا · کام اپنا جو تھا تمام کیا
اس قدر کیا ہے حمایت غیر کی · ہم بھی تو تم سے کبھی تھے آشنا
جب سیتی گل رخوں سے یار ہوا · خلق کی میں نظر میں خوار ہوا
خلق یک رنگ کی ہوئی دشمن · جب سے تیرا وہ دوستدار ہوا

در مرثیہ امام حسین صلوٰۃ اللہ علیہ (1) نیز گفتہ است:

(مرثیہ)

زخمی برنگ گل ہیں شہیدان کربلا · گلزار کے نمط ہے بیابان کربلا
کھانے چلا ہے زخم ستم ظالموں کے ہاتھ · دھو ہاتھ زندگی ستی مہمان کربلا
اندھیر ہے جہاں میں کہ اب شامیوں کے ہاتھ · ہے سر بریدہ شمع شبستان کربلا

(ریختہ)

سنتا نہیں ہے بات کسی کی تو اے سجن · تجکو ترا غرور نجانوں کرے گا کیا
خون دل کا مجھے شراب ہوا · جگر سوختہ کباب ہوا

اِتا ہے مست اپنے حسن کی مے سے سجن میرا
کہ کھاتا ہے بیاں کرنے سیتی لغزش سخن میرا

نہ کر گوہر سیتی ہرگز برابر · اگر معلوم ہے رتبہ سخن کا

مت بوجھ پیارے اپنا دشمن · کوئی دشمن بھی ہو ہے اپنی جان کا

---

(1) پیرس: حضرت ابا عبداللہ الحسین

Marfat.com

اگر آوے مرے گھر وہ پیارا کروں اس ماہ کو پتلی کا تارا
مرا دشمن ہوا یکرنگ وہ شوخ ہو گیا کیوں عشق میں نہیں آشکارا

کم نہیں کچھ بوئے گل سیتی فغان عندلیب
برگ گل سے ہے گی نازک تر زبانِ عندلیب

زبانِ شکوہ ہے مہندی کا ہر بات کہ خوبوں نیں لگائے ہیں مجھے ہات
مسخرِ حسن کے شاہ و گدا ہیں رکھے ہیں خوبرو ظاہر کرامات

خیال چشم و ابرو کر کے تیرا کوئی مسجد گیا کوئی خرابات

یاد آتی ہے تازگی بہار دیکھ ہر خشک خار کی صورت
سچ کہے جو کوئی سو مارا جائے راستی ہیگی دار کی صورت

باعتقاد فقیر بجائے (لفظ) سچ حرف حق اولیٰ است (برائے مناسبات درست می افتد)

پھر گیا ہائے ہم سے وہ مہرو سرد مہری سیتی ہوا کی طرح
ہوا نہ راحتِ جاں مہرباں حیف مری محنت گئی سب رائیگاں حیف

بنا بر مصلحت ہے یہ جو تم سے رہا ہے روٹھ دن دو چار یکرنگ
محبت کا عجب یکرنگ ہے رنگ کبھی عاشق کبھی معشوق ہیں ہم

برنگ شمع دائم تجھ لگن میں سجن روتے پھرے ہم انجمن میں
تا گلے تیرے لگوں اے یار میں روٹھتا ہوں اس سبب ہر بار میں

کیوں کھینچتے ہو تیغ سجن ہم میں دم نہیں
پنہاں نگہ تمہاری یہ گیتی سے کم نہیں

کہتے ہیں ہم پکار سنو کان دھر سجن گو غیر سے ملوگے تو دیکھوگے ہم نہیں

تجھ زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال
یک رنگ کے سخن میں خلاف ایک مو نہیں

Marfat.com

دل مرا لے کے جو دبدھا میں پڑے ہو اس بھانت
کیا سجن اس کا کوئی جگ میں خریدار نہیں

پارسائی اور جوانی کیونکے ہو ایک جاگہ آگ پانی کیونکے ہو

(فرد، ایہام)

اس پری پیکر کو مت انسان بوجھ شک میں کیوں پڑتا ہے اے دل جان بوجھ

(ایہام)

برگِ حنا اوپر لکھو احوال دل میرا شاید کبھی تو جا لگے اس دلربا کے ہاتھ
جو کوئی توڑتا ہے غنچۂ گل دل کو میرے شکستہ کرتا ہے
نہ کہو یہ کہ یار جاتا ہے میرا صبر و قرار جاتا ہے
گر خبر لینی ہے تو لے صیاد ہاتھ سے پھر شکار جاتا ہے
لگے ہے جا کے کانوں میں بتوں کے سخن یک رنگ کا گویا گہر ہے
کیا جانئے وصال تیرا ہو کسے نصیب ہم تو ترے فراق میں اے یار مر گئے
نہ تو ملنے کے قابل اب رہا ہے نہ مجھ کو وہ دماغ اور دل رہا ہے
اب تو تمھیں بنا ہے ہی ہم سے سجن پڑے
ہم سب طرف سے ہار تمھارے گلے پڑے
یک رنگ پاس کیا ہے سجن اور کچھ بساط
رکھتا ہے دو نین جو کہو تو نظر کرے
جس کے درد دل میں کچھ تاثیر ہے گر جواں بھی ہو تو میرا پیر ہے
چشم پیارے کی دیکھ مژگاں میں گویا سبزے کے بیچ آہو ہے
اس کو مت بوجھو سجن اوروں کی طرح مصطفیٰ خاں آشنا یک رنگ ہے
اگر شعر من می بود مثل مصرع ایں[۱] قسم موزوں کردم:

---

(۱) پیرس: چنیں می کردم

Marfat.com

مست تلوّن اس میں سمجھے آپ سا

(اُلفت[1] نے سانوری کی رُسوا کیا ہے ہم کو　　جامے کو اپنے ہم نے گویا اگر میں باسا)

(اہلِ دل کے تیں ضرر ہے خرمی سیں دیکھ لے
کھلکھلا کر جو ہنسا غنچہ، پریشاں ہو گیا)

(مداح خوش قدوں کا یک رنگ ہے عزیزاں
اس سیں ہوا ہے اوس کا ہر جائے بول بالا)

(میرے دل سے اُٹھیں کیوں نہ بھبھو کے
خیال از بسکہ ہیں اوس شعلہ خو کے)

(رقیب اس طور جلتے ہیں مجھے دیکھ　　گویا رشتے میں ہیں اوس شمع رو کے)

(جن صاحبوں کو کام نہ تھا عشق سے کبھی
یک رنگ اس جہاں میں وہ آرام کر گئے)

(نہ ہو سرکش جو مقصد پر نظر ہے　　......(۲) سرکشی میں بے ثمر ہے)

(رکھے ہے ....(۳)　　سفو یار و گرہ میں جس کے زر ہے)

(جدائی میں تیری اے صندلی رنگ　　....(۴) میں زندگانی دردِ سر ہے)

ناجی

محمد شاکر ناجی (تخلص)، جوانے بود (ہ) آبلہ رو، سپاہی پیشہ، مزاجش بیشتر مسائل بہ ہزل بود۔ معاصر[5] میاں آبرو (بودہ) بندہ با او یک ملاقات کردہ ام[6]۔

---

(۱) آخری نو شعر نسخۂ پیرس کے حاشیے پر درج ہیں۔

(۲، ۳، ۴) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔

(۵) ہمعصر با میاں آبرو۔　　(۶) شیروانی: یک دو ملاقات کردہ بودم

Marfat.com

(شعر ہزل[1] خود را خود می خواند) و مرد ماں را بخندارہ می آورد و خود نمی خندید گر گاہے تبسمے می کرد۔ وطنش شاہ جہان آباد جوان از جہاں رفت (خدایش رحمت کند) اشعار جستہ جستہ او انتخاب[2] کردہ نوشتہ می شود۔ (من کلامہ):۔

روا کب ہے مجھ اوپر تیغ کو ہر دم علم کرنا
میری تقصیر کچھ کی ہے ثابت یا ستم کرنا

بلند آواز سے گھڑیال کہتا ہے کہ اے غافل
کٹی یہ بھی گھڑی تجھ عمر سے اور تو نہیں چیتا

نمکیں حسن دیکھ کر پی کا رنگ گل کا لگا مجھے پھیکا

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم کرم
لب عدن کے تر نہیں ہر چند ہے گوہر آب

بر متامل پوشیدہ نیست کہ بہش مصرع این چنیں می بایست (اصلاح مؤلف) مصرع :

مت رکھے چشم کرم دولت سے اپنے خورد کی

گر سلیماں کا تخت دیں، مت لے کہ سب آخر کو جائے گا برباد

تیری نگاہ کی کثرت سے اے کماں ابرو
ہمارے سینہ میں تو دوا ہوا ہے تیروں کا

پیالہ ہوسے ہے سو نوروں سے کھولے ہے لب ہزار زوروں سے

کرلے کرم اے مہرباں پھر ہم کہاں اور تم کہاں
نہیں دیکھ سکتا آسماں پھر ہم کہاں اور تم کہاں

(۱) انجمن : شعر ہزل خود را نمی داند

(۲) پیرس : منتخب۔

Marfat.com

تکلیف کھینچے حد سے زیادہ رکھے جو فیض
گو نام کو ہما ہے پہ کھاوے کیا اپنے ہا

ملنے کو نوخطاں کے واعظ بُرا کہے ہے مجہول ہیں یہ باتیں ہم خوب جانتے ہیں

عید ہوتی تھی جو کوئی افطار کرتا جس کے گھر
اب بتا دیں سطے کا روزہ دیکھ کر مہمان کو

آج تو ناجی سجن سے کر تو اپنا عرض حال مرنے جینے کا نہ کرو سواس ہوتی ہے سو ہو

غم نہیں گر دلبری سے دل کو لے جاتا ہے وہ
پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ

کیا فردا کا وعدہ سرو قد نے قیامت کا جو دن سُنتے تھے کل ہے

ہوا جب آئینہ میں جلوہ گر تب میں لیا بوسہ
جو آیا اپنے قابو میں تو پھر منہ دیکھتا کیا ہے

موجی ہے اپنے دل کا مجھی نہ دسے کہے سے
اور اب مخالفوں میں وہ بات ہی ڈبوئی

نہ جانا یہ کہ اس پر کئی مرے ہیں عبث کرنے گیا میں گور پر گور

نرگس کے تئیں میں ہرگز لاتا نہیں نظر میں
دیکھیں ہیں میں نے آخر پیارے تمہاری آنکھیں

دیکھ دلبر تیری کمر کی طرف پھر گیا مانی اپنے گھر کی طرف
حشر میں پاکباز ہیں ناجی بدعمل جائیں گے سقر کی طرف

مجکو باتوں میں لگا معلوم نہیں کیا کہہ گیا لے چلا جب دل کے تئیں منھ دیکھتا میں رہ گیا

ڈوب گئے کئی ملک جب کھولی لب دریا پہ زلف
حیف ناجی کو نہ پوچھا کس نہر میں بہہ گیا

Marfat.com

...نیا کے در بدر مقدور جب تک ہو نہ جا
سخت حاجت ہو تو جا، لاچارگی ہے جا عزیز

...ا ہیئے اشراف کو مفلس ہو مجلس میں نہ جا
گو کہ وہ بلا نہ ہو پر بوجھتے ہیں سب حقیر

...اں دل بند ہو ناجی کا وہاں، آوے خلل کرنے
رقیب لاولد ناصح گویا لڑکوں کا باوا ہے

...رکھیں ہیں جب سیں وو پیارے نیں تلیں (۱)
پڑا ہے نوخطاں کا دل خلل میں

...ر آنکھوں کے دیکھی آج اوری — زمانہ کچھ کا کچھ پھر جائے پل میں
...ط لاکفر ہے اسلام دیں پر — مسلمانی رکھی ہے حق کے کلیں
...فس ہے شہر دیوانوں کے حق میں — (بن آئی اسیر) (۲) مجنوں کے جنگل میں
... دل رسوا کرے ہے آدمی کو — بڑا دشمن ہے اسے ناجی بغل میں)

پیام

(شرف الدین) (۳) علی خاں پیام۔ شاعر قرار داد شاعران فارسی عہد خود بود۔
...صاحب دیوان ریختہ نیز (ہست)۔ از خاک پاک اکبر آباد است۔ بندہ
...اتر ملاقات کردم (۴) چنانچہ با میاں نجم الدین علی سلام (تخلص) کہ خلف الصدق اوست

(۱) نسخۂ پیرس۔ کے حاشیے پر یہ غزل درج ہے۔

(۲) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔ متن کی تکمیل دیوان شاکر ناجی (مرتبہ ڈاکٹر فضل الحق) سے کی گئی ہے۔

(۳) انجمن : اشرف الدین۔

(۴) پیرس : کردہ ام۔

Marfat.com

حقیر را اخلاص دلیست۔ ہمیشہ اتفاق باہم نشستن وفکر شعر کردن وگپ[1] زدن (اکثر) می افتد۔ احوال او ہم نوشتہ خواہد شد، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ از دست (پیام):

بات منصور کی فضولی ہے ورنہ عاشق کو آہ سولی ہے

(قطعہ)

دلّی کے کج کلاہ لڑکوں نے کام عشّاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا ٹوپی والوں نیں قتل عام کیا

احسنُ اللہ

میاں احسن اللہ۔ مردے بود معاصر[2] میاں آبرو۔ طبعش بسیار مائل بہ ایہام بود۔ ازیں جہت شعر او بے رتبہ ماند۔ دیگر احوالش معلوم من نیست۔ از دست[3]

یہی مضمون خط ہے احسن اللہ
کہ حُسن خوبرُویاں عارضی ہے

سعادت

میاں سعادت علی، از سادات امروہہ بود۔ مردے سلیم الطبع، کم سخن، متواضع، سعادت تخلص می کرد۔ فی الجملہ چاشنی درویشی داشت۔ شعر او خالی از لطف نیست۔ با بندہ ربط بسیار داشت۔ (چند ابیات) از دست (سعادت):-

کسی سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات
ایک جو شانہ ہے سو وہ تیل میں ڈالے ہے ہات

---

(۱) پیرس: واختلاط داشتن (۲) پیرس: ہم عصر

(۳) پیرس: من کلامہ

Marfat.com

ہوش کھو دیتی ہیں میرا اس کی آنکھیں مے پرست
بسکہ ہوں کم ظرف دو پیالوں میں ہو جاتا ہوں مست

کیا صید آہوئے دل آسواری سے میاں تم نے
کمر کی ڈاب نہیں کھولی گویا چیتے کی ڈوری تھی

واللہ جو سر لوح تیرا نام نہ ہوتا ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا
یار سے جو رقیب لڑتے ہیں یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں
اہلِ زر کے سیم تن ہوتے ہیں رام صید ہو ہیں جب نگہ دیکھیں ہیں دام
پپیہے کی طرح دارو کے شیشے زبانِ حال سے کہتے ہیں پی پی

بے نوا

بے نوا تخلص۔ احوال او بہ تحقیق نمی پیوندد۔ در وقت محمد شاہ بادشاہ سنکرن نامی جوہری جوتی فروشے را کشت۔ باعث(۱) او بلوا شد، چنانچہ جوتی فروشاں در جامع مسجد مانع خطبہ گشتند۔ ظفر خاں(۲) روشن الدولہ طرہ باز شہرت تمام دارد. جوہری مذکور را پناہ داد۔ آخر ہنگامہ برپا شد و جنگ عظیم درمیان امرایان عظام افتاد و بسیار از طرفین بقتل رسیدند(۳) (و) ظفر خاں روشن الدولہ تاب(۴) نیاورد و گریخت۔ ازیں سانحہ ایں قسم خفت کشید کہ از آں باز از خانہ بدر(۵) نیامد۔ آں قصہ را شاعر مسطور در مخمس بست(۶) کہ ہنوز بر السنہ مذکور (مشہور) است۔ ازوست:

---

(۱) پیرس: بہ جہت دزدی خوان جوتی فروش، جمیع جوتی فروشاں شہر بہ جامع مسجد بلوا کردند و روزی کہ خطیب خواست کہ بر منبر رود تا خطبہ ادا نماید، مانع گشتند۔

(۲) پیرس: نواب طرہ باز خاں روشن الدولہ جوہری مذکور (را) در ظل عاطفت خود پناہ داد

(۳) پیرس: کشتہ شدند

(۴) پیرس: تاب نیاورد و گریخت

(۵) پیرس: بیروں

(۶) پیرس: بستہ است

Marfat.com

(مخمس)

یہ کیا ستم ہے اے فلک ہرزہ نابکار　　مریخ بھر کے تیز کیا ہے خنجر کی دھار
جوتی فروش مرد مسلمان دیندار　　مردود جوہری نے لیا ہے ستم سے مار
سنگِ جفا سے چور کیا لعل آبدار

(جوتی فروش بیچ پڑی آکے کھلبلی　　کیتوں کی کشتی ڈھیلی ہوئی اور عقل ٹلی
بے حد شمار مرحلہ سے جوتیاں چلی　　کیا نئی و کیا پرانی پشوری و گھیتلی
لاہوری، سیف خانی، چرن منڈی، پتی دار)

کتنوں کو مار جی سے قضا نے گرا دیا　　کتنوں کو جی بچا کے بہت ہڑ بڑا دیا
کاغذ پہ بے نوا نے یہ سن کر چڑھا دیا　　لگتے ہی مار جوتیوں طرہ گرا دیا
تا حشر ہر زباں پہ رہے گا یہ یادگار

عطا

عطا نام او باشے گزشتہ است[۱] در عہد عالمگیر بادشاہ۔ (دوبیت) از دست:۔

اے در نبرد حسن تو کشتہ بچار چشم　　زیر مژہ نہفتہ چو آہو بچار چشم
(در کوے عشق خواجہ عطا بھیڑ بھاڑ ہے　　تو بھی کھسر پھسر کر و در برکھسار چشم)

جعفر زٹلی

میر (محمد) جعفر، بہ جعفر زٹلی مشہور است۔ نادرۂ زماں و اعجوبۂ دوراں خود بود (۵)۔ زبان گزندہ داشت۔ وضیع و شریف ہمہ از و ملاحظہ می کردند

(۱) پیرس: در جہان آباد دہلی در عہد بادشاہ عالمگیر بودہ۔

Marfat.com

چیزے می دادند۔ چوں[1] بخانۂ کسے می آمد دو کاغذ ہمراہ گرفتہ می آمد، بر یک پارچہ (کاغذ) ہجو صاحب خانہ و (پارچۂ) دیگر مدح او را۔ اگر[2] مدارا از و می دید، مدح می خواند و گرنہ[3] پرچۂ کاغذ ہجو را بالِ شہرت می داد۔ (چنانچہ) ہجو (شاہزادہ) محمد اعظم شاہ پسر عالمگیر پادشاہ کہ در رقعاتِ عالمگیری بہ عالی جاہ امتیاز دارد، کردہ:-

(ھجو اعظم شاہ)

چہارم پسر ڈومنی کا جنا   برج میں رہے جوں ......

القصہ شعر ہزل بسیار دارد۔ چوں پیش اعظم شاہ باریاب شد، ایں شعر در مدح او بداہتاً[4] گفت:

(مدح)

نگین سلیماں کہ تابندہ بود
ہمیں اسم اعظم بر آں کندہ بود

صلہ لائق بہ جائزہ ایں مطلع یافت۔[5] (چوں اشعار ہائے میر ندکور، در ہر شہر و ہر مکان مشہور اند، برائے ایں نوشتہ نہ شد)

نقل ست کہ روزے بخانۂ مرزا (عبد القادر) بیدل آمد و بر روئے مرزا (معزی الیہ) ایں مصرع خواند:

چہ عُرفی چہ فیضی بہ پیش تو ہیچ

مرزا ازیں معنی بسیار (خفہ شد نہ بلکہ) تر آمد (؟) و زود رخصت کرد (؟)۔

---

(۱) پیرس: چوں بخانہ کسے می رفت دو کاغذ ہمراہ خود می برد۔

(۲) پیرس: اگر صاحب خانہ بہ مدارات و سلوک پیش .... مدح او را می خواند۔

(۳) پیرس: و اگر کم بختی صاحب خانہ آمد و ہیچ مدارات و مراعات .... پارچۂ کاغذ ہجو را بر آوردہ پیش او خواندہ برخاستن در تمام شہر اشتہار می دادند و او را بہ رسوائی خاص و عام می کردن

(۴) پیرس و شروانی: بدیہۃً   (۵) پیرس: شاہزادہ صلہ لائق باو بخشید

Marfat.com

سودا

مرزا (محمد) رفیع (سلمہ اللہ) المتخلص بہ سودا کہ جوانیست، خوش خلق (و) خوش خوے، گرم جوش، یارباش، شگفتہ روے۔ مولد او شاہجہان آباد است، نوکر پیشہ، غزل و قصیدہ و مثنوی و قطعہ و مخمس و رباعی ہمہ را خوب می گوید۔ سرآمد شعرائے ہندی اوست۔ بسیار (خوش فکر و) خوشگو است۔ بلاگردان ہر شعرش طرف لطف رستہ رستہ، در چمن بندی الفاظش گل معنی دستہ دستہ، ہر مصرع برجستہ اش را سرو آزاد بندہ، پیش فکر عالیش طبع عالی شرمندہ[1]۔ شاعر ریختہ، چنانچہ ملک الشعرائی ریختہ او را شاید[2]۔ قصیدہ در ہجو (اسپ[3]) گفتہ (مسمیٰ) بہ "تضحیک روزگار"۔ دور از حد مقدور در او صنعتہا بکار بردہ مطلعش اینست:-

(بیت)

ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار رکھتا نہیں ہے دست عناں کا بیک قرار

اکثر[4] اتفاق طرح غزل باہم می افتد۔ غرض از مغتنمات روزگار است۔ حق تعالےٰ[5] اسلامتش دارد۔ از دست:-

بیکس کوئی مرے تو جلے اس پہ دل مرا گویا ہے یہ چراغ غریبوں کی گور کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا پانی بھی پھر پئیں تو مزا ہے شراب کا

---

(۱) پیرس: در بحضور طبع عالیش فکر عالی شرمندہ

(۲) پیرس: چنانچہ باید ملک الشعرائیست کہ صفتش در تحریر باید

شورش: چنانچہ می باید ملک الشعرائی او را شاید

(۳) انجمن: است

(۴) پیرس: و اکثر اوقات طرح غزل فارسی می کند

(۵) پیرس: حق تعالےٰ دیرگاہ بہ سلامت دارد۔

Marfat.com

موج نسیم گرد سے آلودہ ہے نپٹ دل خاک ہو گیا ہے کسی بے قرار کا

آہ کس طرح تیری راہ میں گھیروں کہ کوئی مبادہ رہ ہو نہ سکے عمر چلی جاتی کا

زباں ہے عمر ہیں قاصر شکستہ بالی کے کہ جن نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہکن بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس مونھ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز

اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

نہ کھینچ اے شانے ان زلفوں کو یہاں سودا کا دل اٹکا

اسیر ناتواں ہے یہ نہ دے زنجیر کو جھٹکا

پرے رہ برق خار آشیاں میرے سے کہتا ہوں

اُڑے گا دھجیاں ہو کر ترا دامن جو یہاں اٹکا

سودا ہوئے جب عاشق کیا پاس آبرو کا

سُنتا ہے اے دیوانے جب دل دیا تو پھر کیا

موج آتش ہے سیل آنکھوں کا دل کا شاید کہ آبلہ پھوٹا

نہ جیا تیری چشم کا مارا نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا

پھرے ہے شیخ یہ کہتا کہ میں دنیا سے منھ موڑا

الٰہی ان نے اب داڑھی سوا کس چیز کو چھوڑا

جو گزری ہم پہ مت اس سے کہو ہوا سو ہوا بلاکشانِ محبت پہ جو ہوا سو ہوا

مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریباں گیر مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

ترا جیو مجھ سے نہیں ملتا مرا دل رہ نہیں سکتا غرض ایسی مصیبت ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا

ترے آگو سحر آنکھوں سے آنسو کیوں کہ چلتے ہیں

جو تو دریا پہ گزرے ہے تو پانی بہہ نہیں سکتا

Marfat.com

(قطعہ)

تجھ بن عجب معاش ہے سودا کا ان دنوں
تو بھی ٹک اس کو جا کے ستم گار دیکھنا
نے حرف و نے حکایت و نے شعر و نے سخن
نے سیر باغ و نے گل و گلزار دیکھنا
(خاموش اپنے کلبۂ احزاں میں روز و شب
تنہا پڑے ہوئے گر دیوار و در دیکھنا)
یا جا کے اس گلی کو جہاں تھا ترا گزر
لے صبح تا بشام کئی بار دیکھنا
تسکین دل نہ اس میں بھی پائے تو بہر شغل
پڑھنا یہ شعر گر کبھی اشعار دیکھنا
کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکیں تجکو غیر پاس
پر جو خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

کسی دیندار و کافر کو خیال اتنا نہیں آتا
سحر کیا ہو چکی سودا کے جیو پر شام کیا ہوگا

سودا سے یہ کہا میں دل میں اسطرح نے کھونا
کہنے لگا کہ ناداں کیا پوچھتا ہے ہونا

گل میرے مشہد پہ کب بھیجے ہے وہ ابرو کماں
طرح غنچہ کے کھلے جب تک نہ پیکاں تیر کا

سودا سے میں یہ پوچھا دل میں بھی دوں کسی کو
وہ کر کے بیاں اپنی روداد بہت رویا

کیوں اسیری پر مری صیاد کو تھا اضطراب
کیا قفس آباد ہو گئے کون سے گلشن خرا[ب]

ہندو ہیں بت پرست مسلماں خدا پرست
میں پوجتا ہوں اس کو جو ہو آشنا پرست

کل رخصت بہار تھی شبنم صفت میں زور
رویا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کو سمجھانے کی طر[ح]

منعم نہ مر بنائے عمارت کی فکر میں
یے سب حویلیاں تھیں جہاں تک ہے اب جا

کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی
چھاتی کے جس کے روبرو کھل جائیں ہیں کوا[ڑ]

Marfat.com

گزری جس غم سے مجھے زندگیِ دو روزہ — رکھے اس غم کو خدا شہرِ محرم سے دور

(قطعہ)

عقل نیں ایک دن آکر یہ کہا سودا سے — خواہ نزدیک ہمارے رہو خواہ ہم سے دور
لیکن اتنا ہے کہ وہ کام نہ کریو پیارے — جس کا ثمرہ رکھے تم کو دلِ عالم سے دور

انکارِ قتل سے تو کرے ہے سجن ہنوز — میلا نہیں ہوا ہے ہمارا کفن ہنوز
کس کے ہیں زیرِ زمیں دیدۂ نمناک ہنوز — جا بجا سوتے ہیں پانی کے تہِ خاک ہنوز
(سودا کا تو نے حال نہ دیکھا کہ کیا ہوا — آئینہ لے کے آپ کو دیکھے ہے تو ہنوز)
اے لالہ گو فلک نے دیئے تجھکو چار داغ — چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

کون کہتا ہے مت اوروں سے ملا کر مجھ سے مل
جس کے ملنے پر خوشی تیری ہو مل پر مجھ سے مل

رنگِ گل بے طرح دہکے ہے سن اے ابرِ بہار
آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن کو آگ

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام — ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام

تسلی اس دیوانے کی نہ ہو جو بولی کے پتھروں سے
اگر سودا کو چھیڑا ہے تو لڑکو مول لو پھڑیاں

ظاہر میں دیکھنے کا کچھ اسباب ہی نہیں — آوے گر تو خواب میں سو خواب ہی نہیں
مجکو نہیں ہے دل میں ترے راہ کیا کروں — بے اثر ہے عشق مرا آہ کیا کروں
کس کی ہیں یہ چمن میں صبا بد شرابیاں — ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں
نہ پوج سنگ و گل اے شیخ اس صدا کو مان — مرے صنم کی پرستش کر آ ندا کو مان

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلی کلیاں
چمن میں لے کے خمیازہ کبھی ہیں انکھڑیاں ملیاں

Marfat.com

عاشق کی بھی کٹتی ہیں کیا خوب طرح راتیں
دو چار گھڑی رونا دو چار گھڑی باتیں

بلبل خاموش ہوں جوں نقش دیوار چمن
نے قفس کے کام کا ہرگز نہ درکار چمن

نوک سے کانٹوں کی ٹپکے ہے لہو اے باغباں
کس دل آزردہ کے دامن کش ہیں یہ خار چمن

جیتے تک تو دے کے لوں جو تو ہو کارگر کہیں
اے آہ کیا کروں نہیں بجتا اثر کہیں

ہوتی نہیں ہے صبح نہ آتی ہے مجکو نیند
جس کو پکارتا ہوں سو کہتا ہے مر کہیں

جادو بھری ہیں چشم آئینہ کو تو بچ
دھڑکے ہے دل مرا کہ نہ پلٹے نظر کہیں

غیر کے پاس یہ اپنا ہی ... نہیں
جلوہ گر یار مرا ورنہ کہاں ہے کہ نہیں

جرم ہے اسکی وفا کا کہ جفا کی تقصیر
کوئی تو بولو میاں منھ میں زباں ہے کہ نہیں

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لئے پھرتا ہوں
کچھ علاج اس کا بھی اے شیشہ گراں ہے کہ نہیں

اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو
قسمت میں جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو

اس کشمکش سے دام کی کیا کام تھا مجھے
اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو

روا ہے کچھ تو بھلا اے سپہر ناانصاف
ریا سے زہد چھپے راز عشق رسوا ہو

جو مہرباں ہیں سودا کو مغتنم جانیں
سپاہی زادوں سے ملتا ہے دیکھیے کیا ہو

الٰہی ہے سکت نعم البدل کی تجکو دینے کی
مجھے اسکا عوض تو کچھ نہ دے پر پھیر دے دل کو

بوؤں میں تخم گل کو جہاں واں زقوم ہو
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

اپنے چمن کو فائدہ کیا تجھ سے اے نسیم
یہ جا ہے وہ کہ یہاں دم عیسےٰ سموم ہو

کعبہ کی زیارت کو اے شیخ میں پہنچوں گا
مستی سے مجھے بھولی جس دن رہ میخانہ

مت ہنس مرے رونے پر، آسماں میں کہتا ہوں
ٹپکے ہے ابھی کوئی قطرہ اثر آلودہ

Marfat.com

نسیم بھی ہے چمن میں اور اب صبا بھی ہے
ہماری خاک سے پوچھو تو کچھ رہا بھی ہے

قدم سنبھال کے رکھ خار دشت پر مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

سودا جہاں میں آکے کوئی کچھ نہ لے گیا
جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لئے

غیرت عشق آن کر سودا تو پروانوں سے سیکھ
شمع سے اپنا ہی ملنا دیکھ جل جاتے ہیں وہ

کس قدر اب کے ہوا مست ہے ویرانہ کی
کسی لڑکے کو نہیں سدھ کسی دیوانہ کی

سودا کو جرم عشق پہ کرتے ہیں آج قتل
پہچانتا ہے تو یہ گنہ گار کون ہے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے

اس حال کے نبھنے کا کچھ اسلوب نہیں ہے
یہ کج روشی ہم سے فلک خوب نہیں ہے

کہتا تھا بنا گوش تری زلف کے آگے
میں صبح قیامت ہوں مری شام یہی ہے

قاصد کے تئیں میں اپنے جو کچھ کہ دوں بجا ہے
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہ خوں بہا ہے

جس دن تیری گلی کی طرف تک پون بھی
میں آپ کو جلا کے کروں خاک تو سہی

پہنچی نہ آہ تجکو مرے حال کی خبر
قاصد گیا تو ان نے بھی اپنی ہی کچھ کہی

عشرت سے دو جہاں کی یہ دل ہاتھ دھو سکے
تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ نہ ہو سکے

جس سرزمیں پہ جاکے روؤں تیری یاد میں
دہقاں کچھ اس زمیں میں بجز دل نہ بو سکے

Marfat.com

نہ ضرر کفر کو نہ دین کا نقصان مجھ سے — باعثِ دشمنی اے گبر و مسلماں مجھ سے
اس کی خو سے نہیں محرم انھیں رونے سیتی کام — کیا کیا چاہتے ہیں دیدۂ گریاں مجھ سے

آگیا رات میں جوں دُزدِ حنا تیرے ہاتھ — ورنہ جا پانوں کو لاگا ہی تھا چوری چوری

تجھ تیغ تلے کہہ تو دستم سے کہ سر دھر دے — پیارے یہ نہیں سے ہو ہر کالے دہر دے
دل کے تئیں ایک عالم کہتا ہے خدا کا گھر — اے عشق اسے آتش دے ہے تو سمجھ کر دے
کھلنے تو لگا ہے دل جوں غنچہ ہمارا بھی — لیکن نہ صبا تجھ سے گا ہے بدم سر دے
سینہ کو رستموں کی نگہ تیری توڑ دے — آنکھوں کی ہر پلک صفِ محشر کو موڑ دے

مرجاں کا نخل ہوں نہ پھلوں برگ و بار سے — ٹپکے ہمیشہ خوں مری شاخسار سے
خنجر طلب ہے مرگ سے ہر آہوئے حرم — دل پھر گیا ہے کس کی مژہ کا شکار سے

زاہد چلا ہے کعبہ کو اور برہمن کنشت — بندہ ہیں اس کے ہم جو کسی دل میں گھر کرے
جگ میں شراب غور کی تشہیر کے لئے — سودا جو محتسب ہو تو زاہد کو خر کرے

دولاب کی ہے حق بطرفِ مستی سے فریاد — پیمانہ کسی کے گلے کا ہار نہ ہووے
ہر دست خدائی میں تو یہ کہے منادی — ظالم ہو جو کوئی سوطِ حدار نہ ہووے
کر ذبح شتابی مجھے صیاد کہ یہ صید — ہاتھوں ہی میں تیرے کہیں مردار نہ ہووے

میں کہتا ہوں دل اپنے سے کہ ننگ و نام سے گزرے
نہ ہوں گر اس میں یہ باتیں تو کیا آرام سے گزرے

مومن نہیں زنار سے میرے آگاہ — اس رشتہ کو ہے سبحۂ اسلام میں راہ
اس بت کا برہمن ہوں کہ صوفی یا شیخ — کہتے ہیں جسے دیکھ کے اللہ اللہ

در منقبت[1] جناب پاک مرتضوی صلوات اللہ علیہ گفتہ:-

---

(۱) پیرسا: در منقبت ..... آب نفس رسول زوج بتول مظہر العجائب ومظہر الغرائب اسد اللہ الغالب علی ابن طالب صلوٰۃ اللہ وسلامہ گفتہ۔

Marfat.com

رُباعی

ایوان عدالت میں تمہارے پاشاہ — کچھ ظلم کو ہے دخل عیاذاً باللہ
شیشہ کا جو وہاں طاق سے پڑے ہی پانوں — پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

کلیم

محمد حسین کلیم تخلص - از شاہ جہان آباد است - مردے سپاہی پیشہ، شاعر مقررے ریختہ بوضع خود - صاحب دیوان قصائد و مخمس و رباعی - طرزش بطرز کسے آشنا نیست - اکثر بزبان میرزا بیدل حرف می زند - در فہم شعر تہ دار او فکر عاجز سخناں پشت دست بر زمین می گزارد - (و) طبع رواں او مانند سیل روانست و فکر رسائش[1] آن سوے آسماں، بازدے فکرتش زور ریں کش کمان معنی را، شعر پیچدار، پر تاثیر او تیر کا کل ربا -

اگر چہ[2] کلیم در فارسی گذشتہ است، اما کلیم ریختہ پیش فقیر انیست -

قطع نظر[3] از آنکہ بندہ را بخدمت او قرابت قریبہ است، یک اخلاص تہ دلی دارم و اکثر (سے) بحال ایں[4] ہیچمدان شفقت (و مہربانی) می فرماید، حق تعالیٰ سلامت (و شادکام) دارد، (بحق محمد و آلہ) - از دست[5]:-

آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست — وے دن گئے کلیم کہ[6] یہ شیشہ سنگ تھا

---

(۱) پیرس: و فکر رسائش باج از شعراے متقدمین ہندی می گیرد

(۲) پیرس: اگر چہ در فارسی طالب کلیم گذشتہ اما در ہندی کلیم وقت خود است

(۳) پیرس: بندہ را باو قرابت قریبہ است بلکہ اخلاص تہ دلی است

(۴) پیرس: من — (۵) پیرس: من کلامہ

(۶) پیرس: جو

Marfat.com

درازیِ شبِ ہجرانِ زلفِ یار کلیم ۔۔۔ نہ مجھ سے[1] پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں

ہو چکی حشر گئی دوزخ و جنت میں خلق ۔۔۔ رہ گیا میں[2] ترے کوچے میں گرفتار ہنوز

ہر تارِ پیچ زلف کے عالم کی جان ہے ۔۔۔ گویا یہ اژدہا تھا کہ سب کو نگل گیا

قربان اس اکڑ کے عجب یہ مروڑ ہے ۔۔۔ آشفتہ ہو گئیں پہ نہ زلفوں سے بل گیا

میں بانکپن سے تیرے نہیں ڈرنے کا رقیب ۔۔۔ گر دل میں ہے تو مجکو بھی للکار دیکھنا

کیا رقیب پردہ در کے آج میں ماری ہے میخ ۔۔۔ حلقۂ در کے نمط گھر سے اسے بیروں کیا

نہ کچھ بُرا ہوا پرویز کا نہ شیریں کا ۔۔۔ ترے ہی سر پہ لئے فرہاد جو ہوا سو ہوا

نشانِ مجھ دل کا مت پوچھو یہ مجنوں ۔۔۔ کہیں اس طرف ویرانہ کے ہوگا

نقاب اپنے رخ کا جو تو باز کرتا ۔۔۔ تو گل اپنی خوبی پہ کیا ناز کرتا

وفا کا ہوں پر بستہ نہیں توڑ پنجرا ۔۔۔ چلا جاتا جنگل کو پرواز کرتا

تجھے برق خار سے کام کیا جو حیا ہے حق کو تلف نہ کر

یہ ازل کے دن سے نصیب ہے کف پائے آبلہ دار کا

لگا جب غیر سیتی ہم طبق ہونے وہ مہماں کش

وہ اپنے ہاتھ دھوتا تھا، میں اپنے ہاتھ ملتا تھا

کیا ہوا زلف سے گرہ کھولی ۔۔۔ میرے سر کا تو یہ گرہ نہ گیا

قبر میں بھی لئے ہمراہ گیا اپنے کلیم ۔۔۔ آہ کیوں دردِ دل اپنا نہ کسی کو سونپا

وہی ایک ہے جو ان دونوں گھروں میں خلق ڈھونڈے ہے

پس اے زاہد اگر مسجد سے بُت خانہ ہوا تو کیا

سر بھی ہے تیغ بھی ہے لگا نا ہی تو لگا ۔۔۔ کیوں نہ جان پھر کے کہ یہ جیو چھپا گیا

---

(۱) پیرس : مجھی سے پوچھ

(۲) پیرس : دیکھتا ہوں

Marfat.com

تا صبح تجھ بغیر عجب میرا رنگ تھا — روشن تھی شمع آہ دل اس پر پتنگ تھا

زبان موج سے یوں بحر کہتا تھا حباب سے — کہ اپنا سر ہی کھاتا ہے جہاں میں جس نے سر کھینچا

اے شمع تیری باری ہے شب کو کر شام تک — اپنے دنوں کو جلنا میں رونا تھا رو چکا

عمر رفتہ کا نہ پایا کھوج ہرگز اے کلیم — آپ کو جوں شمع میں ہر انجمن میں گم کیا

تو نہ آیا باغ میں شمشاد غم سے خم ہوا — طوق قمری کا فغاں سے حلقۂ ماتم ہوا

کس پریشاں نے قدم رکھا ہے پیچ و تاب سے — جادہ آتا ہے نظر جوں زلف کچھ برہم ہوا

وہ نازک تن لطافت سے کسی کو نہیں نظر آتا
مقرر ایک جا تو ہے نہ کیا جانے کہاں ہو گا

وہی دیر، وہی بت، وہی نالا — یہی انشاء اللہ تعالیٰ

چھپا ہے آ مری چشم پر آب میں دریا — کہیں نہیں دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا

پاس ناموس محبت سے مجھے از بس کلیم — باغ میں جاؤں نہ ہرگز بے رضائے عندلیب

دنیا نہ کر جوانوں سے یہ بوڑھا ہو چلا — مدت سے ہم تو چھوڑے بیٹھے ہیں تجھے [illegible]

ہمیں تو پانوں پر بھی سر کے رکھنے کو نہ فرمایا
ملیں ہم خاک میں اور لے ترا دامان یا قسمت

رکھتا ہے زلف یار کا کوچہ ہزار پیچ — اے دل سمجھ کے جائیو ہے راہ ہار پیچ

برق نظارہ سے از بسکہ جلا ہوں نکلے — نگہ کرم جو کوئی ڈھونڈے مری خاکستر

لالۂ و گل سے مجھے کام کیا میری وحشت — مجھ اوپر لائی ہے یک رنگ [illegible]

زلف کو خواب میں دیکھا تھا جنوں نے شب کو — صبح بیدار ہوا پائی گلے میں زنجیر

بوسہ تو کچھ نہ تھا اے مری جان اس قدر — تس پر رہے ہو تم سے برا مان اس قدر

سوز غم کھا چکا ہے دل اس پر جگر جلا — کہتا ہے مجکو زخم ہے اک آرزو ہنوز

جو صدا آتی ہے اس کو دی سے سینہ خراش — یہ کوئی دل رہتا جاتا ہے نہیں بانگ جرس

Marfat.com

ہم گم ہوئے ہیں ضعف سے جوں بو میانِ باغ
پھرتا ہے رنگ گل کہ ہمارا کرے سراغ

جوں کعبتین گھر میں مرے گل ہی ہے بساط
یک مشت استخواں ہوں اور شش جہت سے داغ

جو دینا تھا مانگے بغیر از دیا ہے　　سکے وہ زباں جو کہ اس پر ہو سائل

پوچھ مت غم کی داستاں اے دل　　کہ پڑا ٹوٹ آسماں اے دل

ہم سے پوچھو ہو پیوستے ہو شراب　　ایسے کیا شیخ و پارسا ہیں ہم

تم جام دو پیارسے کیوں کر کریں نہیں ہم　　خونِ جگر تھا تو بھی پی ہی گئے دو ہیں ہم

تو یار مل کے ہم سے جب ایک ہو گیا ہو　　کس کو بعید مانیں کس کو کہیں قریں ہم

تم ہو تو ہم کہاں ہیں، ہم ہیں تو تم کہاں ہو　　یا تم ہی سب ہو ہم میں یا سب کے سب ہیں ہم

طریقِ عشق میں مجنوں و کوہ کن کے نہ کہہ　　ہزاروں ہو گئے غارت سو ایک دو معلوم

مانند سرو ہوں کہ نہ گل ہے نہ بر مجھے　　بیکار باغ ہوں نہ سزاوارِ باغ ہوں

جب اصل مذاہب کو واعظ سیتی ہم پوچھا　　تب ہم سے لگا کہنے قصے و حکایاتیں

رنگ اڑا مرجھا گیا اور جھڑ پڑا شرمندہ ہوا
تجھ سیتی گل پر ہوئی کیا کیا خرابی باغ میں

(قطعہ)

جمعہ کو کہتا تھا واعظ سے کھڑا رندِ مست
کچھ نظر میں تجھے بھی سود و زیاں ہے کہ نہیں

یہ سخن ہے کہ نہ پی مے سو وہاں پووے گا
یہاں تو پی لیجیے کیا جانے وہاں ہے کہ نہیں

نے و طنبور میں یہ سوز تو معلوم اے مطرب　　کسی کا دل ہوا ہے شاید اس پردہ میں آ نالاں

Marfat.com

کسی سے بھی نہ ملئے ایک گوشہ میں پڑے رہیئے
یہ فرصت یہاں تو نہیں ملتی ہے مرجانے میں ہو تو ہو

تیر ہے یا سناں ہے تیری نگاہ — ہو گئی پار مجھ جگر کے آہ

تری جناب میں آیا ہوں یا اللہ نہ پوچھ
یہی کہ بخش دے اور مجھ سے کچھ گناہ نہ پوچھ

کوئی گُل کا میں عاشق نہیں یہ داغ مجھے بس ہیں
جاتا ہوں میں گلشن سے بلبُل نہ ہو آزردہ

اب دم شمردگی سے مجھے کاروبار ہے — ہر دم مرے حساب میں روزِ شمار ہے
غرورِ حسن ممکن نہیں کس کی داد کو پہنچے — غرض تم سُن چکے احوال ہم فریاد کو پہنچے

تو اے بارانِ رحمت آوج میں آ موج سے اپنی
کہ یک قطرہ میں میری کِشت کا بھی کام ہو جاوے

جہاں میں یہ میں نہیں جانتا کہاں تو ہے — پر اتنا جانوں ہوں سب تو ہی تو جہاں تو ہے
میں کہتا تھا ساقی ایاغ اب کہاں ہے — نِپٹ دیر کے تئیں دماغ اب کہاں ہے
اس کے ابرو کی اگر تصویر کھینچا چاہیئے — اول اپنے قتل پر شمشیر کھینچا چاہیئے
دل پھر رہا ہے آبلۂ پا کی جوں کلیم — جز خارِ دشت کے میرا غمخوار کون ہے

(رُباعی)

گُل رو تو چمن میں اچپلی سے نہ گیا — یہ دل بھی کلی سے بے کلی سے نہ گیا
جو کوئی کہہ گیا چھوڑ گیا دل کو یہاں — کوئی دل سے تری گلی سے نہ گیا

ہر چند لگاتے ہیں بستاں گل مہندی — تیرے ہی قدم تلے گئی رُل مہندی
ہیہات ہیہات کیسا ہوگا وہ ہات — جس ہاتھ سیتی داغ ہوئی گل مہندی

Marfat.com

میر درد

میاں صاحب میاں خواجہ میر، سلمہ اللہ تعالیٰ، المتخلص بہ درد۔ جوش بہار گلستان سخن، عندلیب خوش خوان چمن این فن، زبان گفتگویش گرہ کشائے زلف شام مدعا، مصرع نوشتہ اش بر صفحۂ کاغذ از کاکل صبح خوش نما۔ طبع سخن پرواز او سرو مائل چمنستان انداز است۔ گاہے در کوچۂ باغ تلاش بطریق گل گشت قدم رنجہ می فرماید۔ در چمن شعرش لفظ رنگین چمن چمن، گل چین خیال او را گل معنی دامن دامن شاعر زور آور ریختہ،[1] در کمال علائقگی وارستہ۔ (مرد) خلیق (و متواضع (و) آشنائے درست۔

شعر فارسی ہم (بسیار خوب و مربوط و رنگین) می گوید۔ اما بیشتر رباعی[2] (او) گرمی بازار (و) وسعت مشرب اوست۔ غرض از آشنائی مطلب اوست۔

متوطن شاہ جہان آباد (و) بزرگ و بزرگ زادہ (و) جوان صالح (و متقی) از درویشی[3] بہرۂ وافی دارد۔ فقیر را بخدمت (گرامی) او بندگی خاص است اگرچہ حسن سلوک او عام۔ سر حسن سلوک بپائے خود گرفتہ، اعتزاز را از گوشۂ دل نہادہ۔ خلف الصدق حضرت خواجہ ناصر صاحب، سلمہ اللہ است کہ مقتدائے عالم[4] است۔ ایامے کہ فقیر بخدمت آن بزرگوار شرف اندوز می شد[5] از زبان مبارکش می فرمود (ند)

(۱) پیرس : کہ از کمال جودت طبع داد سخن دادہ

---

(۲) پیرس : رباعیات

(۳) پیرس : و از حالت فقر

(۴) پیرس : او شان مقتدائے عالم اند

(۵) پیرس : بزبان مبارک خود

Marfat.com

کہ میر محمد تقی تو میر مجلس خواہی شد۔ الحمد للہ والمنۃ کہ (ایں) حرف آں سر سلسلۂ خدا پرستاں مؤثر افتاد (و) باطن آں خضر قافلۂ اہل عرفاں کہ از ظاہرش ظاہر تر است، زود کارگرد (و) مجلس ریختہ کہ بخانۂ ابندہ بتاریخ پانزدہم ہر ماہ مقرر است (وابستہ)(۱) بذات ہمیں بزرگ است زیرا کہ پیش ازیں ایں مجلس بخانہ اش مقرر بود۔ از گردش روزگار بے مدار برہم خورد۔ از بس کہ بایں احقر اخلاص دلی داشت۔ گفت کہ ایں مجمع را شما اگر بخانۂ خود معین بکنید، بہتر است۔ نظر بر اخلاص آں مشفق عمل(۲) کردہ آمد۔ خدا اش (تا) ابد الآباد سلامت دارد۔ از دست:

(شعر درد)

کبھو خوش بھی کیا ہے جیو کسی رند شرابی کا — بھڑا دے منہ سے منہ ساقی ہمارا اور گلابی کا
نہ بجھے شعلے بھی کتنے، کتنی ہی موجیں مٹیں یارب — کبھو دل کی بھی ہوگا کام آخر اضطرابی کا
شرار و برق کی سی بھی نہیں یہاں فرصت ہستی — فلک نہیں ہم کو سونپا کام جو کچھ تھا شتابی کا
زمانہ کی نہ دیکھی جرعہ ریزی درد کچھ تو میں — ملا یا مثل مینا ناک میں خوں ہر شرابی کا

اکسیر پر مہوس اتنا نہ ناز کرنا — ہے کیمیا سے بہتر دل کا گداز کرنا
ہم جانتے نہیں ہیں اے درد کیا ہے کعبہ — جیدھر کھچیں وہ ابرو اودھر نماز کرنا

جگ میں آ کر ادھر ادھر دیکھا — تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی — جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا
نالۂ فریاد آہ اور زاری — آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
ان لبوں نے نہ کی مسیحائی — ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
جگ میں کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا — کہ نہ ہنسنے میں رو دیا ہوگا

---

(۱) انجمن : واللہ

(۲) پیرس : داشتہ قبول نمود

Marfat.com

دیکھیے غم سے اب کے جیو میرا — نہ بچے گا، بچے گا کیا ہوگا
دل کے پھر زخم تازہ ہوتے ہیں — کوئی غنچہ کہیں کھلا ہوگا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا — کسی بدخواہ نے کہا ہوگا
دل بھی اے درد قطرۂ خوں تھا — آنسوؤں میں کہیں گرا ہوگا

عاشقِ بے دل ترا یہاں تک تو جیو سے سیر تھا
زندگی کا اس کو جو دم تھا دمِ شمشیر تھا
کی تو تھی تاثیر آہِ آتشیں نے اس کو بھی
جب تلک پہنچے ہوا پہنچے خاک کا یہاں ڈھیر تھا

حرص کرواتی ہے روبہ بازیاں سب ورنہ یہاں
اپنے اپنے بوریے پر جو گدا تھا شیر تھا
شیخ کعبہ ہو کے پہنچا ہم کنشتِ دل میں ہو
درد منزل ایک تھی ٹک راہ کا ہی پھیر تھا

اگر یوں ہی یہ دل ستاتا رہے گا — تو اک دن مرا جیو ہی جاتا رہے گا
میں جاتا ہوں دل کو ترے پاس چھوڑے — مری یاد تجھ کو دلاتا رہے گا
خفا ہو کے اے درد مر تو چلا تو — کہاں تک غم اپنا چھپاتا رہے گا

تو اپنے دل سے غیر کی اُلفت نہ کھو سکا — میں چاہوں اور کو تو یہ مجھ سے نہ ہو سکا
گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر — میں نیں تو درگزر نہ کی جو مجھ سے ہو سکا
جوں شمع روتے روتے ہی گزری تمام عمر — تو بھی تو درد داغِ دل اپنا نہ دھو سکا

انداز وہ ہی سمجھے مری دل کی آہ کا — زخمی جو کوئی ہوا ہو کسی کی نگاہ کا
ہر چند فسق میں ہیں ہزاروں ہی لذتیں — لیکن عجب مزا ہے فقط جیو کی چاہ کا
دل اس مژہ سے دیکھیو نہ تو چشم راستی — اے بے خبر بُرا ہے یہ فرقہ سپاہ کا

Marfat.com

شاہ و گدا سے اپنے تئیں کام کچھ نہیں — نہ تاج کی ہوس نہ ارادہ کلاہ کا

تو ہی نہ اگر ملا کرے گا — عاشق پھر جیو کے کیا کرے گا

اپنی آنکھوں میں اس کو دیکھوں — ایسا بھی کبھی خدا کرے گا

مژگانِ تر ہوں یا رگِ تاک بریدہ ہوں — جو کچھ کہو سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی — افتادہ ہوں پہ سایۂ قدِ کشیدہ ہوں

اے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط سے — میں غمزدہ تو قطرۂ اشکِ چکیدہ ہوں

نہ ملئے یار سے تو دل کو کب آرام ہوتا ہے — وگر ملئے تو مشکل ہے کہ وہ بدنام ہوتا ہے

یہ حسن و عشق ہل سمجھیں گے یا آپس میں خوں ہو گا
پر ان دونوں کے اجھیڑے میں میرا کام ہوتا ہے

یارب یہ پھر اتنی تو اب درگزر کرے — کوئی خانماں خراب کسو دل میں گھر کرے

نہ خانۂ خدا ہے نہ ہے یہ بتوں کا گھر — رہتا ہے کون اس دلِ خانہ خراب میں

میں اور مجھ سے درد خریداریٔ بتاں — ہے ایک دل بساط میں سو کس حساب میں

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں — دل ہی نہیں رہا ہے جو کچھ آرزو کریں

مٹ جائیں ایک دم میں یہ کثرت نمائیاں — گر آئینے کے سامنے ہم آ کے ہو کریں

ہر چند آئینہ ہوں پر اتنا ہوں ناقبول — منہ پھیر لے وہ جس کے مجھے روبرو کریں

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی — دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

ہے اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدانِ شہر — اے درد آ کے بیعتِ دستِ سبو کریں

اس نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہیں — پاتا نہیں ہوں تب سے میں اپنی خبر کہیں

آ جائے ایسے جینے سے اپنا تو جیو تنگ — جیتا رہے گا کب تلک اے خضر مر کہیں

مدت تلک جہاں میں ہنستے پھرا کئے — جیو میں ہے خوب روئیے اب بیٹھ کر کہیں

پھرتے تو ہو بنائے سج اپنی جدھر تدھر — لگ جاوے دیکھیو نہ کسی کی نظر کہیں

Marfat.com

ایک دل سو وہ بھی ہو ہی چکا صرف داغ سب
بہتا پھرے ہے خوں میں کہیں کا جگر کہیں

(قطعہ)

پوچھا میں درد سے کہ بتا تو سہی مجھے
اے خانماں خراب ترا بھی ہے گھر کہیں

کہنے لگا مکان معین فقیر کو
لازم ہے کیا کہ ایک ہی جاگہ ہو ہر کہیں

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست
تو نے نہیں سنا ہے یہ مصرع مگر کہیں

مست ہوں پیر مغاں کیا مجھ کو فرماتا ہے تو
پائے بوسِ خم کروں یا دست بوسِ سبو

ٹال دینا اس کو نت ہر طرح جو قبلہ نما
پھر مجھے ہر پھر کے آ رہنا اسی کے روبرو

ربط ہے نازِ بتاں کو تو مری جاں کے ساتھ
جی ہے وابستہ مرا ان کی ہر ایک آن کے ساتھ

اپنے ہاتھوں ہی کے میں زور کا دیوانہ ہوں
رات دن کشتی ہی رہتی ہے گریباں کے ساتھ

گر مسیحا نفسی ہے یہی مطرب تو خیر
جیو ہی جاتے ہیں چلے تیر ہر ایک تان کے ساتھ

جی کی جی ہی میں رہی کچھ بات نہ ہونے پائی
ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی

دید و وادید تو ہوئی دور سے میری اسکی
پر جو میں چاہتا تھا وہ بات نہ ہونے پائی

قطعہ

اٹھ چلے شیخ جیو تم مجلس رندوں سے شتاب
ہم سے کچھ خوب مدارات نہ ہونے پائی

جی میں مرکوز جو تھی آپ کی خدمت گاری
سو تو اے قبلۂ حاجات نہ ہونے پائی

فرصت زندگی بہت کم ہے
مغتنم ہے یہ دید جو دم ہے

دین و دنیا میں تو ہی ظاہر ہے
دونوں عالم کا ایک عالم ہے

اپنے نزدیک باغ میں تجھ بن
جو شجر ہے سو نخلِ ماتم ہے

درد کا حال کچھ نہ پوچھو تم
وہی رونا ہے نت وہی غم ہے

مرا جی ہے جب تک تری جستجو ہے
زباں جب تلک ہے یہی گفتگو ہے

تمنا ہے تیری اگر ہے تمنا
تری آرزو ہے اگر آرزو ہے

Marfat.com

غنیمت ہے یہ دید وا دید یاراں
جہاں آنکھ مند گئی نہ میں ہوں نہ تو ہے

روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے
اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے

اے گل تو رخت باندھ اٹھاؤں میں آشیاں
گلچیں تجھے نہ دیکھ سکے باغباں مجھے

پتھر تلے کا ہاتھ ہے غفلت کے ہاتھ دل
سنگِ گراں ہوئی ہے یہ خوابِ گراں مجھے

آنکھوں کی راہ ہر دم اب خون ہی رواں ہے
جو کچھ ہے دل میں میرے منہ پر میرے عیاں ہے

آہوں کی کشمکش میں کہیں دیکھیو نہ ٹوٹے
تارِ نفس سے اے دل وابستہ میری جاں ہے

یہ راہ خاکساری میں سب سے قطع کی ہے
نقشِ جبیں سے میرا ہر نقشِ پا جہاں ہے

مت موت کی تمنا اے درد ہر گھڑی کر
دنیا کو دیکھ تو سہی تو تو ابھی جواں ہے

کب ترا دیوانہ آوے قید میں تدبیر سے
جوں صدا نکلا ہی چاہے خانۂ زنجیر سے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے

فرسودگی ہے رشتۂ تسبیح کا حصول
دل میں کسو کے آہ کوئی راہ کیا کرے

دل دے چکا ہوں اس بت کافر کے ہاتھ میں
اب میرے حق میں دیکھیے اللہ کیا کرے

ماہی سے کچھ نہ ہووے بیان شست کی خلش
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے

گر خاک مری سرمۂ ابصار نہ ہووے
تو کوئی نظر قابل دیدار نہ ہووے

پھر موت کسو طرح سے نزدیک نہ پھٹکے
دنیا میں یہ جینے کا جو آزار نہ ہووے

گزرے نہ ترے سامنے سے کوئی کہ دو ہیں
شیشہ کی طرح دل کی نگہ پار نہ ہووے

دل دیسے ستمگار سے اظہارِ محبت
ایسا کہیں پھر دیکھیو زنہار نہ ہووے

دیکھ لوں گا میں اسے دیکھیے مرتے مرتے
یا نکل جائے گا جی نالہ ہی کرتے کرتے

لگا ہی دے مجھے ساقی کہ یاں مجلس ہی
خالی ہوئی جاتی ہے پیمانے کے بھرتے بھرتے

درد جوں نقش قدم تھا سرِ راہ اس کے
مٹ گیا اوروں نے ہی پانوں کے دھرتے دھرتے

Marfat.com

اپنے بندوں پہ جو کچھ چاہو سو بے داد کرو
یہ نہ آجائے کہیں جیو میں کہ آزاد کرو

کوئی دم جو چپ رہا تھا میں جانا کہ مرگیا
اے وائے دردؔ تو نہیں پھر اب نالہ سر کیا

ساقی ہوائے ابر میں زور درد کے تجھ بغیر
ایسا ہوا کبھی نہ کہ دامن نہ تر کیا

وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھا دیے
پردے تعینات کے جو تھے اٹھا دیے

یارب تھی کیا خرام وہ جن نے ایک آن میں
کتنے ہی مُردے حشر سے آگے جِلا دیے

سیلاب اشک گرم نے اعضا میرے تمام
اے دردؔ کچھ بہا دیے اور کچھ جلا دیے

سجّاد

میر سجاد، از اکبر آباد است۔ مرد طالب علم مستعد و شاعر خوب ریختہ (است) شاگرد میاں آبرو (است) سجاد تخلص می کند۔ بسیار آدمی خوب است۔ سخن او بپایہ استادی رسیدہ (و) چنیں خوشگو و معنی یاب اگرچہ در بند لفظ تازہ است لیکن بر زبان خامہ او خیلہائے معنی سپاہی[1] می کند۔ لب و دہن ہر کم بغلے نیست، کہ پیش او چوں کاغذ سفید بشود (و) فکر رنگین او چمن تلاش را سایہ ابر بہارے (است) ہر مصرع بندش را طرف لطف باچنارے (و) ہر بیت بحر خفیفش[2] بر جگر نشتر زن۔ زبان (لطافت)[3] بیانش رگ (جان) سخن۔ بے انصافی امر علحدہ است وگرنہ تہ داری شعر او نمایاں است۔ ہر کہ واقف موشگافی طبع او ست می داند کہ[4] شعر سوختہ سپدارش بوے آتش دیدہ می ماند۔

قبل ازیں بخانہ او مجلس یاراں (و) ریختہ (خوانی) می شد۔ بندہ نیز می رفتم۔

(۱) پیرس : سپاہی
(۲) پیرس : حقیقتش
(۳) انجمن : طاقت
(۴) پیرس : د

Marfat.com

اکنوں بسبب عوارضات طرفین ربط (۱) گر نہ ماندہ است۔ (خدا سلامت دارد) از دست:۔

کافر بتوں سے داد نہ چاہو کہ یہاں کوئی — مر جا تم سے ان کے تو کہتے ہیں حق ہوا

اگرچہ باطل باطل است لیکن بجائے کافر کہ اول پیش مصرع واقع است باعتقاد فقیر لفظ باطل حق است۔

گر تیرے کل کے آنے میں کھوئے نہیں تو اس — سجاد کیوں پھرے ہے سخن آج فوق ہوا

ساقی بغیر جام کے جیوں کا بچاؤ نہیں — جیوں نیل مست آوے ہے ابر سیہ بلا

کیوں مشت گل کبھی دل کی نہ رونے میں بہہ گئی
سجاد مجھ کو باقی ہے چشموں سے یہ گلا

غم نہیں گر گم ہوا بالوں میں تیرے جا کے دل
پیچ پر تجھ زلف کے گویا کہ اس کو بل دیا

تجھکو اے سجاد غیر از خنجر بیداد کے
اور بھی کچھ ظالموں کی دوستی نے پھل دیا

جو دل ہو گلوں سے اٹکتا ہوا — وہ کانٹا ہے جیو میں کھٹکتا ہوا

بتاں تو چاہتے سجاد تجھکو — کریں پر کیا خدا نے جو نہ چاہا

گر ٹک زمیں پہ لونڈے کی پیٹھ کو لگا دیں
جانیں ہم اپنے دل میں رستم کے تئیں پچھاڑا (۲)

آتش غم نے ہم کو سرد کیا — دل پھپھولا ہوا وہ درد کیا

بتوں کی کبھی یہ یاد دور نہ ہے — ہمیشہ رہے نام اللہ کا

---

(۱) پیرس: اتفاق کمتری افتد

(۲) پیرس: من کلامہ

Marfat.com

اب جلا دے ٹک آن کر ساقی　　عمر کا بھر چکا ہے پیمانہ

عشق میں جائے گا کہیں مارا　　بے طرح دل ہوا ہے آوارا

مقبول اس جہاں کا ہرگز غنی نہ دیکھا　　راجا وہی ہے جو کوئی یہاں سے گیا ہے انا

سجاد کوئی دیکھے بے تابیاں تو دل کی　　ہے زندگی ہماری یہ موت کا نمونا

یار سے دل ملا وہ غیر ستی　　نہ دل اپنا ہوا نہ یار اپنا

لاوتے ہو میرے آگے کیا دوا　　خون دل اپنا ہیوں میں یا دوا

دل میں تو خطرہ نہ لا ہرگز طبیب　　دیکھ کر میرے مرض کو لا دوا

جان و دل سب قبول ہے جانا　　پر گلی میں تری مجھے آنا

میں نے جانا تھا فقط بند کرے گا دو حرف　　شوق کے لکھنے کا سجاد نے دفتر کھولا

بیٹھے اگر خوشی سے آ کر چمن میں بلبل　　کر یاں ہیں غلیلہ ایسا لگے کہ اُڑ جا

خط کترا کے آج قینچی سے　　ہم سے ملنے میں جائے ہے کتر

تیری شمشیر سے جدا ہو کر　　سر مرا مجھ کو تن نہیں دیتا

کیا کرے پاؤں بھی کہ جنگل میں　　کچھ نہیں آبلوں سے چل سکتا

مرے دیکھ کر حال دامان کا　　پھٹے کیوں نہ سینہ گریباں کا

سب کی نظر سے گر کر ایک دم میں پست ہو جا

گر مے کشوں میں آوے زاہد تو مست ہو جا

قاتل کی تیغ آگے جاتے ہیں ہم ندھڑکے　　ہرگز ہمارے دل میں سر کا نہیں ہے دھڑکا

شتابی پلا دے کہ جاتا ہے ابر　　جو کچھ باقی ساقی رہی ہو شراب

سجاد مہرباں کرے کوئی اس کو کس طرح　　غصہ ہوا ہے یار میں کچھ ان نوں غضب

چین دے ہے نہ چین لے ہے آپ　　دل ہوا ہے ہمارے جیو کچھ پاپ

کبھی منزل یہ ہوئی نہیں پوری　　بہت اس راہ کو گئے ہیں ماپ

Marfat.com

ہر کام کا اگرچہ ہوتا ہے سہل اوّل پر عشق کی ستم ہے کوئی ابتدا نہایت

ایک دکھ ہے عاشقی کے پنتھ میں پانوں کے نزدیک راہِ دور دست

جلنے سے صدق دل کے سبب بچ گیا خلیل

وہ بات ہے کہ سانچ کو ہرگز نہیں ہے آنچ

دل آبادی میں تنہا کھینچ مت رنج کہ ویرانے میں دیوانوں کا ہے گنج

بند میں مت رہ دیوانے عقل کے کر گریباں چاک چھاتی کھول کر

غیروں کو جان خواب میں غفلت کے ڈال کر

اک رات آکے سو رہو ہم پاس آنکھ موندھ

مر گئے پر اگر نہیں آسیب کیوں یہ رکھتے ہیں قبر پر تعویذ

مت ہو نالہ عبث کو جا کاغذ اپنے اوپر نہ حرف لا کاغذ

یہ دھواں سا فلک ستاروں ساتھ ہے نظر میں مری جلا کاغذ

آسماں ایک رقعہ وار نہیں غم کے لکھنے کو ہو بڑا کاغذ

جیتے چمن کے بیچ بٹھائے ہیں نونہال تعظیم تیری کرتے ہیں سب اٹھ کے سرو قد

اس فصل گل میں جوش جنوں کا ہوا ہے قہر

جنگل میں آ بھرا ہے نکل کر تمام شہر

ہوتی نہیں ہے سرد ہمارے یہ دل کی آگ

لاگی ہے جس زمانہ سے جلتی ہے دھر دھر

سبھی جلتے تھے شمع و پروانہ رات یہ دل تھے اہل مجلس پر

بادِ صبا سے زلف معطر کی ہم تلک مدت ہوئی کہ پہنچی نہیں کچھ خبر عطر

کوئی کم گیا ہو گا زلفوں کی راہ بہت رکھتے ہیں اس سفر سے عذر

دیوانہ کا نہیں مطلب دیوانہ تو کیوں نامہ پہ ہے سطروں کی زنجیر

Marfat.com

شوق جنوں میں تیرے، عوض چاک جیب کے
نرگس چمن میں دیکھے ہے آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ
لختِ جگر ہمارا پانوں کے ساتھ کھا کر کرتے ہو ہم سے باتیں اب تم چبا چباکر
کیوں زرق برق کرکے نہ حاضر ہو تجھ حضور
ہیں تیرے گھر کے سب یہ زری پوش خواجہ تاش
کھا گیا مجروح دل میرے کو داغ حال کیا پوچھو گوشت کا کرتا ہے زاغ
میرے تمام حال کی تقدیر سے ہے یہ زلف روزِ سیاہ و نالۂ شبگیر ہے یہ زلف
خاموش اس سبب ستی رہتا ہے بیشتر تنگ اس قدر ہے منھ کہ نکلتا نہیں ہے حرف
دوری میں رخسار کے تیرے کہیں انصاف نہیں
خط چرا لے جائے دل کو اور باندھی جائے زلف
جس خوبرو کے دل میں نہ عاشق سے ہو نفاق
کہتے ہیں سارے اس کے تئیں حُسنِ اتفاق
دل کو کبھی پیار دلا کرکے کر تو سجن لاگا نہیں گلے سے مرے آکے آج لگ
جب تک ترے بدن کو نہ عاشق بدن لگائے
لگتا نہیں ہے تب تئیں ہرگز کچھ اس کے انگ
زلفوں کے جب الجھتے ہیں اس ساتھ آکے بال
دیتا ہے شانہ عاجزی سے دانت تب نکال
گلی میں تری بیٹھتے ہی سجن ان آنکھوں سے آتے ہیں آنسو نکل
تدبیر اور کچھ نہیں مجنوں کے حسبِ حال لیلےٰ کے والدین اسے دیں شہر نکال
کیا جانتے تھے ہم سے مل کرکے اصل سے گل
اب کی بہار میں یوں ہوویں گے فصل سے گل

Marfat.com

سجاد فکر ہم نہ کریں کیونکہ شعر کی لگتے ہیں جا کے یار کے منھ سے سخن میں ہم

ایک دل رکھتا ہوں جو چاہے سو لے جاوے اسے

خواہ زلفیں، خواہ ابرو، خواہ مژگاں، خواہ چشم

پھر جاہیں خوبرو آنکھیں کریں، ہیں جب بناؤ

دے کے سرمہ کے تئیں ہو جاہیں ظالم سیاہ چشم

جب ہم آغوش یار ہوتے ہیں سب مزے درکنار ہوتے ہیں

ناخدائی ٹک ایک کر ساقی ایک کشتی میں پار ہوتے ہیں

تیر ڈوبیں کسی نشانے پر میرے سینے کے پار ہوتے ہیں

اب تو ہم نے کیا گریباں چاک تیرے دامن کو کس طرح چھوڑیں

برابر اپنے سجن بندگی کے کاموں میں نہیں میں دیکھتا صاحب کے کوئی غلاموں میں

کس طرح کوہ کن پہ گزریں گی ہجر کی یہ پہاڑ سی راتیں

از مصنف ہمچنیں ہر دو مصرع شنیدہ شد

ہجر شیریں میں کیونکہ کاٹے گا کوہ کن یہ پہاڑ سی راتیں

ہیں شیشیاں شراب کی پیارے بھری ہوئیں

آنکھیں نشہ کے بیچ تمھاری گلابیاں

میں جو اس کی گلی میں جاتا ہوں دل کو کچھ گم ہوا سا پاتا ہوں

سایہ میں ہم اس باغ کے ہر بلبل و گل کے ساتھ

مدت تئیں دیوار بہ دیوار رہے ہیں

دیکھوں طبیب درپئے دارو ہے کب تئیں

مرتا ہوں میں تو عشق میں جیتا ہوں جب تئیں

جو اک دھج ہے ابروئے خدار میں کہاں پائی یہ ضرب تلوار میں

Marfat.com

ہر سادہ رُو مخطّط ہونے کی دھن رکھے ہے

لیکن کوئی نکالے تیرا سا خط تو لکھ دیں

جب گرے ہے ترے دہن کا بیاں　　منھ سے غنچے کے پھول جھڑتے ہیں

تیغ تیری کے تلے دھر جائے سر　　جان اتنا کوئی جی رکھتا نہیں

تیری وحشی نگہ سے جنگل میں　　بھاگتے پر غزال بیٹھے ہیں

دونوں طرف جو منھ پہ ہیں موجیں سی جاریاں

لہریں ہیں سینے پر شوق کی زلفیں تمھاریاں

حیثیت شعراب مرا ہوا ہے بلند　　شاعروں کو کہو کہ فکر کریں

لبِ شیریں پہ اس کے مرتا ہوں　　زندگی اپنی تلخ کرتا ہوں

یہ سمجھا دو کے دل کے جلنے کی قدر　　نہیں بوجھتی شمع اس کو بجھاؤ

میرا جلا ہوا دل مژگاں کے کب ہے لائق　　اس آبلہ پا کو کیوں تم کانٹوں میں کھینچتے ہو

ہر چند در مثل تصرف جائز نیست زیرا کہ مثل ایں چنیں است کہ "کیوں کانٹوں میں گھسیٹتے ہو" لیکن چوں شاعر را قادر در سخن یافتم معاف داشتم۔

دیکھ مہندی لگی ان ہاتھوں کو　　پھول آ کر لگے ہیں پاتوں کو

تو روزِ وصل میں لے بیٹھے پاس کن کن کو　　یہ راتیں ہجر کی کاٹی تھیں ہم اسی دن کو

چھاتی ترستی ہے کھلتے وس کی گانٹھ　　زر ہو غنچہ کی طرح جس کی گانٹھ

سانپ کی طرح کنڈلی مارے ہے　　زلف تیری ہے کوئی بس کی گانٹھ

نہ جوں زلف تیرہ ہے ہر دل کی آہ　　نصیبوں سے ملتے ہیں بختِ سیاہ

تجھ آنکھوں تلے اندھیرا ہے　　پتلیاں یہ نہیں نین ہیں سیاہ

دل جیسے خط کے سبزے میں کھلیان ہو گئے

پڑتے ہیں ایسے جنگ میں بھی کھیت گاہ گاہ

Marfat.com

(۱)

شرمندہ ہو گئی ہے ترے منھ سے آرسی ۔۔۔ اب پھر کے روبرو ترے ہرگز وہ آئنہ

یار کا جامہ نہیں ہے گا عزیز ۔۔۔ یوسف اپنا پیرہن تہہ کر رکھے

رات اُس زلف کا وہ افسانہ ۔۔۔ قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

آ بنے ہے خدا سے پیری میں ۔۔۔ بُت پرستی ہے اور جوانی ہے

جو کوئی گرا سو آخر تحت الثریٰ کو پہنچا ۔۔۔ ظالم کے گھر کی گلیاں کچھ کم نہیں کوے سے

بے تکلف ہو سبھوں سے وہ ملے ہے سجاد ۔۔۔ دخترِ رز بھی عجب طرح کی مستانی ہے

اگر شعر من می بود پیش مصرع ایں قسم می گفتم ۔ (مصرع)

بے تکلف ہو پیٹھ سر پر چڑھے ہے سجاد

ہاتھ ہی میں لیے ہے طفلوں کے ۔۔۔ یہ تماشے کا دل کھلونا ہے

ٹک ۔۔۔ ھر کر تم سنو نے ۔۔۔ پُرانے دردمندوں کی ہو یہ لَے

بختوں بازی کہیں سجن مل جائے ۔۔۔ لیکن ایسے کہاں نصیب مرے

عشق کی ناؤ پار کیا ہووے ۔۔۔ جو یہ کشتی ترے تو بس ڈوبے

(اگرچہ) ہمہ شعر سبحان اللہ لیکن فقیر را از دیدن ایں شعر تواجد دست ہم می دہد، ازبسکہ از خواندن ایں شعر حظے برمیدارم، می خواہم کہ بہ صد جا بنویسم

تمھیں غیر سے صحبت اب آ بنی ۔۔۔ اسے دوستی ہم سے ہے دشمنی

بتوں کے تئیں کس قدر مانتا ہے ۔۔۔ یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے

جب تک نہیں پہنچتی ترے آستاں تلک ۔۔۔ تب تک ہماری خاک کی مٹی خراب ہے

کچھ یہ سجاد کے جیو پر ہی عجب حالت ہے ۔۔۔ ورنہ دیکھے ہیں میں اس درد کے بیمار کئی

(موہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شیخ ۔۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نو بجے سے کیا اوپڑتی ہے)

---

(۱) حاشیۂ انجمن: آئے : ے : آئے

حاشیۂ پیرس: آئینہ بمعنی نمی آید ۔۔۔ آئے ناہ ۔

Marfat.com

اے صنم زنار پہنی تجھ وفا کے واسطے ورنہ کوئی کافر نہیں ہوتا خدا کے واسطے

عاشقوں کا صنم لہو پی، پی دم بدم تیری تیغ اوگلے ہے

ماہرو بن یہ شمع محفل میں جیسی روشن ہے سب پہ روشن ہے

سرداری اسکی کسی سے نہ ہو یہ ابرو تری ننگی شمشیر ہے

پاؤں جنگل میں دھرنے دیتے نہیں کیا پھپولوں نیں سر اٹھایا ہے

ہرگز آنے نہ دیں گے غیروں کو جان ہر چند ہم گئے ہوں گے

حشمت

میر محتشم علی خاں حشمت تخلص ۔ سید صحیح النسب بود ۔ سپاہی، عمدہ روزگار۔ شاعر خوب فارسی و (شعر) ریختہ فہمیدہ، سنجیدہ (بسیار رنگیں میگفت، چنانچہ ترکیب بند مشہور کہ مثل وحشی گفتہ، شاہد حال ایں مقال است و مرد افتادہ بود) باہمہ (کس) بعجز وانکسار پیش (می آمد)[1] جنسے بود کہ در دل ہمہ کس جاے او خالیست از خاک پاک دہلی (شاہ جہان آباد). بود ۔ در مغل پورہ سکونت داشت. برادر کلانِ او کہ میر ولایت اللہ خاں باشد از مغتنمات روزگار است ۔ دیریست کہ ترک روزگار کردہ خانہ نشین است ۔ گاہے فکر شعر ہم می کند ۔ بر فقیر شفقت و عنایت[3] بسیار می کند ۔ خدا در حفظ خودش (بسلامت) نگاہ دارد ۔ و آں[4] مرد از نامردی روزگار ناہنجار فوراً فوت شد ۔ خدایش بیامرزد (دو سہ شعر بنمونہ طبع عالی آں مرحوم بہ تحریر آمد) از حشمت است:

(۱) انجمن : می آید ۔ شورش میں بھی "می آمد" ہے

(۲) پیرس : بندہ ۔

(۳) پیرس : عنایات بسیار

(۴) پیرس : و میر محتشم علیخاں مرحوم

Marfat.com

نکہت گل نے نہیں جگایا کسے زنداں کے بیچ
پھیر زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ

بہار آئی دیوانہ کی خبر لو — اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

کرم اللہ درد

کرم اللہ خاں درد، ہمشیر زادۂ نواب عمدۃ الملک امیر خاں بہادر است۔ بسیار خوش فکر (و رنگین گو) و[1] عاشق سخن (کہ سخن او) خالی از دردمندی نیست۔ خوب[2] می گوید و خوب می فہمد۔ بندہ بخدمت او رفتہ یک ملاقات کردہ ام، طبع شور انگیزے دارد، مرد خوشیست۔ خدایش زندہ دارد۔ از وست:

مرے سینہ میں ہر یک سانس ہو کر پھانس کھٹکے ہے
خلش دل کی نکل جاوے تو کیا آرام ہو جاوے

سامنے ہوتے رہی پھر نعش نہ پائی دل کی
بٹ گیا نوک سنا پر صف مژگان کے بیچ

فغاں

اشرف علی خاں، فغاں تخلص، کوکہ بادشاہ احمد شاہ (ولد محمد شاہ بود و) داخل ذیل نیجۂ امرایان است۔ بسیار جوان قابل و ہنگامہ آرا۔ شعر ریختہ را بخوبی می گوید (و) گاہے فکر غزل فارسی ہم می کند۔ شاگرد

---

(۱) پیرس : و عاشق پیشہ

(۲) پیرس : الحق کہ خوب می گوید۔ خوب می فہمد و طبع شور انگیزے دارد۔ بندہ ایک دفعہ اتفاق ملاقات شدہ است۔ دا ختلاط بسیار بمیان آمدہ است۔ مرد خوش صحبت، خدایش سلامت دارد۔

Marfat.com

قزلباش خاں مرحوم است

دریں ایام (طبع او بہ لطیفہ گوئی بسیار مایل است)[1] چنانچہ ناگرمل را، کہ دیوان تن و دخیل پادشاہی است، گھی کی منڈی کا سانڈ[2]، گفتہ، (ہر کہ دیدہ باشد فہمیدہ باشد)[3] و حکیم معصوم را در دربار معلّٰی گاو گجراتی نام کردہ۔ ہر کہ حکیم صاحب را بیند۔ داند بندہ بخدمت او بسیار مربوطم۔ از وست (کہ چند شعرش بہ تحریر قلم می آید):۔

(وہ[4] چاہے یا نہ چاہے فغاں آپ چاہیئے
اپنے کہے کو ہاں میرے صاحب نبھائیے)

ساقی نہ میں یہاں آپ سے کچھ چشم تر آیا
دل دیکھتے ہی ابر کو ناچار بھر آیا

آوارہ پریشان و شکستہ دل و بدنام
سُنتے تھے فغاں جس کو وہ آج ہی نظر آیا

شمع[5] رومت راہ دے خلوت میں پروانے کتیں
اے تیرے قربان ہم کیا کم ہیں جل جانے کتیں

مسموع گشتہ کہ روزے اشرف علی فغاں و نواب امیر خاں مرحوم در خدمت بادشاہ محمد شاہ، نوّر اللہ مرقدہٗ، استادہ بودند۔ بادشاہ از راہ شفقت و

(۱) انجمن: طبع او در مائل لطیفہ بسیار است۔

(۲) پیرس: نامش گھی کی منڈی کا سانڈ گذاشتہ۔

(۳) انجمن: ہر کہ دیدہ باشد و فہمیدہ باشد۔

(۴) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

(۵) یہ شعر اور اس سے متعلقہ عبارت انجمن میں نہیں ہے۔

Marfat.com

مہربانی بہ فغاں فرمودند کہ دریں روزہا اگر شعر ریختہ تازہ گفتہ باشی، بخواں۔

فغاں مذکور چوں ایں شعر را تازہ گفتہ بود، بہ عرضِ اقدس اعلا رسانید، بسیار موردِ تحسین گشت۔ نواب امیر خاں گفتند کہ شعر بسیار رنگیں و مضمون روشن گفتہ اید امّا اگر بجائے لفظ "قربان ہم" "بل جائیں ہم" می بود، رتبۂ دیگر داشت۔ چوں حرف "بل جائیں ہم" برائے سوختن پروانہ مناسبات کلی داشت، حضرت ظلِ (سبحانی تحسین)[1] فرمودند و ہمیں حرف مکرر بزبان مبارک خود خواندند "اے تیرے بل جائیں ہم" گویا جان در قالب شعر دمیدہ شدہ۔ غفر اللہ لہٗ)

شکوہ تو کیوں کرے ہے مرے اشکِ سُرخ کا

کب آستیں تری مرے لوہو سے بھر گئی

ایں شعر را مرزا رفیع در غزل خود قطعہ کردہ است و بہ خوب کردہ۔[2]

حاتم

شیخ محمد حاتم، حاتم تخلص۔ از شاہجہان آباد است۔ (و) می گوید کہ من با میاں آبرو ہم طرح بودم۔ مرد نیست جاہل متمکن و متقلع وضع، دیوانہ (مدمغ) غنا ندارد و دریافتہ نمی شود کہ ایں رگ کہن بسبب شاعری است کہ ہیچو من دیگرے نیست یا وضع او ہمیں است۔ (بہر حال) خوب است، ما را بایں ہا چہ کار۔ شعر بسیار دارد (و) دیوانش تا ردیف میم

(۱) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔ یہ اضافہ قیاسی ہے۔

(۲) بیریں: وایں بیت فغاں را سودا یعنی میرزا محمد رفیع سلمہ اللہ تعالیٰ در وجہ خوب کردہ است:

شکوہ کرے ہے کیوں تو مرے اشکِ سُرخ کا

تیری کب آستیں مرے لوہو سے بھر گئی

Marfat.com

(۱) بدست آمدہ بود (پارہ(۲) اشعارش نگاشتہ می شود) بامن ہم آشنائے بیگانہ است،

از دست :-

مثالِ بحر موجیں مارتا ہے   لیا ہے جن نے اس جگ سے کنارا

آزاد کو بھلا ہے رہنا جہاں میں ننگا   ہیگا لباسیوں میں جن نے لباس ننگا

پا نو مست دھر بوالہوس بحر عمیق عشق میں   جان کو ڈوبا ہے یہاں انجان جو آ کر ترا

نال کی سی طرح چاہے تھا کہ بالا دے مجھے

مدعی آخر کو اپنے زور میں آپ ہی گرا

آب حیات جا کے کسو نیں پیا تو کیا   مانند خضر جگ میں اکیلا جیا تو کیا

ہجر میں زندگی سے مرگ بھلی   کہ کہے سب جہاں وصال ہوا

تو نہیں تو کنج تنہائی میں ہے   بوریا کا نقش ہم پہلو مرا

ہر قدم پر سرو پانی ہے سے ہے   جو چلے وہ قامت دل جو مرا

حاتم بیکس کا تجھ بن کون ہے   کون ہوگا جو نہ ہوگا تو مرا

ہائے بے درد سے ملا کیوں تھا   آگے آیا مرے کیا میرا

اگر شعر من می بود، ایں(۳) چنیں می گفتم

مبتلا آتشک میں ہوں اب میں

آگے آیا مرے کیا میرا

پیش گرمی ایں مصرع وخنکی آں شعر روشن است

لیا اُس گلبدن کا ہم نے بوسہ   تو کیا جو ماں رقیبوں نے ہمارا

---

(۱) پیرس : دیدہ شدہ

(۲) انجمن : دپارہ اشعار آں نگاشتہ می شوند

(۳) پیرس : پیش مصراعش چنیں می گفتم

Marfat.com

شاید عمل کیا ہے رقیبوں کی بات پر لب تر دلوں کا چور بھرے ہے چھپا ہوا

نظر آتا تھا بکری سا کیا پر ذبح شیروں کو

نہ جانا میں کہ یہ قصاب کا رکھتا ہے دل گُردا

ان دنوں میں دیکھ کر ہم کو اپھرتے ہیں رقیب

پیٹ ہے ان کا بھرا کل پرسوں مرتے ہیں رقیب

وصف آنکھوں کا لکھا ہم نے گل بادام پر

کرکے نرگس کو قلم اور چشم آہو کی دوات

مے پلا کر راہ کھویا ہے رقیبوں نیں اسے

آوے حاتم کی طرف جب کہ کھومت آوے

چھین لیتے ہیں مرے دل کو نگاہوں کے بیچ

حُسن رہ زن ہے یہ پنجاب کی راہوں کے بیچ

(بات حاتم کا پکڑ پارا تا رو یا شاہ

گرچہ ہے غرق سدا بحر گناہوں کے بیچ)

(تم بنا جان نہیں، جان مرے، جان کے بیچ

تم مگر آکے جلاؤ گے مجھے آن کے بیچ)

ایک دن ہاتھ لگا یا تھا ترے دامن کو

اب تلک سر ہے خجالت سے گریباں کے بیچ

(ہوئی زبان لال ترے ہاتھ سے کھاتے بیڑا

کیا فسوں پڑ (ھ) کے کھلایا تھا مجھے پان کے بیچ)

(آج حاتم سے سجن تم نے بُرا کیوں مانا

کیا خلل اون نے کیا آکے تیری شان کے بیچ)

Marfat.com

(عشق نے چٹکی لی جب آ کے مری جان کے بیچ
آگ سی بریاں کے بیچ)

(زلف و خال و چشم و خط چاروں ہیں دشمن دین کے
حق رکھے ایمان سلامت ایسے کفرستان کے بیچ

(اہل معنی بجز، نہ بوجھے گا کوئی اس رمز کو
ہم نے پایا ہے خدا کو صورت انساں کے بیچ)

(گر عدو میری بدی کرتا ہے خاص و عام میں
میں اسے رسوا کروں گا باندھ کے دیواں کے بیچ)

شعر خوب است لیکن لطیفہ متبادل شید است کہ او در دیوان پادشاہے گفتہ بود،[(۱)] بر روے امیرے کہ نامش از خاطر رفتہ است۔ در دیوان صاحب روا شدم۔ صاحب ہم عزت خود در دیوان من خواہند دید)

کوئی دیتا نہیں ہے داد بیداد کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

سجن نے یاد کر نامہ لکھا اور ہم رہے غافل
بجا ہے معذرت لکھنا ہمیں کاغذ خطائی پر

آج نرگس کا قلم کر کے سجن لکھتا ہوں وصف آنکھوں کا ترے کاغذ بادامی پر

جب سوں تیری نظر پڑی ہے جھلک تب سوں لگتی نہیں پلک سے پلک

دیکھ طور اس دور کا حاتم نیں کی ترک شراب
یاد کر کے سبز رویاں کو وہ اب پیتا ہے بھنگ

در لفظ سبز رویان (ہر صاحب سخن را) تامل کردن ضرور است زیرا کہ[(۲)]

---

(۱) یہ عبارت نسخۂ پیرس میں نہیں ہے۔

(۲) پیرس: چرا کہ

Marfat.com

(ایں لفظ) آشنائے گوش ایں ہیچمداں نیست۔

(ایہام)

خاصے سجن کا ملنا تن سکھ ہے عاشقوں کو

گاڑھے رقیب سارے مرتے ہیں ہات مل مل

دلوں کی راہ خطرناک ہو گئی آیا کہ چند روز سے موقوف ہے پیام سلام

مارا ہے سنگ دل نے دکھا مجکو رنگ سرخ

تعویذ مجھ مزار کا لازم ہے سنگ سرخ

یکرو

یکرو تخلص مردے بود شاگرد میاں آبرو (دگیر) بر احوالش اطلاع ندارم مگر دو سہ مرتبہ در مجالس ریختہ دیدہ ام۔ باآنکہ ہیچمداں فن ریختہ بود و لیکن خود را ہمہ داں می شمرد۔ از وست:

دل پر مرے ہیں داغ ترے ہجر کے کئی
گننے میں جن کے عمر میری سب گذر گئی

پاکباز

میاں صلاح الدین، عرف مکھن، پاکباز تخلص۔ شخصے است گوشہ نشین شاگرد میاں یک رنگ کہ احوالش نوشتہ آمد۔ بسیار کم اختلاط، گویا آشنا شدان رانمی داند۔ پسر میاں شاہ کمال، نبیرہ شاہ بلال، قدس سرہ، است اکثر بورد و وظائف مشغول می باشد۔ در مجمع شاعران ریختہ کہ

Marfat.com

بتاریخ پانزدہم ہر ماہ قرار یافتہ است[1]، اگر دماغ وفا میکند (البتہ) تشریف می آرد۔ مزاجش خالی از وحشت نیست۔ از وست :۔

جلوے تمہارے حسن کے نت ہیں، یہ ہم کہاں
تم تو سجن ہمیشہ ہو، افسوس ہم نہیں

مجھے درد و الم رہتا ہے نت گھیرے میاں صاحب
خبر لیتے نہیں کیسے ہو تم میرے میاں صاحب

بے تاب

محمد اسمٰعیل 'بے تاب' ۔ مرد درویشے بود، شاگرد میاں یک رنگ (مصطفٰی خاں) بسیار مربوط (و) مضبوط الاحوال ۔ دریں ایام بخانۂ جعفر علی خاں می رفت کہ از پشت اسپ بر افتاد و دستش شکست ۔ بیماری دو سہ ماہ کشید آخر از ہماں آزاد مرد[2] ۔ خدا ش مغفرت کند ۔ با فقیر نیز آشنا بودند ۔ از وست :۔

نہ ہوتا اگر کسی سے آشنا دل — تو کیا آرام سے رہتا مرا دل
تڑپ کر مر گئی بلبل قفس میں — پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس میں

یقین

انعام اللہ (خاں) 'یقین' تخلص، شاعر ریختہ، صاحب دیوان (است) از بسکہ اشتہار دارد، محتاج بہ تعریف و توصیف نیست ۔ تربیت کردۂ

---

(۱) پیرس : مقرر است

(۲) پیرس : برحمت الٰہی رفت

Marfat.com

مرزا (جان جاں) مظہر است ۔

پدرش اظہرالدین خان نام دارد۔ باجدش (نیز) در سرہند ملاقات کردہ بودم۔ بسیار آدم (خوب) بامزہ یافتہ (شد) (وبافقیر) بسلوک (وتواضع) پیش آمدہ وضیافت فقیر کردہ۔ تادیر نشستہ صحبت مستوفی داشتم۔ شعر فارسی بطرز (نیکو) می گوید[1]

آدم برسر مطلب، میاں یقیں را مرداں می گفتند کہ مرزا مظہر اورا شعر گفتہ می دہد و وارث شعر[2] ہائے ریختۂ خود گردانیدہ۔ از قبول کردن این (معنی)[3] بندہ[4] را خندہ می آید کہ ہمہ چیز بوارث می رسد الا شعر۔ مثلاً کسے بر شعر پدر خود یا بر مضمون او متصرف شود۔ ہمہ کس او را دزد خواہند گفت تا بہ شعر استاد چہ رسد!

القصہ پردبوچے چند کہ یافتہ است، کہ بارشما نیز می توانم یافت، این قدر برخود چیدہ است کہ رعونت فرعون پیش او پشت، دست بر زمیں می گذارد (و) بعد از ملاقات این قدر خود معلوم شد کہ ذائقۂ شعر فہمی مطلق ندارد۔ شاید از ہمیں راہ مرداں گمانِ ناموزونیت در حق او داشتہ باشند۔ (و) جمع بر این اتفاق دارند کہ شاعری او خالی از نقص نیست۔ چرا کہ شاعر این قسم کم فہم نمی باشد۔

---

(۱) پیرس : می گفت

(۲) پیرس : اشعار

(۳) انجمن : معنیش

(۴) پیرس: فقیر

(۵) پیرس وشورش : شاعری او یقینی نیست ۔

Marfat.com

از شخصے منقول است کہ بخانہ عطیۃ اللہ (خاں) کہ پسر نواب عنایت اللہ خاں مرحوم باشد، (انعام اللہ خاں) یقین نشستہ بود و می گفت: ازاں روزیکہ مرزا دست استادی در سر من داشتہ است، شعر من ترقی کردہ[1] شخص مذکور ایں مصرع نظامی را پیش حضار مجلس بآواز بلند (بر) خواند۔ مصرع:

شد آں مرغ کو خایہ زریں نہاد

حاصل او را بیضہ در کلاہ شکست

و میاں شہاب الدین ثاقب تخلص کہ احوالش نوشتہ خواہد شد نقل می کرد[2] کہ من محض برائے امتحان بخانہ او رفتم و یک غزل طرح کردم۔ من غزل بانصرام رسانیدم و او از مصرعے موزوں نہ شدہ۔ (و) اللہ اعلم۔

(و) میاں محمد حسین کلیم کہ احوالش گذشت، قصیدۂ گفتہ است مسمی بہ روضۃ الشعراء۔ در و نام تمام شعراء را نقل کردہ[3]۔ ازاں جملہ نام ایشاں را نیز آوردہ لیکن بکنایہ غریبے کہ سخن فہم می فہمد۔ و آں اینست:۔

یقین کے شعروں پر ہیں بدگماں بعضے کہ اس کے نہیں
غلط ہے ہم نے بوجھا ہیگا مرزا جان جاناں کو

[4] نام مرزا جانِ جان است و شاعر جانِ جاناں بستہ۔ چوں اکثر عوام نام مرزا از غلطی جانِ جاناں می گویند، شاعر مذکور نظر بر شہرت ہم چنیں موزوں کردہ

(۱) پیرس: از سر من برداشتہ اند، شعر من ترقی نہ کردہ

(۲) شورش: از سر من برداشتہ است، شعر من ترقی کردہ

(۳) پیرس: احوالش

(۴) پیرس: درج نمودہ

(۵) یہ پیراگراف پیرس میں نہیں ہے۔

Marfat.com

اگرچہ نمی بایست کہ گفتگوئے ما باخواص است ۔

(۱۳۱) در بزرگ زادگی وشرافت ونجابت میاں یقین سخنے نیست۔ از خانوادہ بزرگیست[۱]۔ بابندہ ہم آشنائی سرسری دارد۔ از وست :۔

دل میں زاہد کے جو جنت کی ہوا کی ہے ہوس
کوچۂ یار میں کیا سایۂ دیوار نہ تھا

روا اگر دیجئے اس کو بھی تو کچھ عیب نہیں
آئینہ سے بھی گیا کیا دلِ حیراں میرا

یقیں اُس کے دُرِ دنداں کی باتیں جو کیا چاہے
صدف کی طرح دھولے آب گوہر سے دہن اپنا

کیا بدن ہوگا کہ جس کے کھولتے جامہ کے بند
برگِ گُل کی طرح ہر ناخن معطّر ہو گیا

اگرچہ[۲] اکثر شاعران ریختہ را مبدل بند یافتہ ام۔ مبدل می گویند و توارد می نامند گویا کہ ایں شعر استاد درحق ایشاں است

ہر چہ گویند بے محل گویند
در توارد غزل گویند

لیکن شعر یقین لفظاً لفظاً مبدل رائے آنند رام مخلص است کہ گزشت۔ طرفہ تر ایں کہ آں ہم سلیقہ سرقہ کہ بودہ است۔ خدا داند کہ ایں معنی دراصل از کیست شعر این است :۔

---

(۱) بیرس : بزرگ است ۔

(۲) بیرس : شعرائے متقدمین ایں مضمون را بفارسی بستہ اند چنانچہ نوشتہ می شود لیکن معلوم نیست کہ از کیست :۔

ناخن تمام گشت معطر چو برگ گُل
بند قبائے کیست کہ وا می کنیم ما

Marfat.com

ناخن تمام گشت معطر چو برگ گل
بند قبائے کیست کہ وا می کنیم ما

از یقین است ۔

آنکھ سے نکلے پر آنسو کا خدا حافظ یقیں گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا

یقیں سوز و گداز اپنے کو گر اظہار میں کرتا خدا شاہد ہے آتش کا بھی زہرہ آب ہو جاتا

اگر مر کر نہ میں اس شوخ کی خاطر نشاں کرتا خدا جانے وفا میری کی حق میں کیا گماں کرتا

زباں فولاد کی ہو جب جواب کوہکن دیوے ستم ہوتا اگر پرویز کو عشق امتحاں کرتا

سے کہتے ہیں کہ تسخیریں آئینہ کو آتی ہیں دل سے نہ ہوا جو کام آئینہ سے کیا ہو گا

نہ دیتا عیش کی خسرو کو فرصت قصر شیریں میں
جو میں ہوتا تو جائے شیر جوئے خوں رواں کرتا

ہائے پیارے دل اپنا گیا گور میں یقیں اس جنس کا جہاں میں کوئی قدرداں تھا

عاشق اور معشوق کی عالم سند کرتے ہیں سب
تجھ سے خونخواری کی طرز اور مجھ سے غم کھانے کی طرح

اب جو اڑ بیٹھیں قفس کے بام پر مقدور نہیں حیف ہم آگے نہ بوجھے اپنے بال و پر کی قدر

کیا کروں مژگان تر کے ابر نے ڈالا ہے شور
آج بادل بے طرح امنڈے ہیں یہ برسیں گے زور

خال گورے مکھ کا لیتا ہے مرے دل کو چرا
اس نگر میں چاندنی راتوں کو بھی پڑتے ہیں چور

دل نہیں کھنچتا ہے بن مجنوں بیاباں کی طرف
خوش نہیں آتا نظر کرنا غزالاں کی طرف

اس ہوا میں رحم کر ساقی کہ بے جام شراب دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے باراں کی طرف

Marfat.com

ہمارے درد کی دارو اگر کچھ ہے تو دارو ہے
یہ سب سُن کے ساقی بات پی جانے کا کیا حاصل

جب دیکھتا ہوں تنہا تجھ کو سجن چمن میں
کس کس طرح کی باتیں آتی ہیں میرے من میں

مجنوں کی خوش نصیبی کرتی ہے داغ مجھ کو
کیا عیش کر گیا ہے ظالم دِوانہ پن میں

اگر بجائے خوش نصیبی، خوش معاشی می گفت، ایں شعر بسیار بامزہ می شد۔

خوباں یقیں کو معذور اب تو رکھو کہ اس کے
لوہو نہیں جگر میں آنسو نہیں نین میں

دوبارہ زندگی کرنا مصیبت اس کو کہتے ہیں
پھر اُٹھنا بے وفا غول کا قیامت اس کو کہتے ہیں

نہ گزرا ہوگا مجھ سا کوئی رنگیں باؤلے پن میں
گریباں آ پڑا ہے پھٹ کے گل کی طرح دامن میں

یقیں سے جلتے بلتے کی خبر کیا پوچھ کر لوگے
پڑا ہوگا دیوانہ سوختہ سا کنج گلخن میں

کرتا ہے کوئی یارو اس وقت میں تدبیریں
مرتا ہے یہ دیوانہ اب کھول دو زنجیریں

وہ ناخن ابروِ خوباں سے خوشنما تر ہے
کسو کے کام کی جس سے کوئی گرہ وا ہو

خواب میں کس طرح دیکھوں تجھ کو بے خوابی کے ساتھ
جمع آسائش کہاں ہوتی ہے بے تابی کے ساتھ

مفت نہیں لیتے وفا کو شہر خوباں میں یقیں
کس قدر بے قدر ہے یہ جنس نایابی کے ساتھ

زنجیر میں زلفوں کے پھنس جانے کو کیا کہیئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیئے

اگرچہ عشق میں آفت ہے اور بلا بھی ہے
نرا برا نہیں یہ شغل کچھ بھلا بھی ہے

Marfat.com

اس اشک و آہ سے سودا بگڑ نہ جائے کہیں

یہ دل کچھ آب رسیدہ ہے کچھ جلا بھی ہے

یہ کون ڈھب ہے سجن خاک میں ملانے کا

کسی کا دل کبھی پانوں تلے ملا بھی ہے

ایک پل بھی نہیں ٹھہرتا ہائے آنسو کی طرح — اس دلِ بے تاب کو کوئی تسلی کیا کرے

وصل کی گرمی سے مجھ کو ضعف آتا ہے یقیں — دیکھئے مجھ ساتھ خوبوں کی جدائی کیا کرے

اس بسنتی پوش سے آغوش رنگیں کیجیے — جیو میں ہے اس مصرع موزوں کو تضمیں کیجیے

مرنے سے عشق کے دوزخ بھی اس فرقہ کے جنت ہے

خدا ہم کو کرے محشور امت میں محبت کے

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہوں

مری فریاد ہی شاید مری فریاد کو پہنچے

دیوانہ ہوں میں اپنے جیو سے مجنوں کے سلیقہ کا

مزے لے لے کے مرنے کی طرح فرہاد کیا جانے

یار اگر منظور ہے دنیا و عقبیٰ سے گزر — منزلِ مقصود ہے دونوں جہانوں کے پرے

مجھے یہ بات خوش آئے ہے اک مجنونِ عریاں سے

کیا کہیے کہاں تک چاک ہم گزرے بیاباں سے

فقیر نیز یک شعر دارد قریب ہمیں معنی و باعتقاد خود مراتب ازیں شعر (۱)
بہتر می داند۔ این است ۔

چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے — اب گریبان ہی سے ہاتھ اٹھایا ہم نے

از یقین است ۔

---

(۱) پیرس: فقیر نیز یک شعر گفتہ است قریب ہمیں معنی و با اعتقاد خود مراتب شعر خود را بہتری داند و آں این است ۔

Marfat.com

نہ دے برباد خارِ آشیاں کو عندلیباں کے
صبا تو بھی ہوا خواہوں میں ہے آخر گلستاں کے
تک ایک انصاف کر کرتا ہے اتنی بھی جفا کوئی
کرے گا بعد میرے کس توقع پر وفا کوئی

ثاقب

میاں شہاب الدین ثاقب تخلص۔ مردے درویشے است، متوکل، شاگرد میاں آبرو۔ اکنون[1] شعر خود را پیش خاں صاحب سراج الدین علی خاں می آرد۔ از چندے بوطن خود رفتہ (است) کہ از مضافات بارہ است۔ با فقیر آشنائی بسیار داشت (غرض) تحفۂ روزگار است[2]۔ در ہمہ چیز دست[3] دارد و ہیچ نمی داند۔ حاصل مردے[4] خوبے است، زندہ[5] باشد۔ از وست:

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا
یہ کون مر گیا ہے کس کا ہے یہ جنازا

---

(۱) پیرس: درین ولا

(۲) پیرس: بود

(۳) پیرس: در ہمہ چیز دست داشت و ہیچ نمی دانست

(۴) پیرس: مرد خوب

(۵) پیرس: خدا زندہ دارد۔

Marfat.com

(۱)
[مخفی نماند کہ شاعران سمت ملک دکن اکثر بے رتبہ اند، مگر بعضے چنانچہ ولی محمد کہ صاحب دیوان مشہور و معروف است و سید عبدالولی عزلت و سراج و آزاد کہ ہمعصر ولی بود و عارف علی خاں عاجز کہ سر رشتہ مربوط گوئی بدست ایشاں افتادہ است و باقی ہمہ درست حرف زدن نمی دانستند تا بہ شعر گوئی چہ نسبت۔ لہذا بر اشعار اکثر آنہا اکتفا کردہ نوشتہ می آید]

(۱) نسخۂ انجمن میں یہ پوری عبارت مبہم ہے اس لئے اس سے صرف نظر کرنا ہی بہتر سمجھا گیا

Marfat.com

ولی

ولی (محمد ، ملک الشعراء) شاعر ریختہ (زبردست) صاحب دیوان) از خاک اورنگ آباد است ۔ می گویند کہ در شاہ جہان آباد دہلی نیز آمدہ بود ۔ بخدمت[1] میاں (شاہ) گلشن صاحب رفت واز اشعار خود پارۂ خواند ۔ میاں صاحب فرمود (ند کہ) این ہمہ مضامین فارسی کہ بیکار افتادہ اند[2] ، در ریختہ (ہاے) خود بکار[3] ببر از تو کہ محاسبہ خواہد گرفت (و تحسین و توصیف فرمودند) از کمال شہرت احتیاج (بہ) تعریف ندارد[4] و احوالش کما ینبغی معلوم من[5] نیست ۔ از وست :

نہ پوچھو عشق میں جوش و خروشِ دل کی ماہیت
برنگِ ابر دریا بار ہے رومال عاشق کا

اس کے قدم کی خاک میں صد حشر ہے نجات
عشاق کے کفن میں رکھو اس عبیر کو

غرورِ حسن نے تجھ کو کیا ہے اس قدر سرکش
کہ خاطر میں نہ لاوے تو اگر تجھ کو ولی آوے

خبرداری سے اس معشوق کے کوچہ میں جا اے دل
کہ اطرافِ حرم میں ہے ہمیشہ ڈر حرامی کا

---

(۱) پیرس : و در خدمت

(۲) پیرس : افتادہ بودند

(۳) پیرس : بردہ ای

(۴) پیرس : نیست

(۵) پیرس : فقیر

Marfat.com

اے غنچہ نہ کر تو فخر یہ دل   تکمہ ہے سجن کی بجتری کا

اے چھوڑ کے یار کیونکے جاوے   زخمی ہے شکار کیونکے جاوے

(جب لگ نہ ملے شراب دیدار   انکھیاں کا خمار کیونکے جاوے)

دیکھ کر تجھ نگاہ کی شوخی   ہوشِ عاشق رمِ غزال ہوا

اور مجھ پاس کیا ہے دینے کو   دیکھ کر تجھ کو روہی دیتا ہوں

کیا غم ہے اس کو گرمیٔ خورشید حشر سے   بختِ سیاہ جس کے سر اوپر ہے سایہ بال

مت راہ دسے رقیب سیہ رو کو ایک بار   ڈرسے ہزار بار بلائے مہیب سے

دشمنِ دیں کا دین دشمن ہے   راہزن کا چراغ رہزن ہے

آغوش میں آنے کی کہاں تاب ہے اس کو   کرتی ہے نگہ جس تنِ نازک پہ گرانی

کہاں ہے آج یارب جلوۂ مستانہ ساقی

کہ دل سے تاب جی سے صبر سر سے ہوش لیجاوے

عالم میں ترے ہوش کی تعریف میں کی ہے   ایسا تو نہ کر کام کہ مجھ پر سخن آوے

سُن دلی رہنے کو دنیا میں مقام عاشق   کوچۂ زلف ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

جلد چل ٹک عشق کی راہ میں گر تا پہنچے کہیں

کاہلی کو رہ نہ دے سالک کہ منزل دور ہے

پہنچتا ہے یہ دل کو ہر جاگہ   غم ترا روزئی مقدر ہے

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شبِ خلوت میں دلبر سے

سوال آہستہ آہستہ، جواب آہستہ آہستہ

کیونکر سیری ہو حُسن سے تیرے   دھوپ کھانے سے پیٹ بھرتا نہیں

اے جان دلی وعدۂ دیدار کو اپنے   ڈرتا ہوں مبادا کہ فراموش کرے تو

یک دل نہیں آرزو سے خالی   بر جا ہے محال اگر خلا ہے

Marfat.com

گناہوں کے سیہ نامے سے کیا غم اس پریشاں کو
جسے وہ زلف دست آویز ہو روز قیامت میں

عزلت

سید عبدالولی سلمہ اللہ، عزلت تخلص - از (بندر) سورت اند (و) خلف الصدق حضرت سید سعد اللہ، قدس سرہ سورتی کہ مستفید(۱) عالمگیر (بادشاہ) بودند۔ درویش وضع، عالم فاضل، بزرگ متوکل۔ مشق شعر فارسی(۲) ہم کردہ اند (صاحب دیوان فارسی اند، الحاصل مجموعۂ فضل و کمال اند) لیکن مزاج او شان میلان ریختہ بسیار دارد۔ تازہ(۳) وارد ہندوستان کہ عبارت از شاہ جہان آباد است، شدہ اند۔ نسبتے تمام بسخن دارند۔ از اسالیب کلام شان واضح می گردد کہ بہرۂ بسیارے(۴) از دردمندی دارند۔ بایں ہمہ کمالِ ایں قدر دعوت مشرب ہم رسانیدہ اند کہ در ہر رنگ چوں آب تنا آمیزند۔ با فقیر (بسیار محبت دارند، و) جوششہا می کنند۔ مرد با استقامت اند، خدا(۵) ایشاں را سلامت دارد۔ از وست:-

فقیروں سے نہ ہو بیرنگ لالا فصل ہولی میں
ترا جامہ گلابی ہے تو میرا خرقہ بھگوا ہے

(۱) پیرس : مرشد

(۲) پیرس : شعر فارسی بسیار خوب و مربوط می گویند

(۳) پیرس : از چندے وارد ہندستان

(۴) پیرس : وافی

(۵) پیرس : حق تعالی بسلامت دارد۔

Marfat.com

جس خوش نگہ کو پہنچوں غفلت کی نیند لیوے
میں خفتہ بخت شب کا افسانہ ہو رہا ہوں

اس کو پہنچی خبر کہ جیتا ہوں
کسی دشمن سیتی سنا ہوگا

عزلت گماں یوں تھا کہ جل کر ہوا ہے راکھ
پھر دود آہ دل نیں مرا دیدہ تر کیا

بندے ہیں تیری چھب کے مرسے جمال والے
سب گل سے گال والے سنبل سے بال والے

اے بلبل اتنی رو کے دعا ہر سحر تو نہ مانگ
حق تیری آہ سرد چمن کی صبا کرے

نہ پوچھو یہ بگولا ہے مرا ہم قول صحرا میں
یہ قبر حضرت مجنوں ہے ڈانواڈول صحرا میں

ہوئے لیلےٰ کے سرچڑھا اشک مجنوں نیل کے ٹپکے
یہ موتی خاک لیتا نہیں کوئی مول صحرا میں

بیاباں کے گلوں سے بوئے رنگ درد آتی ہے
اری بلبل چمن سیں دل اٹھا آ بول صحرا میں

نخل امید بے وفاؤں سے
دل سلامت پھرے تو پھل پایا

صحیح(۱) اپنا مرض الفت کا جب میں عرض کرتا ہوں
چلے دل کی تشفی کو مجھے آنکھیں دکھاتا ہے

کیا گرم ہو دیتا ہے جواب خنک اسے یار
تاب اپنے دم سرد کی نہیں دل کو ہمارے

---

(۱) پیرس : صریح

Marfat.com

چین ابروئے سجن میں میرا جیو اُلجھا ہے
دل کھلے گر کبھی دونوں میں گرہ پڑ جاوے

دل میں رندوں کے پھپھولا ہوا عمامۂ شیخ
یارب اس بزم سے یہ زہر کا ٹکڑ جائے

سدھارے گل کہاں سونے پڑے ہیں گلستاں اپنے
گئی ہیں بلبلیں کیدھر جلا کر آشیاں اپنے

نہ پوچھو یہ کہ کیفی چشم یہ سُرمہ نے گھیری ہے
گریباں گیر ظالم بےسخن فریاد میری ہے

تجھ قبا پر گلاب کا لوٹا
دل بلبل گویا ابھی ٹوٹا

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا
سوائے بےکسی اب اور آشنا نہ رہا

آزاد

آزاد تخلص، ہمعصر ولی بود۔ بسیار بصفا حرف می زد۔ ازوست۔

آئیں جہاں کی ساری آزاد صفتیں پر
جس سے کہ یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

سراج

(میاں شاہ) سراج۔ در اورنگ آباد شنیدہ می شود۔ شاگرد سید حمزہ (است) (و) ہمیں قدر از بیاض سید[1] مسطور مستفاد می گردد۔ سخن او خالی از مزہ نیست۔ ازوست

تم پر فدا ہیں سارے حُسن و جمال والے
کیا خط و خال والے، کیا مصاف گال والے

---

(۱) پیرس : سید عبدالولی صاحب

Marfat.com

(مجھ زرد رنگ اوپر غصے سے لال مست ہو
اسے سبز شال والے اودھی) رومال والے

پی بن مجھ آنسوؤں کے شراروں کی کیا کمی
جس رات چاند نہیں ستاروں کی کیا کمی

نہیں ہے تاب مجھے سامنے ترے جاناں
کہاں سراج کہاں آفتاب عالمتاب

رفوگر کو کہاں طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے
اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر میں آجاوے

ہے تجھ آنکھوں کے گرفتاروں میں دل
کیوں نہ ہو مشہور بیماروں میں دل

شعلہ خو جب سے نظر آتا نہیں
لوٹتا ہے تب سے انگاروں میں دل

مجھ پریشاں کی طرف پھر کیونکے آسکے
ہے ترے گیسو کے ہکاروں میں دل

عجب وہ سرو گلزار ادا خوش قد ہوا واقع
پر بلبل نہال گل کو دست رد ہوا واقع

ہائے رہ گئی دل میں وانگیریوں کی آرزو
سبزۂ تربت مرا ہے پنجہ گیر ہنوز

نہیں حقیقت میں حسن و عشق جدا
طوق قمری ہے طرۂ شمشاد

مدت سے گم ہوا دل بیگانہ اے سراج
شاید کہ جا پڑا ہے کسی آشنا کے ہات

شکر للہ ان دنوں تیرا کرم ہونے لگا
شیوۂ جور و ستم فی الجملہ کم ہونے لگا

نہیں ہوا اس شمع رو کے عشق میں داغ ایک سراج
ہیں وہ حسن آتشیں کے ایسے پروانے کئی

تجھ بھواں کے زخم کی لایا ہے تاب
خوب جا بہلا ہے تلواروں میں دل

ہے قیامت چشم و ابرو خط و خال
قید کیوں کرتے ہو لاچاروں میں دل

گلبدن شاید نظر آوے سراج
رات دن پھرتا ہے بازاروں میں دل

نہ بوجھو آسماں پر تم ستارے
ہماری آہ کی چنگاریاں ہیں

نہ جانوں آج کی شب کیوں کٹے گی
مری آنکھوں میں پلکیں آریاں ہیں

Marfat.com

(کبت بحر سراج)

مخمور چشموں کی تبرید کرنے کو شبنم ہے سرد آبشوروں کی مانند
روپے کی تھالی سفیدی کا ہے نرگس کی زردی ہو زر کے کٹوروں کی مانند
دل کے خزانے سیں شاید لے جاوے گا جی کے جواہر کو عیاریوں سیں
ہر دم خیال اوس کا آتا ہے انکھوں کے روزن سیں چھپ چھپ کے چوروں کے مانند

عاجز

عارف علی خان عاجز تخلص۔ دہ دوازدہ سال شدہ باشد کہ در شاہجہان آباد تشریف داشت۔ بندہ شور او[1] شنیدہ بودم (لاکن بخدمت او نرسیدہ ام)[2] از چندیں بسمت دکن رفتہ۔ اکنوں[3] از زبان سید مذکور بوضوح می پیوندد کہ در برہان پور است۔ دیگر بر حسب و نسبش اطلاع ندارم۔ زبانش بزبان او یاشان است[4] (خوب می گوید) اکثر ریختہ در بحر کبت می گوید۔ (چند ے از و نوشتہ می شود و اکثر[5] قافیہ ہائے نامربوط را خوب موزوں می کند) از وست:

(ہماری آہ کو لستا نہ سمجھو ہے بل بند — وہ گرز ہے کہ جو توڑے فلک کے ساتوں کھنڈ
تمہارے قد کے مقابل ہے سرو یوں بے ڈول — نہال سر و کے لگ گئے ہے جوں درخت ارنڈ
ترے کلام سے دل کیوں نہ کانپے اے ناصح — کہ تیری تیغ نصیحت ہے زہر سے کھنڈ

(۱) پیرس: فقیر شور او را

(۲) پیرس: حالا مدت است کہ طرف دکھن رفتہ است

(۳) پیرس: اکنوں از زبانی سید عبد الولی صاحب شنیدہ کہ در اورنگ آباد است

(۴) پیرس: می ماند

(۵) پیرس: واکثرے در بحر ..... وکبت ریختہ می کند۔

Marfat.com

ترے رنگِ تبسم سے بتوں کو دانت گلتی ہے
ترے عارض کے تل سے گُل رُخوں کو تاب ملتی ہے

ہماری آہ کے نیزے سے اے ظالم حذر کریو
کہ افلاک اُس کے زہر آلود انی کے آگے چھلنی ہے

کہاں سے قافیہ لالا کے اپنے شعر میں ڈالا
نہیں عاجز دل میں تیرے داغ یا توں شیخ چلی ہے

میرے سینے میں جب سے داغ ہجر ماہ سیما ہے
خراش زخم ناخن سے ہلال کنج بر ایما ہے

اشارے جب سے دیکھے ہم نے اُوس کے تیغ ابرو کے
ہمارا دل تو تب سے لخت لخت اور قیمہ قیما ہے

خیال اُوس اچپلی کا کیونکہ پاویں دل میں ہم عاجز
کہ جس کے ناز کے توسن کے آگے برق دھیما ہے

نہ جانے دل خیال حلقۂ زلفوں میں ہے کس کے
کہ جی جاتا ہے میرا یار ہردم مشک سا بس کے

تری آنکھوں کے وصف اے خوش نگہ جب خوب لکھتا ہوں
قلم کو ڈال کر لیتا ہوں چن چن پھول نرگس کے[1]

مینہ کے برسنے کی یاد چلی ہے اب آنکھوں سے جان بن آنسو چلیں گے
درد کے نیساں کے گوہر غلطاں تو مٹی میں کنکروں سے آہ رلیں گے

تخت جنوں مرا وحشی دیوانوں نے سر پر اُٹھائے ہیں شوروں سے عاجز
اب میاں مجنوں بولوں کی مورچھلوں کو خرابی سیں آپ ہی جھلیں گے

---

(۱) صرف آخری دو شعر نسخۂ انجمن میں ملتے ہیں جو نسخۂ پیرس سے غیر حاضر ہیں، باقی اشعار نسخۂ پیرس سے نقل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

ضیا

(مرزا عطا بیگ ضیا تخلص[1] ۔ در اورنگ آباد خجستہ بنیاد سکونت دارد و از قبل ازیں مشق سخن از شاہ سراج می گرفتند، حالیا از میر غلام علی آزاد افادہ حاصل می نمایند۔ احوالش کما حقہ معلوم نیست لکن از بیت کہ مسموع شد ظاہر می گردد کہ خوش فکر اند، بیت:

پھول کے مونھ پر ستم سیں مارمت دم اے سموم
یہ چراغ خانۂ بلبل ہے، گُل ہو جائے گا)

احمد گجراتی[2]

احمد گجراتی .. از دست:

ہوئے دیدار کے طالب خودی سے خود گزر نکلے
نہ پائی راہ دانش میں خسرو شاں بے خبر نکلے

نشاں[3] بے نشاں ہم ملک یک رنگی میں پاتے ہیں
خبر چھوڑی دوئی کا ہم نے جب سے ست نگر نکلے

بھرے دو مین کے جھگاں جھوری ساتھ لے توشہ
کمر ہمت سے باندھے ہو ریت کی بات پر نکلے

---

(۱) انجمن میں اس شاعر کا ترجمہ نہیں ہے۔
(۲) نسخۂ انجمن میں "احمدی" ہے۔ مولوی عبدالحق صاحب نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ احمد صحیح ہے۔ کاتب نے "ی" کا اضافہ کیا ہے۔ اب اس نسخے سے ان کے خیال کی تصدیق ہو جاتی ہے۔
(۳) پیرس: نشاں بے نشاں پانے چلیں ہیں ملک یک رنگی
خبر سر پاؤں کی چھوڑی دوئی کا ست نگر نکلے

Marfat.com

نین کے ہاتھ کھپر لے، پھیریں درسن کی بھیکیاں کو
نہ پائی ایک در پر بھی بھکاری در بدر نکلے

رہے نادر خیالاں میں، ملے شوریدہ حالاں میں
ہوئے صاحب کمالاں میں کدھر سے آکدھر نکلے

قاسم مرزا

(از) قاسم مرزا - اوہم ہمیں (قسم و ہمیں قافیہ) غزل گفتہ است۔ معلوم نیست کہ کجائی بود:

گلے میں سر کی لٹ سیلی سوال ہے خال کا دانا
ہوئے جوگی تو کیا یاں واں جدھر نکلے، تدھر نکلے

شعوری

شعوری[1] جالاپوری - از وست

برسات میں نہ دیکھا نظر بھر کہ آفتاب
روشن ہے یہ کہ عاشق ہوا تجھ پر آفتاب

فضلی

فضلی[2] - فضلی راست - مثنوی ایں ہم یک نظر دیدہ ام۔ شاعر خوبے نبود:

---

(۱) نسخۂ پیرس سے شعوری کا ترجمہ غیر حاضر ہے

(۲) نسخۂ پیرس میں فضلی کا ترجمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

رکھا ہوں یتم جاں جاناں تصدّق تجھ پہ کرنے کو
کیا سب تن کوں درپن اجھوں درسن نپائے ہوں

ربط بین المصرعین ایں شعر سبحان اللہ عجب ربط چھپانی است کہ مطلق معلوم نمی شود کہ چہ می گوید و چہ ارادہ کردہ است۔

صبائیؔ

صبائی احمد آبادی۔ ازوست :۔(۱)

زر سے ہے آشنائی، زر سے ملے ہے بھائی
زر نہیں تو ہے جدائی دنیا جو ہے سوز ر سے ہے

محمودؔ

محمود(۲)۔ ازوست :۔

لوگاں کہیں پتھر سے کچھ سخت نہیں لیکن
جو کوئی پیا سے بچھڑا وہ سخت ہے پتھر سے
محمود تجھ میں دستا پورا ہنر دِنا کا
ہے کیا عجب جو بھاوے تو ہر کو اس ہنر سے

سالکؔ

سالک(۳) ۔ازوست :

(۱) نسخۂ پیرس میں صبائی کا ترجمہ نہیں ہے۔
(۲) نسخۂ پیرس میں محمود کا ترجمہ نہیں ہے۔
(۳) نسخۂ پیرس میں سالک کا ترجمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

پہروں بے ہوش ہوکر ہیں برہنہ پا بدل تیرے
یقیں بوجھوں تمن پیارے کہ سالک کو لبھایا ہے

ملک

ملک[۱]، از دست :

تن من فدا کردں، اس ہشیار ساقی پر
یک قطرہ مے چکھا کر جن بے خبر کیا ہے

لطفی

لطفی[۲]، از دست :

تجھ عشق کی اگن سے شعلہ ہو جل اٹھا جیو — دل موم کے نمونے گل گل پگھل گیا ہے
جیو کا چمن جلا سو جلتی انگار لے کر — اکلا کے آگ دینے میسو جنگل گیا ہے
میں عشق کی گلی میں گھائل پڑا تھا تس پر — جوبن کا ماتا آکر مجکو کھنڈل گیا ہے

فخری

فخری[۳] :۔

دیکھوں میں جب تجھے تو چکا چوند لگ رہے
ہرگز کنے نہ دیکھا نظر بھر کر آفتاب

---

(۱) نسخۂ پیرس میں ملک کا ترجمہ نہیں ہے

(۲) نسخۂ پیرس میں لطفی کا ترجمہ نہیں ہے۔

(۳) نسخۂ پیرس میں فخری کا ترجمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

ہاشم

ہاشم (۱) :

دکھن ہور ہند کے دلبر ہمن سے بے حجاب اچھتے
کر کھڑے چاند سے پر حسن کے خط پیچ و تاب اچھتے

ہاتفی

ہاتفی (۲) :-

تیری انکھیاں ہور زلف سے کافر ہوا سارا جہاں
اسلام ہور تقویٰ کہاں، زہد اور مسلمانی کدھر

اشرف

اشرف (۳) :

پیا بن میرے تیں بیراگ بھایا ہے جو ہونی ہے سو ہو جاوے
بھبھوت اب جوگیوں کا رنگ لایا ہے جو ہونی ہو سو ہو جاوے

غواصی

غواصی (۴) :-

جو کوئی اُس مزرعِ دل پر برہ کا بیج بوتا ہے
تو ہرگز اس کے بستاں میں گل امید ہوتا ہے

---

(۱) نسخۂ پیرس میں ہاشم کا ذکر نہیں ہے۔

(۲) نسخۂ پیرس میں ہاتفی کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) نسخۂ پیرس میں اشرف کا ذکر نہیں ہے۔

(۴) نسخۂ پیرس میں غواصی کا ذکر نہیں ہے۔

Marfat.com

خوشنود

خوشنود[1] :-

سب رین جاگے سحر پڑھ تو بھی سجن آیا نہیں
جب جب کے دیکھی باٹ میں درشن کو دکھلایا نہیں

جعفر

جعفر[2] :

غمزیاں سوں دیکھو شوخ مجھے مار کر چلے
مجروح تسن پہ راہ منیں ٹھار کر چلے

عبدالرحیم

عبدالرحیم[3] :

آیا فراق اب پیو کا سُدھ بدھ گنوا مجنوں کیا
جس باٹ وہ لیلےٰ گئی، اس باٹ مجھ جانا پڑا

عبدالبر

عبدالبر[4] :

سجن کے ہجر کا نیزا جگر کے بیچ لاگا ہے
نہ چونکے کیونکے اب طالع کہ سنوا نپہ جاگا ہے

---

(۱) نسخۂ پیرس میں خوشنود کا ذکر نہیں ہے

(۲) نسخۂ پیرس میں جعفر کا ذکر نہیں ہے۔

(۳) نسخۂ پیرس میں عبد الرحیم کا ذکر نہیں ہے ۔

(۴) نسخۂ پیرس میں عبد البر کا ذکر نہیں ہے۔

Marfat.com

عزیز اللہ

(۱)
عزیز اللہ

غزلے گفتہ است کہ تمام اولیا را در وذکر کردہ است۔ مقطعش اینست:

مجھ نوجوان میں کیا سکت بولوں جو ولیاں کے صفت
عاجز عزیز اللہ اوپر دکھن کے سب پیراں مدد

سعدی

(۲)
سعدی دکھنی۔ آنچہ بعض ایں را شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ گماں بردہ اند،

خطا است۔ از وست:

ہمنا تمن کو دل دیا تم نے لیا اور دُکھ دیا
تم یہ کیا، ہم وہ کیا، ایسی بھلی یہ ریت ہے

دونین کے کھپر کروں، رُو رُو بخون دل بھروں
پیش سگ کو یت دھروں، پیاسا نجانے میت ہے

سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ
در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

بیچارہ

(۳)
بیچارہ:

پیہ سے جدا ہونا نہ تھا، چاہا خدا کا یوں اتھا
جز صبر اب چارہ نہیں، بیچارہ ہو رہنا پڑا

---

(۱) نسخۂ پیرس میں عزیز اللہ کا ذکر نہیں ہے۔

(۲) نسخۂ پیرس میں سعدی کا ذکر نہیں ہے

(۳) نسخۂ پیرس میں بیچارہ کا ذکر نہیں ہے

Marfat.com

حسن

حسن[۱] :

جب تے سفر پی نے کیا تب تے غریب آوارہ ہوں
پی بیگ تے آنا کریں یا مجکو لیں بلوائے × کر

حسیب

حسیب تخلص، احوالش معلوم نیست۔ از بیاض سید (عبدالولی) صاحب مذکور نوشتہ شدہ:

(گلبدن پھول کی مت توڑ کے ڈالی آرے
دیکھ ابھی شور کریں بلبل و الی آرے[۲])

داؤد

مرزا داؤد[۳]۔ داؤد تخلص می کند، شاگرد سید صاحب است۔ ایں قدر ہم از زبان سید صاحب بہ تحقیق رسیدہ۔ اللہ اعلم۔ بارے مصرعے را درست، موزوں می کند۔ از دوست:

زلف دلبر سے مجکو سودا ہے
خلق کہتی ہے تجکو سودا ہے

میر میران

میر میران صاحب کہ سید نوازش خاں خطاب دارد و بھید[۴] تخلص اوست[۵]

---

(۱) نسخۂ پیرس میں حسن کا ذکر نہیں ہے۔
(۲) انجمن : گلبدن پھول کی مت لڑکے ڈالی اڑے   دیکھ ابھی شور کریں بلبل و مالی اڑے"
(۳) نسخۂ پیرس میں مرزا داؤد کا ذکر نہیں ہے۔
(۴) شروانی : سید   شورش : فہید
(۵) پیرس : می کند

Marfat.com

ہمیں قدر معلوم می شود ۔ (ہمیں دو بیت شنیدہ شد)

آہ گر باغ سیں وہ سرو خراماں گزرے
اشک قمری سے گلستان میں طوفاں گزرے

بسکہ ہے آتشِ غم تیز در دنے میں مرے
ناوک ناز ترا دل سے نہ سوزاں گزرے

تجرّد

میر عبد اللہ تجرد (تخلص، مرد طالب علم است) سید عبد الولی (صاحب) می گویند کہ شاگرد نست ۔ از وست :-

تجھ رو میں لطف ہے سو ملک کو خبر نہیں
خورشید کیا ہے اس کی فلک کو خبر نہیں

یونس

حکیم یونس ۔ احوال او معلوم نیست (کہ کجا ذی بود) از بیاض سید صاحب (معزی الیہ) نوشتہ شدہ :

صبح جب گلشن سے وہ گل رو گیا　　باغ سے باہر نکل گل رو گیا
ہے معطر اب تلک صحن تمام　　اس زمیں اوپر کوئی گل بو گیا
سو گیا جن نے جگایا تھا مجھے　　بخت [illegible] تھا سو گیا

(موزوں) خواجم قلی خاں

نواب[1] خواجم قلی خاں ۔ منصب ہفت ہزاری صوبہ داری برہان پور است

---

(۱) نسخہ پیرس میں نواب خواجم قلی خاں کا ذکر نہیں ہے

Marfat.com

از معتقدان سید صاحب است :

موزوں نہیں راہ عشق میں پھر اب قدم رکھا
ہے مصلحت سے دور نجانوں کرے گا کیا

باقر حزیں

میر محمد باقر[۱] حزیں تخلص، شاعر ریختہ است، صاحب دیوان، از نصیریان[۲] مرزا جان جاں مظہر شنیدہ می شود کہ بہ بنگالہ رفت[۳]۔ دیگر احوالش تحقیق نمی گردد، ازوست :

اس بے وفا کے عشق میں کچھ مجکو جس نہیں
پانوں تلک بھی ہائے مجھے دسترس نہیں
(جس دن سے ہم سُنا ہے کہ آخر ہوئی بہار
اُس دن سے چھوٹنے کی ہیں کچھ ہوس نہیں
ویراں ہوئے خزاں سے چمن یہاں تلک کہ ہم
چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار وخس نہیں
بلبل پُکارتی تھی اسیران گُل کے ساتھ
آئی بہار ہائے چمن میں قفس نہیں
توفیق دے کہ شور سے یکدم بھی چپ رہے
آخر میرا یو دل ہے الٰہی جرس نہیں
کیا ان دنوں میں دھوم مچاتے تھے اب کے سال
جاتی ہے یوں بہار حزیں ہائے بس نہیں

(۱) پیرس : محمد علی کاتب کا سہو معلوم ہوتا ہے
(۲) پیرس : انصاریان (۳) پیرس : رفتہ است (۴) نسخۂ انجمن میں صرف پہلا شعر ہے۔

Marfat.com

یاد اب کیوں کر نہ آوے مجکو اپنا گلستاں | ایک دن سکھ سے نہ گذرا جب سے چھوٹا آشیاں
ٹک تو اے گل رحم سے بلبل کی کر خاطر نشاں | شوق کے مارے کوئی دم میں ابھی دیتی ہو جاں
دور سے بھی دیکھنے گل کو نہیں دیتا ہے ہائے | اس قدر کرتا ہے مجھ پر جور تو اے باغباں
اے حزیں بلبل کے دل پر باغباں کے جور سے | کیا کیا گزری ہو گی جس ساعت جلا ہے آشیاں)

حشمت

محمد علی حشمت ۔ از شاگردان غنی بیگ قبول (تخلص) است ۔ اکثر بر شعرہا[1] مردماں اعتراضات بے جامی کرد ۔ و جواب باصواب می یافت (و) در شعر ریختہ کر بسیار پا جیا نمی گفت، گہہا[2] دارد ۔ حاصل، عجب ہنگامہ پردازے بود ۔ دریں ایام ہیچو اوسے ہم بہ نمی رسد ۔ ہمراہ قطب الدین خاں در جنگ رو بہ کشتہ شد ۔ استاد عبد الحی تاباں بود ۔ خداش بیامرزد، از وست :

جب آخزاں چمن میں ہوئی آشنائے گل | تب عندلیب رو کے پکاری کہ ہائے گل
خط نہیں ترا حُسن سب اوڑایا | یہ سبز قدم کہاں سے آیا

تاباں

میر عبد الحی تاباں ۔ نوجوان بامزہ بود ۔ سید نجیب الطرفین، مولد او شاہجہان آبادست ۔ بسیار خوش فکر و خوب صورت (و) خوش خلق (و) پاکیزہ سیرت، معشوق عاشق مزاج ۔ تاحال در فرقہ شعر[3]، ہیچو او شاعر خوش ظاہر از

(۱) پیرس : اشعار
(۲) پیرس : وہم می شنید
(۳) پیرس : زمرہ

Marfat.com

(مکمن[1]) بطون عدم بعرصهٔ ظهور جلوه گر نشده بود۔ زبان رنگینیش پاکیزه‌تر از برگ گل، گلستان سخن را نازک، داغ بلبل۔ سمند رنگینی[2] گف[3] رش باگلگون باد بهار (می) طابق النعل بالنعل است۔ هرچند عرصهٔ سخن او همیں در لفظهائے گل و بلبل تمام است، اما بسیار رنگیں می گفت۔ از دیدن رنگ آتش بے اختیار از دهن من گل کمالش[4] سر می زد نسبت بشعر او استاد او را رتبه شاگردی او نبود۔

بافقیر یک صفائی[5] داشت۔ از چندے به سبب کم اختلاطی ایں هیچمداں کدورتے بمیاں آمده بود۔ اجلش مهلت نداد که تلافیش کرده آید۔

آخر آخر که اوائل جوانی[6] او بود، ایں قدر رند او مست شراب کرده که ملاقات همه یاران موقوف شد۔ اکثرے از دوستانش که بخانه او می رفتند، او راست طافح[7] می یافتند۔ ازیں جهت یاران دیدن او را موقوف نموده بودند) و[8] آب بردن ایں ماجرا را به بیند که هشت هفت روز زود یعت حیات سپردن او باقی ماند، یک مرتبه توبه کرده و بهمه آشنایان (و دوستان) خود رقعه ها نوشته[9] (بایں مضمون واقعه) که عزیزان من

---

(۱) انجمن: ممکن، شروانی میں بھی ممن ہے

(۲) پیرس: رنگینیش

(۳) پیرس: فکر عالی

(۴) پیرس: کمالیت

(۵) پیرس: صفائے کلی

(۶) پیرس و شورش: اول

(۷) پیرس: لایعقل

(۸) پیرس: لاکن بفضل و کرم الٰہی عاقبت بخیر شد که چون هفت هشت روز قبل از فوت خود توبه نموده

(۹) پیرس و شورش: نوشت

Marfat.com

(از شرب شراب) توبہ کردہ ام۔ شما شاہد و خبرگیراں من باشید چرا کہ شراب بسبب کثرت استعمال مزاج من شدہ بود۔ از گذاشتن[1] ایں از خود گذشتن من بہ نزدیک می نماید۔ غافل انداحوال من بودن از عقل بسیار دور است۔ آخر الامر ہماں شد کہ گفتہ بود۔ حاصل آفتاب تابانِ او زود بلب بام رسید، معشوق عجیبے[2] از دست روزگار رفت۔ افسوس، افسوس، افسوس۔ امید قوی است کہ حق تعالیٰ مغفرتش کردہ باشد۔ از وست:

ہے سوزِ عشق یہاں تئیں مجھ میں بعد مرگ
پروانہ مرغِ روح ہو شمعِ مزار کا

قد حلقۂ کماں اسی حسرت میں ہو گیا
تیر ہدف کبھی نہ ہماری ہوئی دعا

اخگر کو چھپا راکھ میں میں دیکھ کے سمجھا
تاباںؔ تو تہہِ خاک بھی جلتا ہی رہے گا

پاس تو سوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں
منتیں کرتے ہیں ساری رات ہو جاتی ہے صبح

جیو میں آوے سو کہہ تو تاباںؔ کو
لیکن من فیک مشتمنا بقبیح

مرا بس ہو تو ہرگز خط نہ آنے دوں ترے لیکن
لکھا قسمت کا کوئی بھی مٹا سکتا ہے کیا قدرت

لگ رہی ہیں ترے عاشق کی جو آنکھیں چھت سے
تجھ کو دیکھا ہے مگر اُن نے لبِ بام کہیں

لے میری خبر چشم مرے یار کی کیوں کر
بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر

بال اپنے کھولتا ہے جب تو اے خورشید رو
چاند سے منہ پر ترے اس آجاتا ہے ابر

آتا ہے فاتحہ کو گاہ رقیب ساتھ
لاتا ہے خار قبر پہ میری بجائے گل

---

(۱) شورش: از گذاشتن ایں از ہم گذشتن من نزدیک می نماید:
پیرس: از گذشتن از ہم گذشتن من بہ نزدیک می نماید

(۲) پیرس: بنور مغفرت خود بیامرزد۔

Marfat.com

آشنا تو مجھے ہے ایسا کہ جیسا چاہیئے
پر جو کچھ دل چاہتا ہے ہائے وہ ہوتا نہیں

ساقی ہو اور چمن ہو مینا ہو اور ہم ہوں
باراں ہو اور ہوا ہو سبزہ ہو اور ہم ہوں

ایمان و دیں سے تاباں کچھ کام نہیں ہے ہم کو
ساقی ہو اور مے ہو دنیا ہو اور ہم ہوں

ملایا خاک میں گھر کو وہ کن کا ہائے خسرو نیں
یہ کیا بات آ گئی اس خانماں آباد کے دل میں

جفا تو چاہیئے اے شوخ مجھ پہ یہاں تک کر
کہ سب کہیں مجھے رحمت تری وفا کے تئیں

دیکھنا ان ماہ رویاں کا تو اے تاباں نہ چھوڑ
چاہتا ہے گر ہمیشہ نور بینائی کے تئیں

میرے ہم مشربوں میں آ تاباں
رتجھتے ہوں گے حضرت مضاں

جوں برگ گل سے باغ میں شبنم ڈھلک پڑے
کیا ہو کہ برگ تاک سے یوں مے ٹپک پڑے

محفل کے بیچ سن کے مرے سوز دل کا حال
بے اختیار شمع کے آنسو ڈھلک پڑے

کاٹیں ہیں بتاں تاباں جو شمع زباں میری
یہاں بات کے کہنے کی ہوتی ہے گنہگاری

سفیدی جو آئی ہے داڑھی میں تیری
سمجھ شیخ یہ تار و پود کفن ہے

شیخ جو حج کو چلا چڑھ کے گدھے پر یارو
زور نہیں ظلم نہیں عقل کی کوتاہی ہے

رکھتا تھا ایک جیو سو تیرے غم میں جا چکا
آخر تو مجھ کو خاک میں ظالم ملا چکا

دیتا نہیں ہے ساقی اس ابر میں پیالہ
آتا ہے مجھ کو تاباں بے اختیار رونا

گلی میں اپنی روتا دیکھ مجنوں وہ لگا کہنے
کہ کچھ حاصل نہیں ہونے کا ساری عمر رو بیٹھا

تو بال کھول نہایا تھا ایک دن اب تک
ہر ایک موج کو ہے پیچ و تاب دریا میں

ہر ایک کو کیجیو تیروں کا اپنے تو قندیل
کھلائیو نہ مرے استخواں ہما کے تئیں

ہے اشک از بسکہ آنکھوں سے میری
لب جو ہوا ہے کنار گریباں

ہاتھ بے فائدہ زنداں میں نہ دوڑا مجنوں
طوق ہے تیرے گلے میں یہ گریباں تو نہیں

Marfat.com

خوانِ فلک پہ نعمتِ الوان ہے کہاں　　خالی ہیں مہر و ماہ کی دونوں رکابیاں

مرتے ہیں آرزو میں اس وقت آن پہنچو　　ٹک تم کو دیکھ لیں ہم! جلدی سے جان پہنچو

میں گورِ غریباں پہ جا کر جو دیکھا　　بجز نقشِ پا لوحِ تربت نہیں ہے

نہ پائی خاک بھی تاباں کی ہم نے پھر ظالم　　وہ ایک دم ہی ترے روبرو ہو سو ہوا

آرزو ہی رہی پہ دانۂ تاک　　قطرۂ مے کبھو نہ ہو ٹپکا

مرنے کے سے تو نہیں کچھ مرے آثار ہنوز　　رحم کر رحم کہ جیتا ہے یہ بیمار ہنوز

کیا ہیں فرض کہ محشر کے تئیں مجھے بخشیں　　جو تو نہ ہووے تو فردوس بھی جہنم سے ہے

ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے　　تجھے بے مروت محبت کہاں ہے

مری گور پر لوگ رکھتے ہیں گل کو　　تری دلربائی کی غیرت کہاں ہے

بتاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی　　مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے

میرا جواب نامہ یہاں لکھ چکے پر اب تک　　قاصد پھرا نہ لے کر وہاں سے جواب نامہ

گئے نالے ترے برباد مانندِ جرس چپ رہ　　اثر دیکھا تری فریاد میں دل ہم نے بس چپ رہ

تری ابرو سے نہ چھوٹے گا مرا دل ہرگز　　گوشت ناخن سے بھلا کوئی جدا ہوتا ہے

تو سے پی اس قدر ظالم کہ تجھ کو کیف کم ہووے
ترا بے ہوش ہو جانا ہمارا ہوش کھوتا ہے

بتاں کے شہر نا پرساں میں کوئی کب داد کو پہنچے
مگر واں اپنے بندوں کی خدا فریاد کو پہنچے

قیامت مجھ پہ کل کی رات اس کے ہجر نیں لائی
نہ آیا یار میرا آج بھی وہ رات پھر آئی

(رباعی)

ہوتا ہوں ترا جو اشتیاقی ساقی　　بے خود ہو پکارتا ہوں ساقی ساقی
ہے مجھ کو خمارِ شب کا لا صبح ہوئی　　شیشہ میں جو کچھ کہ ہے باقی ساقی

Marfat.com

خاکسار

محمد یار خاکسار تخلص، عرف کلو۔ شخصے است خادم درگاہ قدم شریف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ (وآلہ) وسلم۔ شعر ریختہ می گوید و خود را دور می کشد وبسیار سفلگی می کند بلکہ از تنک آبی بنائے ریختہ را آب رسانیدہ چنانچہ علی الرغم این نادرہ تذکرۂ نوشتہ است بنام معشوق چہل سالۂ خود واحوال خود را اول از ہمہ نگاشتہ وخطاب خود (را) سید الشعراء پیش خود قرار دادہ۔ آتشِ کینہ کہ بے سبب افروختہ است چوں کباب بو می دہد۔ ایں قسم سپئے من ریسمال می تابد کہ (تو) گوئی پیسر رسن تاب است۔ محمد معشوق کنبوہ کہ مردے است نائب میر بحر، بسیار گرم جوش و یار باش (است) چوں شنید کہ خاکسار کلو[1] ہم نام دارد۔ بداہتاً[2] گفت، مصرع:

کتا ہے دربار کا کلو اس کا نام

چوں کلو اکثر نام سگہا می گذارند، لطف ہم رسانید۔ ہر کہ لابۂ او دیدا است، می داند، فخر او ہمہ بر ریختہ است۔ طرفہ ایں کہ آں ہم نامربوط وخود او ہم نادرست۔ تقلید مرزا جانِ جاں مظہر در ہر امر می کند (باوصف آنکہ ہیچ رتبہ ندارد) اگر[3] کسے تکلیف شعر کند، گوید کہ وقتے بیمار بودم۔ آہ آہِ من ایں رنگ داشت۔ سبحان اللہ مردماں ایں را شعر می نامند۔ بابا! من شعر نمی گویم و با ایں برادران یوسف کہ ماشاعراں باشیم (ربطے ندارم[4]، معاف دارید) الغرض بسیار کم فرصت و بے تہ است۔

---

(۱) پیرس : کلوا

(۲) پیرس : بدیہتہً

(۳) پیرس میں یہ عبارت نہیں ہے

(۴) انجمن میں یہ جملہ ناقص ہے، شورش سے اس کی تکمیل کی گئی ہے۔

Marfat.com

ایں چند شعرے کہ بنام او نوشتہ می آید، از فیضِ سخن است، از و نیست:-

دل شگفتہ ہو کے کیا لیا تیں — اے خانہ خراب کیا کیا تیں

تیری زلف سیہ سے اے پیارے — مجکو یک سر ہزار سودا ہے

خاکسار اس کی تو آنکھوں کے کہے مت لگیو

مجھ کو ان خانہ خرابوں ہی نے بیمار کیا

برتمع ایں فن پوشیدہ نیست کہ بجائے "بیمار کیا" "گرفتار کیا" می بایست۔

تیغِ تغافل سے ہوئے محروم بے تقصیر ہم — روزِ محشر کے اٹھیں گے گور سے دل گیر ہم

کیا ہے اس خاکسار کی تقصیر — یہ مگر تم کو پیار کرتا ہے

کیا ہے حاصل تجھے ناصح مرے سمجھانے میں

آہ جوں شمع ہے راحت مجھے مر جانے میں

خاکسار عاشق سے خوار کو تقوے ستے کیا

ابھی دیکھا تھا اس رند کو مے خانے میں

قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے — مجھے داد خواہی کی طاقت کہاں ہے

واسطے مین کے جا سیل ہے یوسے گل کو

گھر ترے خانہ خرابوں سے جو بنیاد کرے

رونے سے خاکسار کے سوتا نہیں کوئی

اس خانماں خراب کو چپ نا کرا دے

عشوہ و ناز کو ترے پیارے — یہ ترا خاکسار جانے ہے

شانہ آئینہ کنگھی حجام

تار اس زلف نار (۱) بال سب

---

(۱) پیرس : تار

Marfat.com

دردمند

محمد فقیہ دردمند (تخلص) ہر چند کہ یک ملاقات با او کردہ ام لیکن خوب از احوالش مطلع نیستم۔ ایں قدر (می) دانم کہ نظر یافتۂ[1] مرزا مظہر مسطور است و اشعار او ہم بگوش فقیر نہ رسیدہ مگر چند بیت ساقی نامہ کہ در مدح ممدوح خود گفتہ۔ (از دست):

کرے کیوں نہ مشکل دو عالم کی حل　　کہ جس کا یداللہ ہے بانہہ بل
کوئی آج اس کے برابر نہیں　　وہ سب کچھ ہے الا پیمبر نہیں

کدام محمد علی خانے داشت، در صفت او گوید:

پڑی اس کی خوبی کی از بسکہ دھوم
لیا ہاتھ قدرت کا صانع نیں چوم

در شروع ساقی نامہ گوید:

ارے ساقی اے جان فصل بہار　　یہی تھا ہمارا و تیرا قرار
ہمارے بسر نے کی یہ فصل نہیں　　فراموش کرنے کی یہ فصل نہیں

در قسمیہ گوید:

تجھے وعدہ کر بھول جانے کی سوں
تجھے اپنی سوگند کھانے کی سوں

در فخریہ گفتہ:

تری جان کی سوں غنیمت ہوں میں　　سلیقوں میں ظالم قیامت ہوں میں
مرا عقل میں کون انباز ہے　　ارسطو مرا ایک دوا ساز ہے
فلک چرخ مارے گا گر صد ہزار　　نہ لا دے گا مجھ سا کوئی روبکار

(۱) پیرس: نظر کردہ

در اشتیاق گوید :

نہ یہ مے نہ یہ باغ رہ جائے گا
نہ ملنے کا یہ داغ رہ جائے گا

عاصمی

خواجہ برہان الدین عاصمی تخلص۔ شاعر ریختہ (است) و مرثیہ ہم خوب می گوید۔ وضعے معقولے دارد۔ در (شمشیر[1] شناسی) دستے[2] تمامے است۔ متوطن شاہ جہان آباد (است) در بہادر پورہ سکونت دارد۔ و مزاجش مائل لطیفہ گوئی بسیار است (و) در علم تاریخ مہارتے[3] خوب پیدا کردہ۔

از مغتنمات روزگار است، اگرچہ روزگار باو مساعدت نمی کند۔ (خدا سلامت دارد) از وست :

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتایا باغباں رو رو کے یہاں غنچہ تھا، واں گل تھا
رات کو میں شمع کی مانند رو کر رہ گیا
صبح کو دیکھا تو سب تن اشک ہو کر بہہ گیا

شوق

میاں حسن علی شوق تخلص۔ از شاہ جہاں آباد است۔ سپاہی پیشہ، شاعر ریختہ۔

(۱) انجمن : شمشیر شناسیش۔ شروانی میں بھی شمشیر شناسی ہے۔

(۲) پیرس : مہارت تمام دارد۔

(۳) پیرس : مہارت

Marfat.com

شاگرد خاں صاحب سراج الدین علی خاں (است) بندہ را بخدمت او ربط کلیت اکثر اتفاق ملاقات (واختلاط) می افتد۔ از وست:

قاصد پھرا نہ وہاں سے جواب تک، تو آچکا
القصہ اس گلی میں گیا سو جا چکا

اسے یاس مجھ کو کام اجابت سے کیا رہا
وقتے کہ جب دعا ہی سے میں ہاتھ اُٹھا چکا

اگر قاصد ترے کوچے سے ٹک جلدی نہ آوے گا
تو پیارے دیکھیو پھر تو کہ میرا جیو ہی جاوے گا

میں اپنی کم زبانی سے عزیزاں گرچہ مرتا ہوں
لبِ زخموں سے قاتل کا ادائے شکر کرتا ہوں

عبورِ بحرِ دنیا میں سبک ساری سے کرتا ہوں
حباب آسا شمارِ دم سے بے کشتی گزرتا ہوں

سراپا آرسی ہیں دیدۂ بیدار پر تو بھی
تری اس چشمِ خواب آلودہ آگے ہو نہیں سکتے

مدت سے یہ بحث درمیاں ہے
پر علم نہیں کمر کہاں ہے

کسی کو باغِ دنیا سے نہ دیکھا شاد ہم جاتے
برنگِ شبنم اک عالم یہاں سے چشمِ تر گزرا

دکھا دیدار اے پیارے کہ میں فرقت سے مر گزرا
مری فردائے محشر آج ہے میں کل سے در گزرا

ماتم میں میرے کوئی نہ رویا تو غم نہیں
تربت پہ میری شمع کا ہنسنا بھی کم نہیں

تروار کس پہ کھینچتے ہو ہم تو مر چکے
پیاسے ہو کس کے خون کے ہم میں تو دم نہیں

آچکا خط بھی پہ تیرا نت نیا اک ناز ہے
ہو چکی آخر بہار اور اب تئیں آغاز ہے

خبر لے شوق کی ظالم تری فرقت سے مرتا ہے
بدا ز تلوار ہے اس پر جو کوئی دم گزرتا ہے

بجھے گی آتشِ دل ہم نے جانا تھا گھٹا آئی
ہوائے ابر میں دونی دلے یہ آگ بھڑکائی

بجز مروڑ کے عاشق سے کچھ خیال نہیں
ہم اس کی زلف کو جانا تری ہے سودائی

کیا کیا ستم نہ تھے جو کیے چشمِ یار نے
جو سختیاں تھیں مجھ کو زمانہ دکھا چکا

آج ہی ملو تو بہتر وعدہ غلط ہے کل کا
جوں طفلِ اشک میں تو مہماں ہوں کوئی پل کا

Marfat.com

رُسوا

رُسوا (تخلص) شخصے بود ہندو۔ حالا[1] قید مذہب نداشت۔ پیش ازیں درتوپ خانۂ (بادشاہی) نوکری (می) کرد۔ از چندے ترک روزگار گرفتہ آوارۂ دشت گمراہی شدہ۔ وضع ساختہ داشت۔ اکثر[2] کہ دراثنائے راہ دیدہ شدہ است، مست گذارہ یافتہ ام۔ پیشتر (ازیں) عاشق طفل[3] ہندوے بود۔ او[4] ازقضا مرد۔ (و) عاشقی او بہوس مبدل گشت۔ ازبسکہ شراب می خورد و حالات مستی خود بمردہاں می نمود۔ دراین پردہ عالمے راب آب می راند و بسر می برد۔ عریانی[5] رالباس خود مقرر کردہ می گشت۔ آخر درہماں برہنگی جامۂ (زندگانی) گذاشت۔ (چند شعراز و نوشتہ می آید) ازوست:

(شمع جل جاتی ہے جلتے دیکھ پروانے کتیں
موم دل ہے کیوں (نہ) چاہے اپنے دیوانے کتیں)

(گو زخم میرے دل کا نہ سیوے سیرا میاں
میں مرگیا تو کیا ہوا، جیوے سیرا میاں)

قفس سے دوں گئے ہم اور چمن میں جائے نہیں
اُڑیں تو پر نہیں رکھتے، چلیں تو پائے نہیں

وصل میں بیخود رہے اور ہجر میں بیتاب ہو
اس دیوانے دل کو رسوا کس طرح سمجھایئے

---

(۱) پیرس : حالیا

(۲) پیرس : کہ اکثر دراثنائے راہ مست لایعقل دیدہ شدہ

(۳) پیرس : ہندو بچہ

(۴) پیرس : اوازقضائے الٰہی مرد

(۵) پیرس : وحشی مزاج شدہ، لباس عریانی اختیار کردہ بود

Marfat.com

ہر گلی میں گر پڑیں ہیں مست ہو دیوار و در
ابر رحمت برستا ہے یا برستی ہے شراب

آرام تو کہاں کہ ٹک ایک سو کے چپ رہیں
آنسو بھی نہیں رہے کہ بھلا رو کے چپ رہیں

قائم

محمد قائم متخلص بقائم - جوانے (خوبلے) است، خیرہ وطیرہ، حُسن پرست، نوکر پیشہ -

مدتے داخل جرگۂ میاں خواجہ میر صاحب ماند - اکنوں با مرزا (محمد) رفیع (سودا) محشور است - بافقیر نیز آشنا است - (سخن او خالی از کیفیت نیست، خدا سلامت دارد) از وست:

دریا ہی پھر تو نام ہے ہر اک حباب کا
اُٹھ جائے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا

کیوں چھوڑتے ہو دُرد تہ جام مے کشو
ذرہ ہے یہ بھی آخر اسی آفتاب کا

درد دل کچھ کہا نہیں جاتا
آہ چپ بھی رہا نہیں جاتا

جا ہے ماتم کو نت مرے دل میں
اس نگر سے دہا نہیں جاتا

ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نادم
کیا کروں پر رہا نہیں جاتا

(بلبلاں کا اگر جو درد سُنے
باغباں پھر چمن کے گُل نہ چُنے

جس کا عاشق پتنگ سا جل جائے
شمع کیوں کر کھو کہ سر نہ دُھنے)

یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا
پر دیکھیو لینا نہ کبھو نام کسی کا

الٰہی واقعی اتنا ہی بد ہے فسق و فجور
پر اس مزہ کو سمجھتا جو تو بشر ہوتا

بنا دے کوئی عمارت سو کس توقع پر
پڑا ہے قصر فریدوں بن آدمی سونا

نیک و بد جو تجھے کرنا ہے سو کرے قائم
پھر امید نہیں ہے کہ جواں ہووے گا

کو نوحہ گر کو خاک پہ میری ہو گرم شور
تھا اک چراغ گور سو وہ بھی خموش تھا

---

(۱) پیرس: قائم تخلص -

Marfat.com

ہم سے بے بال و پر اب جائیں کدھر اے صیاد
کاش تیں ذبح کیا ہوتا کہ آزاد کیا

یکدگر جب خفگی آئی تو جھگڑا کیا ہے — تجکو خواہندہ بہت مجکو طرحدار بہت
بھلا اے ابر مژگاں اب تو بس کر — ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر
بہار عمر ہے قائم کوئی دن — اسے جوں گل ہیالے کاٹ ہنس کر
دامن نہ کھینچ خاک سے میری اے شعلہ خو — پر بے قرار ہے ہوس سوختن ہنوز
اے محنت آزمائے عاشق — تب خوش ہو کہ مر ہی جائے عاشق

ہمارے درد دل کے تئیں لے کب بیدرد پوچھیں ہیں
ہم اپنے جیو سے عاجز ہیں انھوں کو عیش سوجھیں ہیں

رو کے سہے کون تیغ مری عشق میں کہا — بولا ادھر سے داغ جگر لے سپر کر ہم

نہ دل بھرا ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھوں میں
کبھی جو روئے تھے خوں جم رہا ہے آنکھوں میں

موافقت کی بہت شہریوں سے میں لیکن
وہی غزال ابھی رم رہا ہے آنکھوں میں

وہ محو ہوں کہ مثال حباب آئینہ
جگر سے اشک نکل تھم رہا ہے آنکھوں میں

صحرا پہ گر جلوں تجھے لاوے عتاب میں — کھینچوں ہر ایک خار کو اپنے حساب میں
آوے خزاں چمن کی طرف گر میں رو کروں — غنچہ کرے گلوں کو صبا گر میں بو کروں
کھلتی ہے چشم دید کو تیری پہ جوں حباب — اپنے تئیں بن آپ نہ آیا نظر کہیں
(رہنے دو میری نعش کو ہو جائے تا غبار — لے جائے گی اڑا کے نسیم سحر کہیں)
اے دل برنگ غنچہ نہ دل گر خوں ہے تو — اپنی گرہ میں ان کے کھلانے کو زر نہیں

Marfat.com

دل تو کہے سُنے سے سمجھتا بھی ہے کوئی　　جو کچھ کہو سو دیدۂ خانہ خراب کو
میں رہ گزر میں پڑا ہوں برنگ نقشِ قدم　　تیں چھوڑا کس کے بھروسے پہ کارواں مجکو

قطعہ

یارو کیوں بکتے ہو بے فائدہ مجھ سے جاؤ　　اتنی کہتے ہو مجھے اتنی اسے سمجھاؤ
وہ نہیں تو کہ تجھے غم ہو کسی عاشق کا　　یا کوئی جیو نصیبوں بستی یا مر جاؤ
سنگ کو آب کریں پل میں ہماری باتیں　　لیکن افسوس یہی ہے کہ کہاں سنتے ہو

قطعہ

میں کہا خلق تمہاری جو مکرر کہتے ہیں　　تم بھی کچھ اس کا کہیں ذکر و بیاں سنتے ہو
ہنس کے یوں کہنے لگا خیر اگر ہے یہ بات　　ہووے گی ویسی ہی جیسی کہ وہاں سُنتے ہو
راہ پینڈے اسے رکھتا ہوں اگر گھیر کبھو　　ہنس کے کہتا ہے مجھے کام ہے اب پھیر کبھو

جیو میں چہلیں تھیں جو کچھ سو تو گئیں یار کے ساتھ
سر پٹکنا ہی پڑا اب در و دیوار کے ساتھ

میں دیوانہ ہوں صدا کا مجھے مت قید کرو
جیو نکل جائے گا زنجیر کی جھنکار کے ساتھ

موقوف شغل گریہ مری چشم اگر کرے　　اتنا رہے نہ آب کہ لب کوئی تر کرے
پہلے ہی سوجھتی تھی ہمیں اے شبِ فراق　　یہ رات بے طرح ہے خدا ہی سحر کرے

تجھ سے لگی تھیں آنکھیں پھنسا مفت میں یہ دل
تقصیر تھی کسو کی گرفتار ہے کوئی

دہن کو تیرے پایا بات کہتے　　ہماری جز رسی میں کیا سخن ہے
نہ لگا دل کو اس کی مژگاں سے　　اپنے حق میں تو کانٹے مت بووے
اُٹھاوے ستم یا جفا کیا کرے　　بچارا یہ دل ایک کیا کیا کرے

Marfat.com

میں جاتا ہوں کعبے سے اب دیر کو | بھلا یہ بھی دیکھوں خدا کیا کرے
نہ مرنے دیتے ہم قائم کو لیکن | خداوندی سے کچھ چارہ نہیں ہے
یارب کوئی اس چشم کا بیمار نہ ہووے | دشمن کے بھی دشمن کو یہ آزار نہ ہووے
یہ دل وہ جنس ہے کہ دیا گر کہیں اسے | دھڑکا یہی رہا کہ نہ دے باز پس مجھے
مرا کوئی احوال کیا جانتا ہے | جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

بھٹکا پھروں ہوں یہاں میں اکیلا ہر ایک سمت
اے ہمرہان پیش قدم تم کدھر گئے
جی تج چکا ہے جور فروشوں کے ہاتھ سے
دل دیکھنے کو لے کے جو ظالم مکر گئے

افغاں و آہ کشتۂ بیداد کیا کرے | جو قتل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے

رباعی

کیا پشم ہیں دنیا کے یہ سب اہل نعیم | بے قدر کریں ہم کو جو دے کر زر و سیم
مسجد میں خدا کو بھی نہ کیجئے سجدہ | محراب جو خم نہ ہو برائے تسلیم

دانا

فضل علی دانا تخلص ۔ مرد سست نوکر پیشہ ، وارستہ ، لطیفہ گو ، شاگرد میاں مضمون ۔ تلاش لفظ تازہ بسیاری کند ۔ اصل او از شاہ جہان آباد است

اتفاقاً در موسم ہولی تاریخ پانزدہم کہ مجلس (در) خانۂ فقیر مقرر است واقع شد ۔ میاں دانا نیز تشریف (آورد)[1] لیکن بہ لباس عجیبے ، یک انیم ستنے سیاہ بہ بر کردہ کہ دامنش تا بزانو بود ۔ چوں رنگ ذات شریف[2] و ریش از حد زیادہ

---

(۱) انجمن : داشت

(۲) پیرس : رنگ شریفش سیاہ بود و ریشش نیز سیاہ ۔ مرزا محمد رفیع سودا کہ سابق مذکور شاں گذشت شستہ بود ، از جو ردویش (گفتند) کہ یاراں ہولی کا ریچھ آیا ۔

Marfat.com

ہر دو سیاہ بود، مرزا رفیع کہ سابق گذشت، بمجرد مشاہدہ کردن او گفت کہ "یار د ہولی کا ریچھ آیا" کہ بزبان فارسی خرس ہولی می تواں گفت۔ چوں در ہندوستان رسم است کہ دراں روزہا (اکثر)[1] اراجیف و اطفال (ہندو) وغیرہم خرس و بوزنہ و اسپ و شتر (وغیرہ) برائے خوشی (و بازی) ہم دیگر می سازند۔ ایں لطیفہ بسیار بہ موقع افتاد بلکہ صورت گرفت۔

القصہ دانا عجب کسے است۔ گاہ گاہ بافقیر نیز ملاقات می کند۔ از وست:

بہر صورت خدا کو دیکھنا عنوان ہے میرا — یہی توحید میں مصرع سر دیوان ہے میرا

دل میں ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا — یوسف مصر مگر تو ہی ہے ارے یار عزیز

نہ چاٹے خون کو جس روز میرے اس کے فاقہ ہے۔

رگِ گردن سے میری اس کے خنجر کو علاقہ ہے

انسان

اسد یار خاں انسان تخلص می کرد و شعر ریختہ نیز می گفت۔ در عصر محمد شاہ بادشاہ کہ اکنوں بہ فردوس آرام گاہ ملقب است، بہ امارت رسید۔ بسیار بکرو فر معاش می کرد۔

از اکبر آباد بود۔[2] بہ[3] سبب ناسازی روزگار، کہ باکس نمی سازد و نخواہد ساخت، زود فوت شد۔ از وست:

نہ دیکھی ایک جھلک بھی آپ کے تن زیب اندھوں میں

اگرچہ ہر بنِ مو سے بدن سارا شبکا ہے

---

(۱) پیرس : درایام ہولی

(۲) پیرس : او باشندۂ اکبر آباد داشت

(۳) پیرس : دریں ایام از سبب ناسازی روزگار خانہ نشیں شدہ، فوت شد، رحمۃ اللہ (علیہ)

Marfat.com

زمیں اور آسماں اور مہر و مہ سب تجھ میں ہیں انساں
نظر بھر دیکھ مشتِ خاک میں کیا کیا جھمکا ہے

عارف

محمد عارف، عارف تخلص، متصل دہلی دروازہ می باشد، شاگرد میاں مضموں است۔ ازبسکہ تلاش لفظ تازہ می کند۔ بعد از سالے و ماہے بیتے از موزوں می شود شعرِ او خالی از لطف نیست، با فقیر نیز آشنا است، (از وست) :

دخت رز کو کہہ کر اس سے ملے ورنہ عارف افیم کھاوے گا
ہزاروں معنی باریک آویں دل میں اے عارف
اگر زلف سیہ کا پیچ اس کے منہ پر کھل جاوے

ہدایت

میاں ہدایت اللہ ہدایت تخلص(۱) - از دہلی است - ریختہ را بطرز (نیکو) می گوید - از یاران (میاں) خواجہ میر صاحب است - اگرچہ او در نظاہر بعجز و انکسار پیش می آید اما کمیت خامہ او (در عرصہ(۲) سخن بال(۳) بستہ راہ می رود - بندہ از دنسع او بسیار محظوظم (حق سبحانہ تعالیٰ سلامت دارد) از وست :

شہید تیغ ابرو ہے اسیر دام گیسو ہے ہدایت بھی تو کوئی زور ہی شہدا شکستا ہے
یاد آتی ہی زلف کی ہے تھر پھر گئی جیو پہ سانپ کی سی لہر
تیری زلفوں کی کچھ چلی تھی بات روتے ہی گذری آہ ساری رات

---

(۱) پیرس : از باشندۂ شاہجہان آباد دہلی است۔
(۲) انجمن : در عرصۂ میدان سخن
(۳) پیرس : نعال بستہ

Marfat.com

حیرت میں ہوں کہ تیرے تئیں اے شب فراق
ظاہر میں دیکھتا ہوں کہ عالم ہے خواب کا

قطعہ بند

بھلا بتاؤ میری جان کچھ ہدایت میں   تمہارے جور سے شکوہ کبھو کیا ہوگا
مگر یہی نہ کہ بے اختیار ہو کے کبھو   کچھ اور بس نہ چلا ہوگا، رو دیا ہوگا
تجھ بن اے خونخوار یہاں ہر دم دم شمشیر ہے
سانس جب پلٹے ہے گویا باز گشتی تیر ہے

بیدار (۱)

میاں محمد علی بیدار (۲)۔ جوانے است بسیار مرد آدمی و خوش خلق۔ از شاہجہان آباد (است) شعر ریختہ بسیار صاف و شستہ می گوید۔ صاحب دیوان است۔ از یاران مرزا مرتضیٰ قلی بیگ فراق تخلص، کہ بسیار شاعر مربوط فارسی اند، ہست۔ اکثر در صحبتہا بافقیر بگرمی پیش می آید۔ الحاصل مرد خوب رنگیں مزاج است۔ خدا سلامت دارد۔

بارہا یار سے چاہا کہ ہوں اغیار جدا
لیکن اس گل سے نہ یکدم ہوئے وہ خار جدا

---

(۱) بیدار کا ترجمہ پیرس سے نقل کیا گیا ہے۔ اس نسخے میں بیدار کے چالیس شعر اور ایک رباعی شامل ہیں جبکہ انجمن میں صرف ایک شعر ملتا ہے۔ بیدار کے ترجمے میں بھی قدرے اضافہ ہے۔ انجمن میں ان کا ترجمہ ان الفاظ میں ہے:

"بیدار تخلص، جوانے است از یاران مرتضیٰ قلی بیگ فراق۔ مصرع ریختہ درست موزوں می کند، و مرزا مرتضیٰ قلی شاعر مربوط فارسی است۔ اکثر در صحبتہا بافقیر بگرمی پیش می آید۔ از بیدار است"

(۲) میر محمدی بیدار کا نام محمد علی بھی بتایا گیا ہے۔ دیکھیے عمدہ منتخبہ

Marfat.com

تیرے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار
گل جدا، سرو جدا، نرگس بیمار جدا

رات کو بزم میں سبے رہے درخشاں تیرے
شمع گریاں ہے جدا، دیدۂ بیدار جدا

جس چشم کو نہ ہو تیرا دیدار دیکھنا
پھر اس کو کیا جہاں میں ہے اے یار دیکھنا

سرشک و داغ و غم و درد جاں ستاں دیکھا
تمہارے عشق میں کیا کیا نہ مہرباں دیکھا

نہ کوہکن نے وہ دیکھا کبھو نہ مجنوں نے
تمہارے عشق میں ہم نے جو اے میاں دیکھا

ہزاروں گرچہ ہیں بیمار تیری آنکھوں کے
پر اون میں کوئی بھلا مجھ سا ناتواں دیکھا

کل تیری یاد میں آنسو ہی نہ کچھ گلگوں تھا
پر مژہ پر مرے لخت جگر پر خوں تھا

پاس ناموس حیا تھا کہ نہ رو کے اے ابر
ورنہ آنکھوں میں ہمارے بھی بھرا جیحوں تھا

رشک کھاتا ہے چمن دیکھ کے داماں میرا
کم نہیں ابر سے کچھ دیدۂ گریاں میرا

ایسے طالع مرے بیدار کہاں ہیں جو آج
اس شب تار میں آوے مہ تاباں میرا

مست ہم کو شراب میں رہنا
کچھ کبھو سیر آب میں رہنا

یاد میں اوس کی زلف کے اے دل
کب تئیں پیچ و تاب میں رہنا

جو وہ خورشید طلعت شام کو ہو بام پر ظاہر
نہ ہووے صبح محشر تک خجالت سے قمر ظاہر

چھوٹے اب اوس شعلہ خو کا مجھ سے کیونکر اختلاط
چھوڑ کب سکتا ہے آتش سے خجالت اختلاط

آتش حسرت پہ ہو جاتے ہیں لخت دل کباب
اس لب میگوں سے جب کرتا ہے ساغر اختلاط

روشن مثال شمع ہزاروں ہیں غم کے داغ
تربت پہ دل جلوں کی نہیں حاجت چراغ

Marfat.com

خاک عاشق سے ہے جو ہووے سے نثار دامن
لے مری جاں تو مت جھاڑ غبارِ دامن
رشک کھاتا ہے جسے دیکھ کے بستان ارم
اشک بیدار سنے کی ایسی بہارِ دامن

تجھ بن ہے بے قرار دل اے ماہ کیا کروں
کٹتی نہیں ہے ہجر کی شب آہ کیا کروں
نہ دل نہ دلربا نہ مرے جی کہیں قرار
حیراں ہوں ایسے میں مرے اللہ کیا کروں

جلوہ گر شمع رُخِ یار کہاں ہے کہ نہیں
روشن اوس نور سے وہ کون مکاں ہے کہ نہیں
کیوں اُٹھایا ہے صبا نے ترے کوچے میں غبار
کیا وہاں آج کوئی اشک فشاں ہے کہ نہیں
دل کو میں آج ناصحا اُوس کو دیا جو ہو سو ہو
راہ میں عشق کے قدم اب تو رکھا جو ہو سو ہو

صفا الماس و گوہر سے فروں ہی تیرے دنداں کو (۱)
کیا تجھ لب نے ہم رنگ خجالت لعل و مرجاں کو
دیکھ تجھ کاکل مشکیں کی ادائیں شانہ
ہاتھ اوٹھا کیوں نہ کرے تجکو دعائیں شانہ
اس کے بھر آئے ترے مرہم کاکل سے زخم
دونوں ہاتھوں ستی لیتا ہے بلائیں شانہ
چاہیئے مجھ دل صد چاک کو لے جائے ہاں
گر بتاں واسطے زلفوں کے منگائیں شانہ
حسرت گیسوئے مشکیں میں مرے جو بیدار
استخواں اوس کے کالازم ہے بنائیں شانہ
ترے کیا ہاتھ آیا اس ستم سے باغباں سچ کہہ
اوجاڑ کیوں چمن سے بلبلوں کا آشیانہ سچ کہہ
نہیں معلوم ہوتا مجکو اس دشنام دینے سے
مزا آتا ہے کیا تجکو ارے شیریں زباں سچ کہہ

(۱) انجمن میں صرف یہی ایک شعر ہے، باقی اشعار نسخہ پیرس سے نقل کیے گئے ہیں۔

Marfat.com

گریباں چاک کر اور پاؤں ننگے ہو کے دیوانا
تو ایسے حال سے بسدار جاتا ہے کہاں سچ کہہ

عاشقوں میں جو کوئی کشتۂ کاکل ہووے   اوس کی تربت پہ سدا سبزۂ سنبل ہووے
جس دن تم آکے ہم سے ہم آغوش ہو گئے   شکوے جو دل میں تھے سو فراموش ہو گئے
سلام بھی ہے زمانے میں اور دعا بھی ہے   ہمارے یار نے قاصد سے کچھ کہا بھی ہے

زلف اوس رخ پہ صبا سے جو پریشاں ہو جائے
سحر و شام بہم دست و گریباں ہو جائے

زاہد اس راہ نہ آ مست ہے میخوار کئی   ابھی یہاں چھین لیے جبہ و دستار کئی
ناتواں مجھ سے بھلا کون ہے انصاف تو کر   چشم فتاں کے ترے گرچہ ہیں بیمار کئی
نشہ میں جی چاہتا ہے بوسہ بازی کیجیے   اتنی رخصت دیجیے بندہ نوازی کیجیے
چاہیے جو کچھ سو ہو پہلے ہی سجدے میں حضور   آپ کو گر کعبۂ دل کا نمازی کیجیے

رُباعی

خورشید سپہر دین رسول الثقلین   ہیں اون کے علیؓ و فاطمہؓ نور دو عین
فانوس نبوت و ولایت کے بیچ   مانند دو شمع جلوہ گر ہیں حسنینؓ

سلام

میاں نجم الدین علی سلام تخلص۔ مولد او (از دار الخلافہ) اکبر آباد است۔ خلف میاں شرف الدین علی خاں پیام کہ احوال او نگاشتہ شد۔ چوں یار باش و مخاطب صحیح حقیقت (و) جمعیت[1] (و) لیاقت (و) شخصیت (و) آدمیت (و) حرمت (و) عظمت ہمہ دارد، فقیر را با او از تہ دل اخلاص است۔ چنانچہ اکثر

---

(۱) شورش و پیرس: نمیست

Marfat.com

اوقات اتفاق باہم فکر شعر کردن و گپ زدن و مزاح[1] نمودن می افتد۔ جوانے خوبیست،
خدا زندہ دارد۔ از وست :

حدیثِ زلف چشم یار سے پوچھ درازی رات کی بیمار سے پوچھ
بے تاب ہو! قسم ہے تمھیں میرے صبر کی مسلخ میں بعد ذبح تحمّل نہ کیجیو

بہار

لالہ ٹیک چند بہار تخلص۔ مرد (سے) مستعد یست۔ از یاران سراج الدین
علی خاں (صاحب است) صاحبِ[2] تصانیف بسیار، و ماغ تفصیل ندارم۔ برہمن
رنگیں۔ بہار سخن از لفظ لفظش ہزار[3] ہزار رنگ معنی گل می کند۔ با فقیر ہم آشنا است۔
(خدا ہدایتش کند و اسلام نصیب ...[4])

وہی ایک ریسماں ہے جس کو ہم تم تار کہتے ہیں
کہیں تسبیح کا رشتہ کہیں زنّار کہتے ہیں
اگر جلوہ نہیں ہے کفر کا اسلام میں ظاہر
سلیمانی کے خط کو دیکھ کیوں زنّار کہتے ہیں
(اِیتا[5] مردم کشی کا زور بیماروں نے کب پایا
غلط کرتے ہیں ان آنکھوں کو جو بیمار کہتے ہیں)

---

(۱) پیرس : اختلاط نمودن

(۲) پیرس : تصانیف بسیار دارد

(۳) پیرس : ہزاران ہزار

(۴) نسخے میں الفاظ واضح نہیں ہیں۔

(۵) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

Marfat.com

تھی زلیخا مبتلا یوسف کی اور لیلےٰ کا قیس   یہ عجب مظہر ہے جس کے مبتلا ہیں مرد و زن

باعتقاد بندہ بجائے اشارت قریبہ وکلمۂ استعجاب کہ اول مصرع دوم بکار
بردہ است اگر "حسن کیا" می گفت، ایں شعر واضح تر می شد، فافہم۔

سحر یا معجزہ ہے یہ سچ کیوں نہیں کہتا ہے   دم ترا جذر اصم سے زور کرتا ہے کرے

ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے دوزخ کے عذابوں سے
معاصی گو ہمارے بیش ہوں کیا مغفرت کم ہے

سبھی کرتے ہیں دعوے خون کا قسمت ہے تو دیکھیں گے
صفِ محشر میں ہوگا کس کے دامن ہاتھ قاتل کا

ناز و استغنا، عتاب، اعراض سب جاں کاہ ہیں
قرب میں خوباں کے کیا معنی کہ دل کو ہو نشاط

نہیں معلوم کیا حکمت ہے شیخ اس آفرینش میں
ہمیں ایسا خراباتی کیا تج کو سُنا جاتی

محبت کی قلمرو میں جو جاوے گا تو دیکھے گا   کوئی آرے تلے چیرا کسی کو کوہ پر پٹکا

نثار

میر عبدالرسول نثار ۔ از یاران فقیر مؤلف است ۔ چنانچہ (شعر)[1] بمشورت
من[2] می گوید ۔ سید نجیب، جوان سعادت مند، اصلش (از) اکبر آباد است ۔ در عہد
(پادشاہت) فرخ سیر بادشاہ کہ ہنگامہ (با) نیکو سیر در اکبر آباد گرم شدہ بود،
بزرگان ایں با اقتدار بسر می بردند ۔ (مرد) بسیار آراستہ پیراستہ، سنجیدہ فہمیدہ
(است) فقیر از وضع او بسیار محظوظ[3] است ۔ از دست :

---

(۱) خروانی میں یہ لفظ موجود ہے
(۲) پیرس : فقیر
(۳) پیرس : خوش

Marfat.com

جو ہے یعقوب یوسف دیکھنا منظور آنکھوں سے
تو اتنا پھوٹ کر مت رو کہ جاوے نور آنکھوں سے
ٹک دیکھ تو چمن کا کیسا ہے ڈھنگ تجھ بن
منہ سے اُڑا ہے گُل کے گلشن میں رنگ تجھ بن
ہر سمت صد تمنا تڑپھیں ہیں خاک و خوں میں
ہے صحن خانہ میرا میدان جنگ تجھ بن
یہاں گُل رکھے پھرے ہے دستار پر تو اپنی
وہاں عاشقوں کے سر پہ پڑتے ہیں سنگ تجھ بن
اکثر ہیں دلفگار ولیکن نہ اس قدر کتنے ہیں بے قرار ولیکن نہ اس قدر
میں وہ ہوں جس کے رشک سے گُل نے کیا سحر
ٹکڑے جگر ہزار ولیکن نہ اس قدر
ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جاویں گے ہم
یہ گریباں دامن صحرا کو دکھلا دیں گے ہم
یہ عزم کس مریض پہ یہ خشم کس پہ شوخ اک میں ہوں مضطرب سو تو نبض طپیدہ ہوں
قاصد یہ مقتضا نہیں غیرت کا خط لئے مشتاق پر فشانی رنگ پریدہ ہوں
طوفان خلق ہو وے گا اشک ستم زدہ ایسا نہ ہو وے یار کہیں آب دیدہ ہوں

میر حسن

میر حسن متخلص بہ حسن۔ جوان اہلبیت، نوکر پیشہ، اکثر در بندہ خانہ بتقریب مجلس تشریف می آرد، وضع مرد آدمیانہ دارد۔ مشق شعر از مرزا رفیع (سودا) می کند۔ از دست:

Marfat.com

لگتا ہے آج مجکو یہ سارا جہاں خراب　　شاید کہ رہ گیا ہے کوئی خانماں خراب
قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑ دو　　خنجر تو ایک دم کے لئے مُنہ نہ موڑ یو

زکی

جعفر علی خاں زکی۔ مرد عمدۂ روزگار یست۔ متوطن (شاہ جہان آباد) دہلی (است)

بادشاہ محمد شاہ بر او فرمائش مثنوی حقہ کردہ بود[1] دو سہ شعر موزوں کرد[2]، دیگر سرانجام از و نیافت۔ اکنوں شیخ محمد حاتم کہ نوشتہ آمد[3] باہتمام رسانید و آں مثنوی خالی از مزہ نیست۔

پنج چار سال پیش ازیں، خانہ جعفر علی خاں مجمع یاراں ریختہ مقرر بود۔ خدا داند چہ واقع شد کہ برہم خورد۔

(و جعفر علی خاں) شعر ریختہ را جستہ جستہ (بسیار رنگین و مربوط) می گوید۔ آنچہ از و اشعار شنیدہ شدہ، نوشتہ شدہ۔[4] از وست

چمکتے دانت دیکھے یار کے ریختیں جمانے میں
جڑی ہیں گیتیاں الماس کی نیلم کے خانے میں

از مثنوی اوست در منقبت گفتہ

(مدح)

قضا کے باج کی صنعت گری دیکھ　　نبیؐ کے آل کی بارہ دری دیکھ
نبی کے آل پر مجھ وار جانا　　اسی بارہ سپلے سے پار جانا

---

(۱) پیرس : چند
(۲) پیرس و شورش : کردہ بود۔
(۳) پیرس : مذکور او گذشت
(۴) پیرس : چندے از و نوشتہ می آید:

Marfat.com

در تعریف عشق و آبلہ می گوید :

برہ کی راہ کے گوہر پھپھولے   کہ کانٹے باٹ میں جاتے ہیں تولے

تمکین

میاں صلاح الدین تمکین تخلص۔ جوان رنگیں مزاج، شوخ طبع بانمکین است۔[1] درویش وضع، بکسے کار ندارد۔ بہر طور کہ می گذرد، بسر می برد۔ از وست :

(تمکین)

حسن اور عشق کو جس روز کہ ایجاد کیا   مجھکو دیوانہ کیا، تجکو پری زاد کیا
(جو اَب نہ مرئیے تو پھر انتظار میں مرئیے[2]   خدا خزاں نہ دکھاوے، بہار میں مرئیے)
(تمام عمر شراب پیا کئے ساقی   ہزار حیف کہ آخر خمار میں مرئیے)

جگّن

میاں جگّن خالہ زادۂ شیر افگن خاں حال است۔ دعوی شاگردی فقیر می کند۔ بارے سر بہ سخن دارد، خداش زندہ دارد :

اس دل مریض عشق کو آزار ہی بھلا   چنگا ہو تو ستم ہے یہ بیمار ہی بھلا

غریب

محمد امان اللہ[3] غریب تخلص کہ یادش بخیر (باد) یک آشنائے[4] بامزہ داشتم بسیار خوش ظاہر بود۔

(۱) تمکین کا ترجمہ پیرس سے نقل کیا گیا ہے۔ انجمن میں ترجمہ اس طرح ہے :۔ جوانے بے تکیفے، تمکن باصطلاح یاراں شوخ طبع مردیست۔ درویش وضع بکسے کار ندارد۔ بہر طور یکہ باشد بسر می برد۔

(۲) آخری دو شعر پیرس کے حاشیے پر ہیں۔

(۳) پیرس : محمد زماں

(۴) پیرس : آشنائے بامزہ بود

زبانش لکنت داشت، ازیں سبب گاہے الکن ہم تخلص می آورد[1]۔ چوں اکثر (ے) درباغات مغل پورہ می رفت، بندہ اورا (رند باغاتی[2]) می گفتم۔
بسبب پریشانی روزگار قریب دو (۲) سال است کہ بسمت بنگالہ رفت[3]

تیری بغل ہی میں دل پر داغ ہے غریب ۔۔۔ حسرت چمن کی کاہے کو یہ باغ ہے غریب

محسن

محمد محسن، سلمہ اللہ[4]، محسن تخلص می کند۔ برادر زادۂ فقیر مؤلف است۔ ذہنش بسیار مناسب و سلیقہ اش خیلے[5] درست معلوم می شود۔ مصرع ریختہ بہ مشورت من[6] موزوں می کند۔ سنش نام خدا تا بہ بست سالگی رسیدہ باشد[7]۔ خوب خواہد[8] گفت، ان شاء اللہ۔ ازوست:۔

یوسف مصر پہنچتا ہے کوئی ۔۔۔ تجھ سے دلبر عزیز دلہا کو
حرف تیرے عقیق لب کا شوخ ۔۔۔ زندہ کرتا ہے نام عیسیٰ کا
دورے[9] گئے وہ کوہکن و قیس کے جو تھے ۔۔۔ میرے جنوں کا اب تو زمانہ میں شور ہے
محسن تمام عمر مجھے روتے ہی کٹی ۔۔۔ اس غم کدے میں آہ کہیں کبھی سرور ہے
مرا رنگِ رو اس قدر زرد ہے ۔۔۔ کہ یہاں زعفراں نذر کبھی گرد ہے

---

(۱) پیرس : می کرد
(۲) انجمن : ارند باغاتی
(۳) پیرس : رفتہ است
(۴) پیرس : حفظ اللہ من آفات
(۵) پیرس : بسیار درست است
(۶) پیرس : فقیر
(۷) پیرس : سنش بست سال داشتہ باشد
(۸) پیرس : ان شاء اللہ آئندہ خوب خواہد شد۔
(۹) نسخۂ پیرس میں "دورے" کا مفہوم "زمانہ" درج کیا گیا ہے۔

Marfat.com

طپش تشنہ لب تڑپے ہے غالبؔ ــــ دھڑا کے کا دل میں مرے درد ہے
اگر شیخ دوزخ میں گرمی ہے زور ــــ مرے پاس بھی اک دم سرد ہے

بہتوں کا عاشقی میں یہاں کال ہوگیا ہے ــــ اے دل ابھی سے تیرا یہ حال ہوگیا ہے
تک راہ پر تو آؤ اب سیر کو کہ محسنؔ ــــ مانند نقش پا کے پامال ہوگیا ہے

تعزیت دار حسرت دل ہے ــــ یہ جو گریہ کا جامہ آبی ہے
دل پر آبلہ مرا محسنؔ ــــ رشک آئینہ حبابی ہے

اس کے کوچہ میں ہے کچھ نالۂ شب کا چرچا ــــ دیکھیو کوئی یہاں میرا تو مذکور نہیں
طبع نازک کو مرے ہاتھ میں رکھیو کہ میں ــــ قیس و فرہاد سا دہقانی و مزدور نہیں
تنک ابرو ملی عاشق الٹ گئے ــــ تجھے تلوار سے اے شوخ جس ہے
کیا جانیئے وہ شوخ کدھر ہے کدھر نہیں ــــ ہم کو تو تن بدن کی بھی اپنے خبر نہیں
اس دشت پر خطر کا میں باشندہ ہوں جہاں ــــ آدم کا ذکر کیا ہے ملک کا گزر نہیں
دل دینے پر ہو جیو تو کرو خانماں خراب ــــ یہ عاشقی ہے شیخ جیو خالا کا گھر نہیں

مر گیا پوچھی نہ پر تم نے مری زحمت دل ــــ جیو کی جیو ہی میں رہی ہائے مری حسرت دل
مجھ تہیدست سے کتنے کیا تھا کوئی دن آ گئے ــــ داغ پیسے سے جو ہاتھوں پہ ہیں سب لت دل
کیا حساب اتنی جفاؤں کا جو میں کھینچوں ہوں ــــ میں گرفتار بلا میں جو ہوا بابت دل

(قطعہ)

اے دیدہ خاندان تو اپنا ڈبو چکا ــــ اب رو تا تو ہے کیا جو کچھ ہونا تھا ہو چکا
محسنؔ نہ روؤں میں تو بھلا کہہ کے کیا کروں ــــ اک دل بساط میں تھا میں اس کو بھی کھو چکا
دل مرا وابستۂ زنجیر زلف یار ہے ــــ ہے تو دیوانہ پر اپنے کام میں ہشیار ہے
اور یہ عاجز تمہارا کچھ نہیں رکھتا مگر ــــ جاں برلب آمدہ حاضر ہے گر درکار ہے

Marfat.com

ٹک آ کے دیکھ نہیں کچھ بھی حال آنکھوں میں پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھوں میں
نہ پوچھ دخترِ رز کی تو مجھ سے کیفیت لئے ہی جاتی ہے دل پہ چھنال آنکھوں میں

جاں بلب ہوں میں نکل جائے نہ یہ جان کہیں
دل میں حسرت ہی رہی جاتی ہے آرمان کہیں

کب تلک نزع کی حالت میں رہوں میں تجھ بن
ہو بھی اب مردنِ دشوار اب آسان کہیں

جس دن تری گلی سے میں عزم سفر کیا ہر ایک قدم پہ راہ میں پتھر جگر کیا
بت خانے کی شکست و درستی کعبہ ہائے یہ سب کیا پہ شیخ نیں دل میں نہ گھر کیا

رباعی

جب تخم محبت ہم نے دل میں بویا دین و دنیا سے ہاتھ اپنا دھویا
اس عشق میں ہوئے خانہ ویراں یا رب دونوں عالم سے ان نے ہم کو کھویا

ضیا

میاں ضیاء الدین ضیا تخلص، متوطن دہلی (است) جوانے است، مؤدب و مہذب، متواضع بافقیر ربطے بسیار دارد۔ (خداندیش نگاہ دارد)

از وست:۔

جنت کا مت دو مژدہ مجھ خاک میں رلے کو
آرام وہاں بھی معلوم ایسے جلے بلے کو

گریاں و خاک اڑاتا جوں ابر، جوں بگولا
صحرا میں تو نے مجنوں وحشی ضیا بھی دیکھا

Marfat.com

راقم

بندرابن، راقم تخلص۔ از شاہ جہان آباد است۔ مشق شعر از مرزا رفیع می کند۔ قبل ازیں با فقیر نیز مشورت شعری کرد۔ باینده بسبب میاں ابراہیم کہ جوانے است مربوط و مضبوط، آشنا شدہ بود۔ و میاں ابراہیم از بسکہ باما شاعراں آشنا است گوئی(۱) کہ ہم سلیقہ ہست۔ راقم مرقوم و محمد قائم کہ احوالش(۲) گذشت، ہر دو ہم طرح (اند) از راقم(۳) است:۔

(راقم)

یہاں تک قبول خاطر کیجیے تری جفا کو
تا سب کہیں کہ راقم رحمت تری وفا کو

(۴) ایں معنی را در دیوان میر عبدالحی تاباں مرحوم، بہ تغییر ردیف بہ ہمیں الفاظ مطالعہ کردہ ام۔ ظن غالب آنست کہ ایں شعر از تاباں مذکور است، چراکہ او از مدت مشق سخن می کرد و ایں نو مشق است، اللہ اعلم۔

دل کنج قفس میں کر فریاد بہت رویا — ہنسنے کے تئیں گل کے کر یاد بہت رویا
میرے اعضا میں تجھ کرے میاں — فرق ہرگز نہیں سر مو کا
ابر ترے چشم گریاں کم نہیں — موج دریا ہے شکنج آستیں

قطعہ

مژگاں سے دل بچے تو ٹکڑے کرے ہے ابرو — یہ کہہ کے میں نے اس سے جب دل کی داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہووے خالی — تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

---

(۱) پیرس: گویا کہ او خانوان ماست۔

(۲) پیرس: احوال او

(۳) پیرس: از دست۔

(۴) یہ عبارت پیرس میں نہیں ہے۔

Marfat.com

قطعه

اے باغباں نہیں ترے گلشن سے کچھ غرض
مجھکو قسم ہے چھیڑوں اگر برگ و بر کہیں
اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور عندلیب
آپس میں درد دل کہیں ٹک بیٹھ کر کہیں

کس کے گلے کے قطرۂ خوں ہیں تہہ زمیں
جوں نکمہ اُگتے ہیں گل اور رنگ اب تلک

پہنچا نہ آہ درد کو میرے کوئی طبیب
یارب عجب طرح کا کچھ آزار ہے مجھے

دکھلا نہ ہو جسے میں کوئی سرزمیں نہیں
پر تخم دل ہو سبز جہاں سو کہیں نہیں

سنتے تھے ہم جہاں میں اہل کرم کا ہاتھ
آیا جو دید میں تو کم از آستیں نہیں

مری بدشرابیوں سے کریں توبہ مے گساراں
نہ ہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاراں

سُنا کن نے حال میرا کہ جو ابر وہ نہ رویا
رکھے ہے گریہ قصہ اثر و نمائے باراں

نہ پہچوں ہوں میں اس پاس یہ دل نیم نگہ کو
اس پر بھی ستم ہے جو خریدار ہو وے

اے عشق نہ مجھے کوئی طرح مار
تا یار کہے کہ ہائے عاشق

کام عاشقوں کا کچھ تجھے منظور ہی نہیں
کہنے کو ہے یہ بات کہ مقدور ہی نہیں

کہتا تھا کوں یہ کہ خوشی ہے جہان کے بیچ
اس بات کا تو یہاں کہیں مذکور ہی نہیں

سُنتے ہیں ہم کہ ہوتی ہے جگ میں دوام صبح
ہوگی کبھی اے چرخ ہمارے بھی شام صبح

معصیت نیری بہت ہے کہ تیری بخشش بیش
اپنی رحمت پہ نظر کر اے عصیاں کو نہ دیکھ

صیاد کب تو چھوڑے گا مجھکو قفس سے آہ
چھٹکے ہے میرے دل میں محبت دہ نینا زنا باغ

Marfat.com

روئے میں اس قدر تو جگر اے جگر نہ کر

دیکھا نہ تو نے پھر کر دل دو یدہ کیا ہوئے

نامہ کا میرے اس سے لے کر جواب پھرنا

پر واسطے خدا کے قاصد شتاب پھرنا

ایک وے بھی دن تھے یارب جو تھا ہمیں میسّر

گلشن میں ساتھ اس کے پیتے شراب پھرنا

کہے کیا درد دل بلبل گلوں سے اُڑا دیتے ہیں اس کی بات ہنس کر

جو چاہے گوہر مقصود اے دل صدف کی طرح تو پاس نفس کر

کمترین

میاں کمترین (سلمہٗ) مودیست وارستہ - مزاجش[1] میلان ہزل بسیار دارد - موافق استعداد خود (سخن) می گوید - بندہ شعر معقول او نہ شنیدہ ام (مرد خوب است) گاہ گاہ در مجلس مراختہ کہ ایں لفظ بوزن مشاعرہ تراشیدہ اند، ملاقات می شود، از شہر آشوب اوست :-

تو خصم گن کر مشلپچن نیں کیے تو بھی نہیں رہتی دو شاخہ بن دیے

بلا اس مست نغمرانی کو تاڑی اگاڑی اصطبل کے جا پچھاڑی

(ایہام)

یہ متصدی نہیں ملتے اگر بھانڈوں سے ذاتوں میں

تو کیوں پیسے کماتے ہیں یہ نقلیں کر براتوں میں

(ایہام)

دیکھو پکوان والی کی مزخیں

خصم کے روبرو دیتی ہے شاخیں

(۱) پرس : شوخ مزاج، ہزل بسیار دارد

Marfat.com

(ایہام)

تم (پادشہ)[۱] پسند ہو ہم کمترین تمھارے
کے بیر ہم کو دوگے نازک بدن پیارے

(کمان[۲] ایک گھڑی بھر چاہیں جو اس طرف آوے
میرا دل اوس کا چاک ہوجاوے)

قدر

قدر تخلص، شخصے است وارستہ از قید مذہب و ملت برجستہ۔ او باش وضع، زبان او بزبان لوطیان[۳] می ماند۔ گاہے در کوچہ و بازار شہر بہ نظر می آید۔ احوالِ او[۴] کماحقہ معلوم فقیر نیست۔ از وست:

آئے ہو آج تو رہ جاؤ سجن رات کی رات
لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

کافر

میر[۵] علی نقی، مرد سید یست۔ سپاہی پیشہ، کافر تخلص می کند۔ در شعرے کہ تخلص می آرد۔ کافر تکیہ می ماند۔ چنانچہ اکثر در مجلس گفتہ می خواند کہ صاحب دریں ایام

---

(۱) انجمن : بادشاہ

(۲) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

(۳) پیرس : زبان گویائی دارد

(۴) پیرس : احوالش

(۵) پیرس میں کافر کا ترجمہ صرف ان الفاظ میں ہے : میر علی نقی، کافر تخلص، مرد سید است، سپاہی پیشہ، وضع او باشانہ دارد۔

Marfat.com

یک کافر ٹپکہ، موزوں شدہ است۔

در ایام گذشتہ دو سہ ماہ خانۂ خود مجلس ریختہ مقرر کردہ بود، آخر از وضع او باشانۂ او برہم خورد۔

در بزرگ زادگی او شبہ نیست، با فقیر ربطے دلی دارد۔ از وست:

کس کس طرح بتوں کی صورت نیں رنگ پکڑے
کافران انکھڑیوں میں دیکھے ہیں جھمکڑے

(مِسّی[1] لگا کہ لال کیا موںھ کو کوسیں
ظالم نے قتل عام کیا کافراں سیں[2])

عاجز

عاجز تخلص۔ شخصے لوطی است۔ پرو پوچے چندے یافتہ ،نظر کردۂ میاں کمترین۔ اکثر در مشاعرۂ حافظ حلیم کہ مردیست بسیار گرم جوش و چسپاں اختلاط۔ حافظ اکثر شعرہائے خوب استاداں دیدہ و شنیدہ است۔ و حافظ حلیم شعر بطور ربط اسحق اطعمہ می گوید گاہے مصرعے خوب ہم از و سر می زند۔ چنانچہ مصرع حضرت حافظ قدس سرہ العزیز، را تضمین کردہ است بطرزیکہ خود می گوید۔

صبا بلطف بگو آں بخیل بابا را
کہ سر بکوہ وبیاباں تو دادۂ ما را

---

(۱) یہ شعر پیرس کے حاشیے پر ہے۔

(۲) اس شعر کے بعد پیرس میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:۔

فرد فارسی از کافر قوم است
چرا بہ آتش سوزاں نہ سوختند مرا
بدست ہمچو تو کافر فروختند مرا

Marfat.com

و با عاجز ایں عاجز ترین خلائق چنداں ربطے نہ دارد ۔ از وست :

دل بغل مارے لئے جاتے ہیں یہ سب مکتب کے طفل
شیخ سعدی تم بھی اب لے کر گلستاں دوڑیو (۱)

میر گھاسی

میر گھاسی (۲) جوانے است فہمیدہ ، در مغل پورہ می باشد ۔ تخلص از راہ اظہار قصور فہم در غزل نمی آرد ، بامن ہم آشناست ، از وست :

تو ہوا ور باغ ہو اور زمزمہ کرنا بلبل
تیری آواز سے جیتا ہوں نہ مرنا بلبل

عُشّاق

عشاق شخصے است کھتری ، شعر ریختہ را بسیار نامربوط می گوید سلیقہ اش از تخلص پیداست ۔ اکنوں در مجمع یاراں ہم نمی آید کہ مردہ است ایامے کہ خانۂ میاں صاحب خواجہ میر مجلس ریختہ می شد ، بنظر می آمد و رتبہ داری ایں شعر کہ نوشتہ می شود از فیض سخن است ۔ از وست (۳) :

خط آتے زیادہ اور ہوا حُسنِ یار کا
آخر خزاں میں کچھ نہ اُکھاڑا بہار کا

---

(۱) نسخۂ پیرس میں عاجز کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے :
"عاجز تخلص شخصیست از قوم کھتری طبع موزونے دارد از وست : عاجز
خط آتے زیادہ اور ہوا حُسن یار کا
آخر خزاں نے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا
یہی شعر نسخۂ انجمن میں عشاق کے ترجمے میں نقل ہوا ہے ۔

(۲) میر گھاسی کا ذکر نسخۂ پیرس میں نہیں ہے ۔

(۳) عشاق کا ذکر نسخۂ پیرس میں نہیں ہے لیکن اس میں یہ شعر عاجز کے ترجمے میں نقل ہوا ہے ۔

Marfat.com

میر (سوز)[1]

محمد میر، میر تخلص، جوانے است بسیار اہل[2] (و) خوش طبع، ہر چند طرز علیحدہ دارد لیکن[3] از خوش کردن تخلص من[4] نصف دلم از وخوش است۔ از وست :

شہرۂ حسن سے ازبسکہ وہ محبوب[5] ہوا
اپنے چہرے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

بسمل

بسمل[6] تخلص۔ پیش از نوشتن این مزخرفات آوازۂ او شنیدہ بودم، باز معلوم نہ شد کہ کجائے بود و کجا رفت۔ از وست[7] :

لہو پی کے رہ گیا بسمل وگرنہ ... ملاتا اپنے تئیں وہ خاک و خوں میں
عشق نے خانۂ ویران دل آباد کیا ... غم نے اس خاطر محزوں کو مرے شاد کیا
کوئی گھر زخم کا خالی نہ رہا پیکاں سے ... ملک دل خوب ترے ظلم نے آباد کیا
ہائے اس دیوانۂ دل نے کام کیا بیجا کیا ... آپ تو بدنام تھا ہی مجھ کو بھی رسوا کیا
گر یہی ہے دلبری تو خیر مرنا دور نہیں ... دل کہاں تم کو دیا دشمن گو یا پیدا کیا
جن ترے لب کو لعل خام کیا ... مے کو بر جا ہے گر حرام کیا

---

(۱) اضافۂ مرتب
(۲) پیرس : خوب
(۳) پیرس : اما
(۴) پیرس : فقیر مؤلف
(۵) پیرس : محجوب
(۶) پیرس میں بسمل کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھا گیا ہے :
"میاں بسمل، شاعر ریختہ ہندی است کہ از بست دبود او کماحقہ واقف نیستم"
(۷) انجمن میں بسمل کا صرف ایک شعر ملتا ہے جب کہ پیرس میں ان کے اشعار کی تعداد ۲۱ ہے

Marfat.com

بندہ دل کا ہوں اپنے نام خدا — سنگ دل بت کو خوب رام کیا
اپنے لخت جگر کو بسمل نے — سبحۂ اشک کا امام کیا

کیا ہے عرس شاید مر گیا ہے کوئی دیوانا — کہ ہے چشم غزالاں سے چراغاں آج ویرانا
محبت میں نہ اتنا چاہیے کم ظرف ہو کوئی — ذرا سی گرم روئی دیکھ جل جاتا ہے پروانا

دل مجروح ہے از بسکہ زخمی لذت غم کا — لہو اترا ہے چشم داغ میں سن نام مرہم کا

کشاکش زلف کی یہ کچھ ہے اور خط کا غبار ایسا
نہ ہو یارب کسو کا دل پریشاں روزگار ایسا
شکوۂ عشق اور شانِ جنوں کا رعب ہے بسمل
وگرنہ پاؤں پر رکھتا تھا کس کے سر کو خار ایسا

ہمیں جنوں کا نہ اگر سلسلہ جنباں ہوتا — شک نہیں، خانۂ زنجیر تو ویراں ہوتا
تب بجا ہوتا ملامت مجھے کرنا ناصح — ہاتھ میرے میں اگر تیرا گریباں ہوتا

اے شوخ جس خدا نے تجھے خوب رو کیا — کچھ مصلحت تو ہوئے گی جو زشت خو کیا

جو نہ دی اے اشک تو نے آج اس دل پر خوں کی داد
پھر ملے گی حشر کو کیا خاطر محزوں کی داد

تضمین یقین

حال سے بسمل کے غافل ہے جو کہتا ہے یقیں
کچھ کسو نے بعد مجنوں کے نہ دی ناموں کی داد

لگتا نہیں نہ دشت نہ گلشن میں ان دنوں — لے جاوے ایسے دل کو کوئی اے خدا کدھر
بسمل جنوں میں آج ترے سر پہ کوئی نہیں — وہ عقل و ہوش تھے جو بڑے آشنا کدھر

زلف تیرے کے تئیں جو کبھی نمودار ہنوز — تب سے ہوں دام محبت میں گرفتار ہنوز
کر چکا مجکو تو بسمل یہ خدا جانے کیوں — آستیں اپنی چڑھاتا ہے وہ خونخوار ہنوز (۱)

(۱) نسخۂ انجمن میں صرف پہلا شعر ہے جو نسخۂ پیرس سے غیر حاضر ہے۔ باقی اشعار نسخۂ پیرس سے نقل کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

شاغل

شاغل تخلص، جوانے بود (گاہ)[1] گاہے مصرعے موزوں می کرد۔ شاگرد بسمل
سطور (بودہ است)[2] پیش بندہ ہم دو سہ مرتبہ آمدہ، اکنوں بنظر نمی آید۔ از وست

جاتی نہیں ہے اس سے تری فکر زلف و رخ
شاغل کو روز و شب ہے تیرا ذکر زلف و رخ

بیرنگ

دلاور خاں۔ پیش ازیں ہمرنگ تخلص می کرد۔ حالا بیرنگ۔ (د بیرنگ
خوش کردہ میاں یکرنگ است۔ مصرعے[3] درست موزوں می کند از وست:

یار کا جب خیال آتا ہے — ہوش میرا تمام جاتا ہے
دل کوں تجھ عشق سے قرار نہیں — اب تلک تجکو اعتبار نہیں
نہیں مطلب مجھے کچھ باغباں اور — دیوانہ ہوں میں گل کے رنگ و بو کا
سدا بیدار رہ غفلت سے ہو ترش — مثل مشہور ہے سو یا سو چوکا
ہے ہاتھ ترا خون سے عاشق کے گرآلودہ — مہندی سے سجن مت کر بار دگر آلودہ
مفلس کی خبر کب ہے اے سیم بدن تجکو — افشاں سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ
فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی — شیریں کا جو ایک بوسہ ملتا شکر آلودہ
خط میرا اوس نگار نے نہ پڑھا — کیا لکھا تھا کہ یار نے نہ پڑھا
میں تو لکھتا تھا اس کو خط بیرنگ — اس تغافل شعار نے نہ پڑھا

---

(۱) انجمن : بلکہ

(۲) انجمن : می گفت

(۳) بیرس : ریختہ می گوید

Marfat.com

قدرت

قدرت اللہ، قدرت تخلص - اگرچہ عاجز سخن است لیکن برائے خاطر میر
محمد) عارف کہ[1] از یاران درست فقیر است، نوشتہ شد - (از قدرت است):

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی
حالت پنٹھ بری ہے دل بے قرار کی

یکدل

میر عزت اللہ یکدل - مردے سیدھے بود، عاشق سخن - اکثر (مدح و
منقبت می گفت - در زمان محمد شاہ بادشاہ بنظر می آمد (وحالا معلوم نیست کہ
کجا رفتہ) ایں ہم از زبان میر عارف بہ تحقیق رسیدہ (کہ) از وست :

(مخمس مدح)

تو گل باغ اِنَّمَا کی قسم　　　سرو گلزار ھَلْ اَتیٰ کی قسم
میر میدان لَافَتَا کی قسم　　　میں تو عاشق ہوں مرتضیٰ کی قسم
دل فدا ہے مجھے خدا کی قسم[2]
شاعروں میں نہ میں خیالی ہوں　　　والہ و مست ہوں ولا کی قسم

میر

فقیر حقیر میر محمد تقی میر مؤلف ایں نسخہ - متوطن اکبر آباد است - بہ سبب
گروش لیل ونہار از چندے در شاہ جہان آباد است (چندے از خود نوشتہ می آید)

---

(۱) پیرس میں عبارت اس طرح ہے :
کہ از یاران یکرنگ فقیر است و باعث شدہ نویسانیدہ است -
(۲) پیرس میں اس مصرع کے بعد "الا (الی) آخرہ " بھی ہے -

Marfat.com

(میر مؤلفؔ)

سیر کے قابل ہے دل صد پارہ اس نخچیر کا
جس کے ہر ٹکڑے میں ہو پیوستہ پیکاں تیر کا

جو ترے کوچہ میں آیا پھر نہیں کاڑھا اُسے
تشنۂ خوں میں تو ہوں اس خاک دامن گیر کا

کس طرح سے مانیے یاراں کہ یہ عاشق نہیں
رنگ اُڑا جاتا ہے ٹک چہرہ تو دیکھو میرؔ کا

شب درد و غم سے عرصہ میرے جیو پہ تنگ تھا
آیا شبِ فراق تھی یا روز جنگ تھا

مت کر عجب جو میرؔ ترے غم میں مر گیا
جینے کا اس مریض کے کوئی بھی ڈھنگ تھا

جو اس شور سے میرؔ روتا رہے گا　　تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا

تو یوں گالیاں غیر کو شوق سے دے　　ہمیں کچھ کہے گا تو ہوتا رہے گا

عید آئندہ تک رہے گا گلا　　ہو چکی عید تو گلے نہ ملا

آنکھوں میں جیو میرا ہے ادھر یار دیکھنا　　عاشق کا اپنے آخری دیدار دیکھنا

ہونا نہ چار چشم دل اس ظلم پیشہ سے　　ہوشیار، زینہار، خبردار دیکھنا

تجھ سے ہر آن میرے پاس کا آنا ہی گیا　　کیا گلا کیجے غرض اب وہ زمانہ ہی گیا

ہم اسیروں کو بھلا کیا جو بہار آئی نسیم　　عمر گذری کہ وہ گلزار کا جانا ہی گیا

جی گیا میرؔ کا اس لیت و لعل میں لیکن　　نہ گیا ظلم ہی تجھ سے نہ بہانا ہی گیا

بھری تھی آگ تیرے درد دل میں میرؔ ایسی تو　　کہ کہتے ہی سجن کے روبرو قاصد کا منہ آیا

کفِ جاناں سے ممکن نہیں، رہائی میرؔ کو ہووے　　اچنبھا ہے جو اس کے ہاتھ سے رنگِ حنا چھوٹا

Marfat.com

اب وہ جگر طپش سے تڑپھا ہے تشنہ لب ۔۔۔ مدت تلک جو میر کا لوہو پیا کیا

دل میں بھرا ز بسکہ خیال شراب تھا ۔۔۔ مانند آئینہ کے مرے گھر میں آب تھا

ٹک دیکھ آنکھیں کھول کے اس دم کی حسرتیں
جس دم یہ سوجھے گی کہ یہ عالم بھی خواب تھا

جو اے قاصد وہ پوچھے میر بھی ادھر کو چلتا تھا
تو کہیو جب چلا ہوں میں تب اس کا جیو نکلتا تھا

نہ گئی تسبیح اس کی نزع میں بھی میر سے ہرگز
اسی کے نام کی سمرن تھی جب منکا ڈھلکتا تھا

مغاں مجھ مست بن پھر خندۂ قلقل نہ ہووے گا
مئے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے رووے گا

اب تو جاتا ہی ہے کعبہ کو بت خانے سے ۔۔۔ جلد پھر یو تجھے اے میر خدا کو سونپا

ترے عشق سے آگے سودا ہوا تھا ۔۔۔ پر اتنا میں ظالم نہ رسوا ہوا تھا

خزاں الفت اس پہ نہ کرنی بجا تھی ۔۔۔ یہ غنچہ چمن میں ابھی وا ہوا تھا

کہاں آتے میسر مجکو تجھ سے خودنما اتنے ۔۔۔ بحسن اتفاق آئینہ تیرے روبرو ٹوٹا

طراوت تھی چمن میں سرو کو یہ اشک قمری سے ۔۔۔ ادھر آنکھیں مندی اسکی کہ ادھر آب جو ٹوٹا

شب زخم سینہ اوپر چھڑکا تھا میں نمک کو ۔۔۔ ناسور تو کہاں تھا ظالم بڑا مزا تھا

آنکھیں کھلیں جب جیو میر کا گیا تب ۔۔۔ دیکھے سے تجھ کو ورنہ میرا ابھی جیو چلا تھا

ہم نے کہا تھا تیرے تئیں آ و سمجھ نہ ظلم کر ۔۔۔ آخر کار بے وفا جیو ہی گیا نہ میر کا

قابو خزاں سے ضعف کا گلشن میں بن گیا ۔۔۔ دوش ہوا پہ رنگ گل و یاسمن گیا

برگشتہ بخت دیکھ کے قاصد سفر میں ہے ۔۔۔ پہنچا تھا اس کے پاس سو میرے وطن گیا

مر گیا اُس پہ سنگسار کیا ۔۔۔ نخل ماتم مرا یہ پھل لایا

Marfat.com

دیر و حرم میں کیونکے قدم رکھ سکوں میں میرؔ | مجھ سے ادھر تو بت بچھڑے اودھر خدا بچھڑا

جب کہ تابوت مرا جائے شہادت سے اٹھا | شعلۂ آہ دل گرم محبت سے اُٹھا

عمر گذری مجھے بیمار ہی رہتے، ہے بجا | دل عزیزوں کا اگر میری عیادت سے اٹھا

ایک پارہ جیب کا بھی بجا میں نہیں سیا | وحشت میں کوئی سیا سو کہیں کا کہیں سیا

دل پہنچا ہلاکت کو بنٹھ کھینچ کسالا | لے یار مرے سلمہ اللہ تعالیٰ

جس گھر میں ترے جلوے سے ہو چاندنی کا فرش

وہاں چادر مہتاب ہے مکڑی کا سا جالا

کچھ میں نہیں اس دل کی پریشانی کا باعث | برہم ہی مرے ہاتھ لگا تھا یہ رسالا

پل میں جہاں کو دیکھتے میرے ڈبو چکا | ایک وقت میں یہ دیدہ بھی طوفان رو چکا

افسوس میرے مردہ پر اتنا نہ کر کہ اب | پچھتاو ناعبث ہے جو ہونا تھا ہو چکا

ایک چشمک پیالہ ساقی بہار عمر | جھپکی لگی کہ دور یہ آخر ہی ہو چکا

ہر صبح حادثہ سے یہ کہتا ہے آسمان | دے جام خون میرؔ کو گر منہ وہ دھو چکا

میں بھی دنیا میں ہوں ایک نالہ پریشاں یکجا

دل کے سو ٹکڑے مرے اور سبھی نالاں یکجا

سر سے باندھا ہے کفن عشق میں تیرے یعنی | جمع ہم نے بھی کیا ہے سر و ساماں یکجا

گزرا بنائے چرخ سے نالہ پگاہ کا | خانہ خراب ہو اس جیو کی چاہ کا

آنکھوں میں جیو مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں | مرتا ہوں میں تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

یک قطرہ خون ہو کے مژہ سے ٹپک پڑا | قصہ یہ کچھ ہوا دل غفراں پناہ کا

ظالم زمیں سے لوٹتا دامن سنبھال کے چن | ہو گا کمیں میں ہاتھ کسی دادخواہ کا

کیا طرح ہے آشنا گاہے، گہے ناآشنا | یا تو بیگانہ ہی رہیو، ہو جیو یا آشنا

پائمال صد جفا ناحق نہ ہو اے عندلیب | سبزۂ بیگانہ بھی تھا اس چمن کا آشنا

Marfat.com

قطعہ

بلبلیں رو رو کے یہ کہتی تھیں ہوتا کاشکے
یک مژہ رنگ قراری اس چمن کا آشنا

گو گل و لالہ کہاں سنبل و سمن اور نسترن
خاک سے یکساں ہوئے ہیں ہائے کیا کیا آشنا

کیا دن تھے وے کہ یہاں بھی دل آرمیدہ تھا
رو آشیاں طائر رنگ پریدہ تھا

قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا
بیچارہ گریہ ناک و گریباں دریدہ تھا

حاصل نہ پوچھ باغ شہادت کا بوالہوس
یہاں پھل ہر یک درخت کا حلق بریدہ تھا

مت پوچھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی
ہر نالہ میری جان کو تیغ کشیدہ تھا

خواہ مجھ سے لڑ گیا اب خواہ اس سے مل گیا
کیا کہوں اے ہم نشیں میں تجھ سے حاصل دل گیا

اے نکلے یہ تھی کہاں کی ادا
کھپ گئی جیو میں تیری بانکی ادا

خاک میں مل کے میر اب سمجھے
بے ادائی تھی آسماں کی ادا

سنو ہو جل ہی بجھوں گا کہ ہو رہا ہوں میں
چراغ مضطرب الحال صبح گاہی کا

گرچہ سردار مزوں کا ہے امیری کا مزا
چھوڑ لذات کو اور لے تو فقیری کا مزا

اسے کہ آزاد ہے ٹک چکھ نمک مرغ کباب
تا تو جانے کہ یہ ہوتا ہے اسیری کا مزا

موند رکھنا چشم کا ہستی میں عین دید ہے
کچھ نہیں آتا نظر جب آنکھ کھولے ہے حباب

مت ڈھلک مژگاں سے میرے اے سرشک آبدار
مفت ہی جاتی رہے گی تیری موتی کی سی آب

دیکھ خورشید تجھ کو اے محبوب
عرق شرم میں گیا ہے ڈوب

میر شاعر بھی زور کوئی تھا
دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

دست صیاد ملک بھی میں نہ پہنچا جیتا
بے قراری نے لیا مجھ کو تہ دام بہت

سہل سوجھیں تجھے دشواریاں عاشق کی آہ
حسرتیں کتنی گرہ تھیں رمق ایک جان کے بیچ

حال گلزار زمانہ کا ہے مانا بہ شفق — رنگ کچھ اور ہی ہو جائے ہے اک آن کے بیچ
تاک کی چھاؤں میں جوں مست پڑے پھرتے ہو — اینڈتی ہیں نگہیں سایۂ مژگاں کے بیچ
نکلے گی میری قبر سے آواز میرے بعد — ابھریں گے دل سے عشق ترے راز میرے بعد
بن گل ہوائے آہ میں تو جا کے لوٹیو — صحن چمن میں اے پر پرواز میرے بعد
میرے سنگ مزار پر فرہاد — رکھ کے تیشہ کہے ہے یا اُستاد
ادھر تلک ہے عرش کے مشکل سے ٹک گزر — اے آہ پھر اثر تو ہے برچھی کی چوٹ پر
ہم تو اسیر کُنج قفس ہو کے مر چلے — اے اشتیاق سیر چمن تیری کیا خبر
پاس رہنے کا نہیں ایک بھی تار آخر کار — ہاتھ سے جائے گا سر رشتہ کار آخر کار
نہ ہو ہرزہ درا اتنا خموشی اے جرس بہتر — نہیں اس قافلے میں اہل دل ضبطِ نفس بہتر
نہ ہونا ہی بھلا تھا سامنے مجھ چشم گریاں کے — نظر اے ابر آپ ہی نہ آوے گا برس بہتر
دیکھوں میں اپنی آنکھوں سے آوے مجھے قرار — اے انتظار تجھ کو کسی کا ہو انتظار
ساقی تو ایک بار تو توبہ توڑا میری — توبہ کروں جو پھر میں تو توبہ ہزار بار
کر رحم ٹک کب لگ ستم مجھ پر جفا کا اس قدر
ایک سینہ خنجر سینکڑوں ایک جان و آزار اس قدر
بھاگے مری صورت سے وہ عاشق میں اس کی شکل پر
میں اس کا خواہاں یہاں تلک وہ مجھ سے بیزار اس قدر

قطعہ

دل دماغ اور جگر یہ سب اک بار — کام آئے فراق میں اے یار
کیوں نہ ہو فسخ ضعف اعضا پر — مر گئے اس فسون کے سردار
مجھکو پوچھا بھی نہ یہ کون ہے غمناک ہنوز — ہو چکی حشر میں روتا ہوں تہہ خاک ہنوز
اشک کی لغزشِ مستانہ پہ مت کیجو نظر — دامنِ دیدۂ گریاں ہے مرا پاک ہنوز

Marfat.com

باقی نہیں ہے دل میں یہ غم ہے بجا ہنوز — ٹپکے ہے خون دمبدم آنکھوں سے تا ہنوز

احوال نامہ بر سے مرا سُن کے کہہ اُٹھا — جیتا ہے وہ ستم زدہ مہجور کیا ہنوز

بارہا چل چکی تلوار تری چال پہ شوخ — تو نہیں چھوڑتا اس طرز کی رفتار ہنوز

منتظر قتل کے وعدہ کا ہوں اپنے یعنی — جیتا مرنے کو کہا ہے یہ گنہگار ہنوز

اے ابر تر تو اور کسی سمت کو برس — اس ملک میں ہماری ہیں یہ چشم تر ہی بس

حیراں تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا — اک برگِ گل گرا نہ جہاں تھا مرا قفس

مرگیا میں ملا نہ یار افسوس — آہ افسوس صد ہزار افسوس

یوں گنواتا ہے دل کوئی مجھکو — یہی آتا ہے بار بار افسوس

آج کل کا ہے کو بتلاتے ہو گستاخی معاف
راستی یہ ہے کہ وعدے ہیں تمھارے سب خلاف

پانو پر سے اپنے میرا سر اُٹھانے مت مجھکو
تیغ باندھی ہے میاں تم نے کمر میں خوش غلاف

سب پہ روشن ہے کہ شب مجلس میں جب آتی ہے شمع
تجھ بھبھوکے سے کو بیٹھا دیکھ بجھ جاتی ہے شمع

بالیں پہ میرے گھر سے تو آوے گا جب تلک
کر جاؤں گا سفر ہی میں دنیا سے تب تلک

اتنا دن اور دل سے نپٹ کرے کاوشیں — یہ مہمان تمام ہی ہے آج شب تلک

نقاش کیوں نہ کھینچ سکا نقشہ یار — کھینچوں ہوں ایک ناز میں تصویریں الٹ

فصلِ خزاں میں سیر کی ہم نے کبھی جائے گل — پردل نہ بجھ کی تا لگی نہ تھا قفس یاں سے نکل

اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش — جیوں نہ حلق کیا جو کہا ان نے ہائے گل

گل کی جفا بھی دیکھی، دیکھی وفائے بلبل — یک مشت پر پڑے ہیں گلشن میں بجائے بلبل

Marfat.com

بھلا تم نقد دل لے کر ہمیں دشمن گنواب تو
کبھی کچھ ہم بھی کر لیں گے حسابِ دوستانِ دل

کیا بلبل اسیر ہے بے بال و پر کہ ہم
گل کب رکھے ہے ٹکڑے جگر اس قدر کہ ہم
جیتے ہیں تو دکھاویں گے دعوائے عندلیب
گل بن خزاں میں اب کے وہ رہتی ہے مر کہ ہم

گرچہ آوارہ جوں صبا ہیں ہم
لیک لگ چلنے کو بلا ہیں ہم
آستاں پر ترے گذر گئی عمر
اسی دروازے کے گدا ہیں ہم
تیرے کوچہ میں تا مرگ رکھا
کشتۂ ملتِ وفا ہیں ہم

ہم چشم ہے ہر آبلہ پا کا مرا اشک
از بسکہ تیری راہ میں آنکھوں سے چلا ہوں
دامن نہ جھٹک ہاتھ سے میرے کہ ستمگر
ہوں خاک سرِ راہ کوئی دم میں ہوا ہوں
آتے ہیں مجھے خوب یہ دونوں ہنرِ عشق
رونے کے تئیں آندھی ہوں کڑھنے کو بلا ہوں

گر رنگ ہو در و آئینہ کو چرخ زشت میں
ان صورتوں کو صرف کرے خاک و خشت میں

تو گلی میں اس کی جا آوے اے صبا نہ چنداں
کہ گرے ہوئے پھر اُکھڑیں دل چاک دردمنداں

تیرے تیرِ ناز کے جو یہ ہدف ہوئے ہیں ظالم
مگر آہنیں تو ہے ہیں جگر نیازمنداں

کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہگیں نہیں
اس غمکدے میں آہ دل خوش کہیں نہیں
آ گو تو لعلِ نوخطِ خوباں کے دم نہ مار
ہر چند اے مسیح وہ باتیں رہیں نہیں
سن گوشِ دل سے اب تو سمجھ بے خبر کہیں
مذکور ہو چکا ہے مرا حال ہر کہیں
اب فائدہ سراغ سے بلبل کے باغباں
اطراف باغ ہوں گے پڑے مشت پر کہیں

کیا میں نہیں رو کر فشارِ گریباں
رگِ ابر تھا تارِ تارِ گریباں

دیکھیں تو تیری کب تک یہ کج ادائیاں ہیں
اب ہم نے بھی کسی سے آنکھیں لڑائیاں ہیں

Marfat.com

ٹک سن کہ سو برس کی ناموس خامشی کھو دو چار دن کی باتیں اب منھ پہ آئیاں ہیں

مرے آگو نہ شاعر نام پاویں قیامت کو مگر عرصہ میں آویں

نہ ایک یعقوب رویا اس الم میں کنواں اندھا ہوا یوسف کے غم میں

تری زلفِ سیہ کی یاد میں آنسو ٹپکتے ہیں اندھیری رات ہے برسات ہے جگنو چمکتے ہیں

عام حکمِ شراب کرتا ہوں محتسب کو کباب کرتا ہوں

ٹک تو رہ لے بنائے ہستی تو تجھکو کیسا خراب کرتا ہوں

ملنے لگے ہو دیر دیر دیکھیے کیا ہے کیا نہیں تم تو کرو ہو صاحبی بندے میں کچھ رہا نہیں

بوئے گل اور رنگِ گل دونوں ہیں دلکش اے نسیم ایک بقدرِ یک نگاہ دیکھیے تو وفا نہیں

ایسے محروم گئے ہم تو گرفتارِ چمن کہ موئے قید میں دیوار بہ دیوارِ چمن

سینہ پر داغ کا احوال میں پوچھوں ہوں نسیم یہ بھی تختہ کبھی ہووے گا سزاوارِ چمن

خوں ٹپکے ہے پڑا نوک سے ہر ایک کے ہنوز کس ستم دیدہ کے مژگاں ہیں یہ خارِ چمن

عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے پاتا ہوں زرد زرد بہت اس جواں کو میں

میں وہ پژمردہ سبزہ ہوں کہ ہو کر خاک سے سرزد یکایک آگیا اس آسماں کی پائمالی میں

مرے اُستاد کو فردوسِ اعلیٰ میں ملے جاگہ سکھایا کچھ نہ غیر از عشق جن نے اس دبستاں میں

آہ اور اشک ہی سدا ہے یہاں روز برسات کی ہوا ہے یہاں

جس جگہ ہو زمین تفتہ سمجھ کہ کوئی دل جلا گڑا ہے یہاں

یہ غلط کہ میں پیا ہوں قدحِ شراب تجھ بن نہ گلے سے میرے اترا کبھی قطرہ آب تجھ بن

یہ ہے بستی عاشقوں کی کبھی سیر کرنے چل تو کہ محلے کے محلے ہیں پڑے خراب تجھ بن

میں لہو پیو ہوں غم سے بعوضِ شراب ساقی شبِ تیغ ہو گئی ہے شبِ ماہتاب تجھ بن

کٹی عمر میری ساری بہ مثالِ شمع یاں تک یہی رونا جلنا گلنا یہی اضطراب تجھ بن

نسیمِ مصر کب آئی سوادِ شہرِ کنعاں کو کہ بوجھولی نہ یہاں سے کسی کلبۂ احزاں کو

Marfat.com

کوئی کانٹا سرِ رہ کا ہماری خاک پر بس ہے گل گلزار کیا درکار ہے گورِ غریباں کو
زبانِ نوحہ گر ہوں میں قضا نے کیا ملا یا تھا
میری طینت میں یا رب سودۂ دلہائے نالاں کو
گل و سنبل میں نیرنگ قضا ست سر خروئی گزرے
کہ بگڑے زلف و رخ کیا کیا بنانے اس گلستاں کو
کریں پامال فرشِ رہ اس ساعت کہ محشر میں
لہو ڈوبا کفن لاویں شہیدِ نازِ خوباں کو
صدائے آدچمہ کے پار ہوئی ہے تیری شاید
کسی بے درد نے کھینچا کسی کے دل کے پیکاں کو
کیا سیر اس خرابہ کا بہت اب چل کے سو رہیے
کسو دیوار کے سایہ میں منہ پر لے کے داماں کو
کیا ہے گر بدنامی و حالت تباہی بھی نہ ہو عشق کیا جس میں اتنی رسوائی بھی نہ ہو
جب سے جہاں ہے ہر سحر تیری کروں ہوں جستجو
خانہ بہ خانہ در بہ در کوچہ بہ کوچہ کو بہ کو
آنکھوں سے دل تلک ہیں چنے خوانِ آرزو
نو اُمیدیاں ہیں کتنی ہی مہمانِ آرزو
اس مجملے کو سیر کروں کب تلک کہ ہے
دستِ ہزار حسرت و دامانِ آرزو
دل پُر خوں ہے جہاں تجکو گماں ہے شیشہ
شیخ کیوں مست ہوا ہے تو کہاں ہے شیشہ
شیشہ بازی تو ٹک ایک دیکھنے آنکھوں کی ہر مژہ پر مرے اشکوں سے رواں ہے شیشہ

Marfat.com

قطعہ

جا کے پوچھا جو میں کل کارگہِ مینا میں
دل کی صورت کا بھی اے شیشہ گراں ہے شیشہ

کہنے لگے کہ کدھر بھٹکا پھرا ہے اے مست
ہر طرح کا جو تو دیکھے ہے کہ یہاں ہے شیشہ

دل ہی سارے تھے یہ اک وقت میں جو کر کے گداز
شکلِ شیشہ کی بنائیں ہیں کہاں ہے شیشہ

جو ہوشیار ہو سو آج ہو شراب زدہ
زمینِ میکدہ یکدست ہے گی آب زدہ

بنے یہ کیونکے ملے تو ہی یار ہمیں سمجھیں
ہم اضطراب زدہ اور تو حجاب زدہ

کہتے ہیں اڑ بھی گئے جل کے پرِ پروانہ
کچھ سنی سوختگاں نے خبرِ پروانہ

شمع اتنی تو ضروری ہے اٹھے بزم سے آگ
اے جگر تفتگی بے اثرِ پروانہ

بزمِ دنیا کی تو دل سوزی نہیں ہوگی تمام
کس طرح شام یہاں ہو سحرِ پروانہ

اس اسیری سے کہ نہ کرنی اے صبا پالے پڑے
یک نظر گل دیکھنے کے بھی ہمیں لالے پڑے

حسن کو بھی عشق نے آخر کیا حلقہ بگوش
رفتہ رفتہ دلبروں کے کان میں بالے پڑے

اس واسطے کانپوں ہوں کرے آہ نہ مجھ سے
یہ باؤ تجھے لگ کے کہیں یار نہ ہووے

کرے ہے خندۂ دنداں نما تو میں بھی رو دوں گا
چمکتی زور سے بجلی بقدر آب باراں ہے

چمن پر نوحہ و زاری سے ہے کس گل کا یہ ماتم
جو شبنم ہے تو گریاں ہے جو بلبل ہے تو نالاں ہے

Marfat.com

الم سے یہاں تئیں میں مشق ناتوانی کی — کہ میری جان نہیں تن پر میرے گرانی کی
چمن کا نام سنا تھا ولے نہ دیکھا ہائے — جہاں میں ہم نے قفس ہی میں زندگانی کی

سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھامے ہے زباں شمع
وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے

لیتا ہی نکلتا ہے مرا لخت جگر اشک
آنسو نہیں گویا کہ یہ ہیرے کی کنی ہے

اے میر جگر ٹکڑے ہوا دل کی طپش سے
شاید کہ میرے جیو پر اب آن بنی ہے

گرم ہیں شور سے تجھ حسن کے بازار کئی — رشک سے جلتے ہیں یوسف کے خریدار کئی
اپنے کوچہ میں نکلیو تو سنبھالے دامن — یادگار مژۂ میر ہیں واں خار کئی

صبح سے بن علاج تو خوش ہے — تیرا بیمار آج تو خوش ہے
میر پھر کہیو سرگزشت اپنی — بارے یہ کہہ مزاج تو خوش ہے

مرہی جائیں گے بہت ہجر میں ناشاد رہے
بھول تو گئے ہو ہمیں پر یہ تمہیں یاد رہے

ہم سے دیوانہ پھریں شہر میں سبحان اللہ
دشت میں قیس پھرے کوہ میں فرہاد رہے

میرے درد دل کا تو یہ جوش ہے — کہ عالم جراحت سیہ پوش ہے
گیا روبرو اس کے کیوں آئینہ — کہ بیہوشی اوس کا دم اور ہوش ہے

اچنبھا ہے اگر چپکا رہوں مجھ پر عتاب آوے
وگر قصہ کہوں اپنا تو سنتے اس کو خواب آوے

لپیٹا ہے دل سوزاں کو اپنے میر نے خط میں
الٰہی نامہ بر کو اس کے لے جانے کی تاب آوے

Marfat.com

اس دشت میں اے سیل سنبھل ہی کے قدم رکھ
ہر سمت کو یاں دفن مری تشنہ لبی ہے

بتاں تو چھوڑ دیتے کر کے خاکِ راہ کے صدقے
مجھے محفوظ رکھا اپنے میں اللہ کے صدقے

کیا خط لکھوں میں گریہ سے فرصت نہیں ہی
لکھتا ہوں تو پھر سے ہے کتابت ہی بہی

لوں کیونکہ ہم رنگ ہو تجھ سے ظالم
ترا رنگ شعلہ مرا رنگ کاہی

اب خدا مغفرت کرے اس کو
صبر مرحوم تھا عجب کوئی

سبھوں کے خط لئے پوشیدہ قاصد آج جاتا ہے
چلا ہے یار کے کوچہ کو اور مجھ سے چھپاتا ہے

ہو گئی شہر شہر رسوائی
اے مری موت تو بھلی آئی

میر جب سے گیا ہے دل تب سے
میں تو کچھ ہو گیا ہوں سودائی

بارے نسیم ضعف سے کل ہم اسیر بھی
سناہے میں جیو کے گلستاں تلک گئے

صد کاروان وفا ہے کوئی پوچھتا نہیں
گویا متاع دل کے خریدار مر گئے

تمام اس کے قد میں سناں کی طرح ہے
نکیلی پنٹھ اس جواں کی طرح ہے

قطعہ (بند)

اوڑے خاک گاہے رہے گاہ ویراں
خراب اور پریشاں یہاں کی طرح ہے

تعلق کرو میر اس پر جو چاہو
مری جان یہ کچھ جہاں کی طرح ہے

آتش کے شعلے سر سے ہمارے گزر گئے
بس اے تپ ذات کہ گرمی میں مر گئے

ناصح نہ روویں کیونکہ محبت کے جیو کو ہم
اے خانماں خراب ہمارے تو گھر گئے

ہنگامہ میری نعش پہ تیری گلی میں ہے
لے جائیں گے جنازہ کشاں یہاں کب مجھے

کاتب کہاں دماغ جو اب شکوہ ٹھانیئے
بس ہے یہ ایک حرف کہ مشتاق جانئے

Marfat.com

شب خواب کا لباس ہے عریانتنی میں یہ / جب سوئیے تو چادر مہتاب تانیے

کب تلک جیو رُکے خفا ہووے / آہ کرنے کی ٹک ہوا ہووے
بے کلی مارے ڈالتی ہے نسیم / دیکھیے اب کے سال کیا ہووے

ہے یہ بازار جنوں منڈی ہے دیوانوں کی / یہاں دو کانیں ہیں کئی چاک گریبانوں کی
خانقہ کا تو نہ کر قصد ٹک اے خانہ خراب / یہی اک رہ گئی ہے بستی مسلمانوں کی
کیونکہ کہیے کہ اثر گریۂ مجنوں میں نہ تھا / گرد نمناک ہے اب تک بھی بیابانوں کی

نہیں وسواس جیو گنوانے کے / ہائے رے ذوق دل لگانے کے
میری تغییر حال پر مت جا / اتفاقات ہیں زمانے کے

غافل میں رہا تجھ سے نپٹ تا بہ جوانی / اے عمر گزشتہ میں تیری قدر نہ جانی
مدت سے ہیں اک مشت پر آوارہ چمن میں / نکلی ہے یہ کس کی ہوس بال فشانی
یہ جان اگر بید مولہ کہیں دیکھے / رہ گئی ہے کسی موئے پریشاں کی نشانی
بھاتی ہے مجھے ایک طلب بوسہ میں یہ آن
لکنت سی اُلجھ جا کے تجھے بات نہ آنی

بسکہ ہے گردونِ دوں پرور، دنی / ہوئے پیوند زمیں یہ کشتنی
بزم میں سے اب تو چل اے رشک صبح / شمع کے منہ پر تو پھر گئی مُردنی

اس ستم دیدہ کی صحبت سے جگر لوہو ہے / آب ہو جائے کہ یہ دل خلۂ پہلو ہے

دہر بھی میر طرفہ مقتل ہے / جو ہے سو کوئی دم کو فیصل ہے
روز کہتے ہیں ملنے کو خوباں / لیکن اب تک تو روز اول ہے

قطعہ (بند)

ہجر باعث ہے بدگمانی کا / غیرتِ عشق ہے تو کب کل ہے
مر گیا کوہکن اسی غم سے / آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے

Marfat.com

خنجر بکف وہ جب سے سفاک ہو گیا ہے
ملک ان ستم زدوں کا سب پاک ہو گیا ہے

دیوار کہنہ ہے یہ مت بیٹھ اس کے سائے
اُٹھ چل کہ آسماں سب کا داک ہو گیا ہے

زیر فلک بھلا تو رووے ہے آپ کو میر
کس کس طرح کا عالم یہاں خاک ہو گیا ہے

ساقی گھر چاروں اُور آیا ہے
دے بھی مے ابر زور آیا ہے

ذوق تیرے وصال کا میرے
ننگے سر تا بہ گور آیا ہے

کل ہم سے اس سے بارے ملاقات ہو گئی
دو دو بچن کے ہونے میں اک بات ہو گئی

کن کن مصیبتوں سے ہوئی صبح شام ہجر
سو زلفیں ہی بناتے اسے رات ہو گئی

گردش نگاہ مست کی موقوف ساقیا
مسجد تو شیخ جیو کی خرابات ہو گئی

کتنا خلاف وعدہ ہوا ہو گا وہ کہ یاں
نومیدی اور امید مساوات ہو گئی

اپنے تو ہونٹھ بھی نہ ہلے اس کے روبرو
رنجش کی وجہ میر وہ کیا بات ہو گئی

چل قلم غم کی رقم کوئی حکایت کیجے
ہر سر حرف پہ فریاد نہایت کیجے

قصد اگر امتحان ہے پیارے
اب تلک نیم جان ہے پیارے

سجدہ کرتے ہی سر کٹیں ہیں جہاں
سو ترا آستان ہے پیارے

میر عمداً بھی کوئی مرتا ہے
جان ہے تو جہان ہے پیارے

رباعیات (۱)

تجھ رہ سے محال ہے اُٹھانا مجکو
خبطی کہے کوئی کوئی سیانا مجکو
سر میرا لگا ہے نقش پا سے تیرے
سجدہ کو خدا کے بھی بجانا مجکو

مسجد میں تو شیخ کو خروشاں دیکھا
میخانہ میں جوش بادہ نوشاں دیکھا
اک گوشہ عافیت جہاں میں ہم نے
دیکھا سو محلہ خموشاں دیکھا

---

(۱) پیرس: رباعی

کاہے کو کوئی خراب خواری ہوتا　　کاہے کو کسی پہ جان بھاری ہوتا
دلخواہ ملاپ ہوتا تو ملتے　　اے کاش کہ عشق اختیاری ہوتا

جگ میں جوں شمع پانو جل کر رکھنا　　یا بن کے بگولا ہاتھ مل کر رکھنا
آیا ہے قمار خانۂ عشق میں تو　　سر بازی ہے یہاں قدم سنبھل کر رکھنا

کیا کرے بیاں مصیبت اپنی پیارے　　دن عمر کے میری غم میں گزرے سارے
رنج و ضعف و بلا، مصیبت، محنت　　پنپا ہی نہیں توان دکھوں کے مارے

پیغمبر حق نے حق دیکھا یا اس کا　　معراج ہے کمترین پایا اس کا
سایہ جو اسے نہ تھا یہ باعث ہے کا　　کل حشر کو ہو گا سب پہ پایا اس کا

دل تجھ پہ چلے نہ کیونکہ میرا بیتاب　　یہاں مجکو توقع ہے کہ لاتا ہے جواب
وہاں ان نے شراب پی کے مستی میں میر　　کر کھائے بھی نامہ بر کبوتر کے کباب

ذخیرہ محمد وقار مجید لاہور

Marfat.com

خاتمہ

بدانکہ ریختہ بر چندیں قسم است۔ از انجملہ انچہ معلوم فقیر است نوشتہ می آید۔

اول آنکہ یک مصرعش فارسی و یک ہندی چنانچہ قطعہ (از) حضرت امیر (خسرو) علیہ الرحمۃ نوشتہ شد۔ دویم آنکہ[1] نصف مصرعش ہندی و نصف (دیگرش) فارسی چنانچہ شعر میر معز (موسوی مرقوم) کہ نوشتہ آمد۔ سیوم آنکہ حرف و فعل فارسی[2] بکار می برند و ایں قبیح است۔ چہارم آنکہ ترکیبات فارسی می آرند۔ اکثر ترکیب کہ مناسب زبان ریختہ می افتد، آں جائز است و ایں را غیر شاعر نمی داند و ترکیبے کہ نامانوس[3] ریختہ می باشد، آں معیوب است و دانستن ایں نیز موقوف (بر) سلیقۂ شاعری است و مختار[4] فقیر ہم ہمین است (کہ) اگر ترکیب فارسی موافق گفتگوئے ریختہ بود، مضائقہ ندارد۔ پنجم ایہام است کہ در شاعران سلف این[5] فن رواج[5] داشت۔ اکنوں طبعہا مصروف ایں صنعت کم است مگر بسیار بہ شستگی[6] بستہ شود۔ و معنی ایہام اینست کہ لفظے[7] کہ بر و بنائے بیت بود آں دو معنی داشتہ باشد، یکے قریب و یکے بعید و بعید منظور شاعر باشد و قریب متروک او۔ ششم انداز است کہ ما اختیار کردہ ایم و آں محیط ہمہ صنعتہا است۔ تجنیس (و) ترصیع (و) تشبیہ (و) صفائے گفتگو (و) فصاحت (و) بلاغت (و) ادابندی (و) خیال وغیرہ۔ ایں ہمہ با در ضمن ہمین است و فقیر ہم از ہمیں وتیرہ محظوظ۔ ہر کرا دریں فن طرز خاص است ایں معنی را می فہمد، با عوام کار ندارم۔ اینکہ نوشتہ ام برائے یاران مستند است

(۱) انجمن : اینکہ (۲) انجمن : پارسی
(۳) پیرس : نامناسب (۴) پیرس : و فقیر ہم ہمین اختیار کردہ است
(۵) انجمن : دریں (۶) پیرس : شکستگی (۷) پیرس : حرفے

Marfat.com

نہ برائے ہر کس زیرا کہ عرصۂ سخن وسیع است و از تلون چمنستان ظہور آگہم مصرع:

ہر گلے را رنگ و بوے دیگر است

(وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی - وَتَمَّمْ بِالْخَيْرِ وَالْعَافِيَةِ)

ترقیمہ انجمن

تمام شد نکات الشعراء ہندی من تصنیف میر محمد تقی میرؔ تخلص، بحسب الفرمائش حضرت سید عبدالولی صاحب وقبلہ عزلتؔ تخلص۔ کاتب الحروف سید عبدالغنی ابن سید محمود ابن میر محمد رضا اصفہانی غفر اللہ ذنوبہما وسترعیوبہما، دربلدۂ فرخندۂ بنیاد ابد بنیاد۔ تحریر فی التاریخ ہفدہم رمضان المبارک ۱۱۷۲ھ یک ہزار یک صد و ہفتاد و دو من الہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترقیمہ پیرس

بتاریخ ہفدہم شہر شوال روز چہار شنبہ ۱۱۸۰ھ ہجری در بندر سورت بموجب خواہش جمیع دوستاں باتمام رسید۔

(مطبوعہ جمال پرنٹنگ پریس دہلی)

Marfat.com